فہرست مکشوفات منازلِ احسان

جلد سوم

شمار	سلسلہ اشاعت نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	۴۴	ذکرِ الٰہی	۱۰۰۱
۲	۴۵	تبلیغ نامہ	۱۰۳۱
۳	۴۶	طریقت الاسلام کے چار مینار	۱۱۰۳
۴	۴۷	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۱۸۱
۵	۴۸	..... وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ	۱۲۱۳
۶	۴۹	وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ	۱۲۹۱
۷	۵۰	وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ	۱۳۲۱
۸	۵۱	مراقبہ عند الموت	۱۳۳۵
۹	۵۲	فضائل تبلیغ	۱۳۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دارالاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلہ اشاعت ۴۴
دعوت و تبلیغ الاسلام

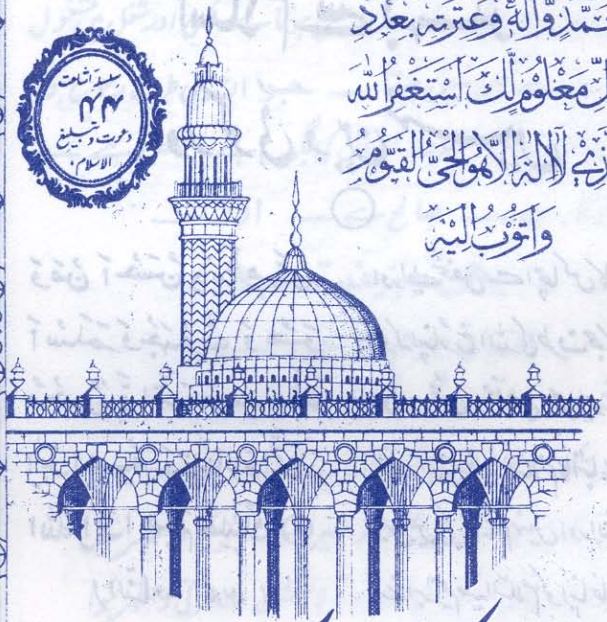

ذکرِ الٰہی

از: حضرت محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفیٰ ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

اللہ ربّ العٰلمین نے فرمایا ہے

اسلام سے بہتر اور کوئی دین نہیں

○

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○

(النساء۔ ۱۲۵)

اور ایسے شخص سے اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رُخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مُحسن (مخلص) بھی ہو اور وہ ملّتِ ابراہیم علیہ السّلام کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا خالص دوست بنایا تھا۔

ف :- اس آیۂ کریمہ میں مسلمان کو پکا اور سچّا مسلمان بننے کے لئے (۱) متوجہ الی اللہ ہونا (۲) محسن (یعنی مخلص نیکوکار صالح) ہونا اور (۳) حنیف ہونا ضروری ہے۔ اور یہ تینوں

خصلتیں اللہ ہی کے فضل و کرم سے بندے کو حاصل ہوسکتی ہیں جو اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے ۔ کہ جو لذت و راحت و اطمینان اسے اللہ کی کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کسی اور شغل میں مشغول ہونے سے کبھی نہیں ہوتا ۔ جو اللہ کی طرف رجوع ہُوا۔ وہی محسن (محسن اسم ظرف احسان کی جگہ) ہے۔ مخلص ہے ۔ نیکوکار ہے ۔ صالح ہے ۔ اور ۔

یہی حنیفیت ہے!

انسانی جسم الوجود میں

شیطان وخنّاس رگ رگ میں خون کی طرح پھر رہا ہے، جب تک یہ طاغوتی طاقتیں مغلوب نہیں ہوتیں اور نفس ان کے فریب سے کلیتہً آزاد نہیں ہوتا، مزکّی و مطہّر نہیں ہوتا ۔ جس کا نفس خباثت و آلائش سے مزکّی و مطہّر ہوا حنیف ہے۔

سبیل ۔ یہ سب مسلسل، پیہم اور کثرتِ ذکر ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

ذکرِ الٰہی

تالاب میں سے جب پانی ختم ہو جاتا ہے، تو جنگلی جانور اس میں بسیرا کر لیتے ہیں۔ کہیں چوہے بل بنا لیتے ہیں، کہیں نیولے۔ آہستہ آہستہ اس میں جھاڑیاں اُگ آتی ہیں اور اس میں گیدڑ اور لومڑیاں مسکن بنا لیتی ہیں۔ حتّٰے کہ ساری سطح اس قسم کے جانوروں سے بھر جاتی ہے

لیکن

جب اس میں پانی چھوڑ دیا جاتا ہے، تو تمام جانور اپنے اپنے بلوں سے نکل کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خشکی میں رہنے والا کوئی بھی جانور تالاب میں نہیں رہتا۔

اس کی بجائے

پانی میں رہنے والے جانور، مچھلی اور کچھوا وغیرہ پانی کے ساتھ ساتھ آتے۔ اور جب تک پانی تالاب سے خشک نہیں ہوتا۔ تالاب ہی کی رونق بنے رہتے ہیں۔ دم بھر کے لئے بھی تالاب سے جدا نہیں ہوتے، تالاب ہی میں رہتے ہیں

آپ کا دل تالاب ہے۔ اور

اللہ کا ذکر اس کا پانی ہے!

دِل جب ذکر سے خالی ہو جاتا ہے، خشک ہو جاتا ہے
اس میں ہر قسم کی برائیاں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً
حسد - بغض - بُخل - کینہ - کذب - غیبت
غُصّہ - غضب - ریا - تکبّر - غرور - فواحش وغیرہ

لیکن

جب اسے ذکر الٰہی سے معمور کر دیا جاتا ہے۔ تمام برائیاں خود بخود دفع ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی بھی برائی دِل کی دنیا کے نزدیک تک نہیں پھٹکتی۔

پانی کے بغیر

کسی اور طریقے سے خشکی کے سارے جانور کبھی تالاب سے باہر نکلے نہیں جا سکتے — اور بعض جانور تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بندہ کو دکھائی تک نہیں دیتے — اپنے اپنے بلوں میں گھُسے رہتے ہیں — لیکن جونہی پانی کی خبر پاتے ہیں۔ فوراً بھاگ جاتے ہیں — اسی طرح

ہمارے دلوں میں ایسی ایسی برائیاں موجود رہتی ہیں، جو صرف ذکر ہی سے دور ہو سکتی ہیں۔ جب تک دل پوری طرح ذکر میں مصروف نہیں ہوتا، برائیوں سے

پاک نہیں ہوتا ۔ اور جس طرح ـــــ
پانی کے جانور ۔ مچھلیاں اور کچھوے ۔ پانی ہی کے
ساتھ آتے اور پانی ہی میں رہا کرتے ہیں ـــ

مکارمِ اخلاق

بھی ذکر ہی کی بدولت حاصل ہُوا کرتے ہیں.

میرے محترم ! ـــــــ
دل کی دُنیا دو پردوں میں منقسم ہے

نُور اور ظُلمت

نُور ایمان سے ـــــ اور
ظُلمت خناس سے ہے ۔!

پس معلوم ہُوا
موحّد کو اعلیٰ درجے کے توکّل ـــ اور
متوکّل کو اعلیٰ درجے کے ایمان کی ضرورت ہے

یعنی
جس کا جتنا پکا ایمان ـــ اُتنا ہی وہ کامل متوکّل ۔ اور
جس درجے کا کسی کو توکّل حاصل ہے ـــ اتنا ہی

وہ موحّد ہے:

○

ایمان کے نُور سے

خنّاس کی ظلمت کافور ہو جاتی ہے!

شیطان خنّاس کا مشیر اور بندے کی رگ رگ میں ایسے پھرتا ہے، جیسے کہ خُون ــــ اور ــــ خنّاس ایمان کے مُقابل دل ہی میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔

نُکتہ: ــــــــــــــــــــ

جب ہم کُچھ بھی نہیں کرتے ہوتے دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہیں ہوتا لیکن جونہی ہم کسی ذکر کو شروع کر دیتے ہیں، اُسی وقت دِل میں ایسے ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں ــ جن کا پہلے کبھی گمان بھی نہ تھا۔

وجہ: ــــــــــــــــــــ

اللہ کا ذکر خنّاس کی ضد ہے۔ اور ــ خنّاس اللہ کے ذکر کی تاب لانے کی جرأت نہیں رکھتا،

بندہ جب اللہ کا ذکر کرنے لگتا ہے، تو وہ اپنی پوری قوّت سے دل کی جمعیّت کو برہم کرنیکی کوشش کرتا ہے

علاج :

دِل میں جب بھی کبھی کوئی وسوسہ پیدا ہو، فوراً دل کی طرف متوجّہ ہوئیے۔ اور سوچئے۔ کہ یہ دل اس فضول کام میں جس سے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہونا، کیوں مصروف ہے؟ ذرا سی دیر کیلئے ذکر روکئے اور سوچئے۔ کہ آپ کا دل کیوں اس فکر میں مصروف ہے؟ آپ کی اس توجہ سے اگر آپکے دل کی حالت نہ بدلے تو جو چاہے سو کہیئے!

○

دین کی ہر شے کا دارومدار

استقامت فی الاعمال

پر ہے۔ اور دین میں استقامت ایسے ہی ضروری ہے۔ جیسے کہ عمارت کے لئے بنیاد

بُنیاد ہِلی ــ عمارت گِری

عمارت بُنیاد پہ کھڑی ہوتی ہے ــ اور ــ

دِین کی عمارت کی بُنیاد استقامت ہے

○

کسی عمل کو ایک بار اختیار کر چکنے کے بعد چھوڑ دینے سے یہ کہیں بہتر ہے۔ کہ اُسے سرے سے شروع ہی نہ کیا جائے، چند دن شروع کر کے چھوڑ دینے کی بجائے شروع کرنے کے انتظار میں رہنا زیادہ احسن ہے۔

○

عمل ایک پودا ہے :

چند دن بعد اس میں ایک کونپل پھوٹی ــ ابھی وہ اچھی طرح سے نکھری بھی نہ تھی ــ کہ مسل دی گئی ــ تھوڑے عرصہ بعد اُسی پودے سے پھر ایک کونپل نکلی ــ پہلے کی طرح اُسے بھی اسی طرح مسل دیا گیا ــ **اسی طرح** چند بار مسلسل مسلنے کے بعد مزید پھر کسی کونپل کی امید نہیں رہتی۔ پودے کی وہ رگیں ــ جن سے کہ کونپل پیدا ہُوا کرتی ہے، مسلسل مسلنے کے بعد بے حس ہو گئیں، اور

پودا ایک خشک ڈنڈے کی طرح بن گیا۔ اُسے
پھر کوئی پھول و پھل نہیں لگتا

بعینہٖ

ہمارا حال ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی
ہمیشہ کسی نہ کسی عمل کو جاری رکھتا ہے
لیکن کسی ایک عمل پہ مستقیم نہیں رہتا
اپنے معمولات دن بہ دن بدلتا رہتا ہے۔
یہی وجہ ہے۔ کہ کوئی عمل کوئی رنگ نہیں لاتا۔

ذکرِ الٰہی

صرف لا الٰہ الّا اللہ کا بار بار تکرار ہی نہیں۔ بلکہ
نماز
قرآن کریم کی تلاوت
تسبیح و تحمید و تحلیل و تکبیر
جمیع کلمات طیّبات
دعوات، صلوٰۃ و سلام
تبلیغ نہی عن المنکر و امر بالمعروف

یہ سب کی سب ذکر الٰہی میں شامل ہیں۔ ان میں سے آپ جس بھی عمل کو ہمیشہ کے لئے اختیار کریں گے، اُسی میں آپکی کامیابی ہے۔ ہر عمل کی کامیابی کا انحصار استقامت پر ہے۔

اور

استقامت عین کرامت ہے

اللہ نے ہمیشہ اپنی توحید کے اقرار کے ساتھ استقامت کی تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا ہے ــــ

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ــ "یعنی جنہوں نے کہا، اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر اس پہ ڈٹ گئے۔"

اِسی طرح

ہر جگہ ہر شَے کا انحصار استقامت پہ قرار دیا ہے۔!

ہم اپنی ساری زندگی پہ ایک طائرانہ نظر ڈالیں، ہمارے پاس کوئی ایک بھی ایسا عمل نہیں ــ جسے کہ ہم نے عمر بھر کیا ہو، اور جب سے اُسے شروع کیا ہو، پھر کبھی ترک نہ کیا ہو۔

استقامت طریقت کا مینار

اور ــ کامیابی کی بیّن دلیل ہے!

جسے کسی عمل پہ استقامت حاصل ہو جائے۔ سمجھے وہ
کامیاب ہوا۔ اور اس کی کامیابی میں ذرہ بھر شک نہیں!
جسے اللہ مقبول فرماتے ہیں
اُسے اعمال پہ استقامت مرحمت فرماتے ہیں۔

اور ایمان

استقامت ھی سے مضبوط اور بلند ھوتا ھے!
دِل کی دنیا روشن کرنے کیلئے محض علم کافی نہیں۔
علم پہ عمل۔ اور۔ عمل پہ استقامت۔ لازم و ملزوم ہے

جب تک

کوئی اپنے علم پہ عمل نہیں کرتا اور عمل پہ مستقیم نہیں رہتا
نہ مسرور ہو سکتا ہے۔ نہ مخمور

اور

یہ دونوں چیزیں
دین و دنیا کی سب سے دو بڑی نعمتیں ہیں!

وَمَا علینا الا البلاغ

عمل کے بغیر علم بے زینت۔ اور۔
علم کے بغیر عمل بے لگام گھوڑا ہے۔!

وجہہ للہِ

اللہ کی طرف اپنا رخ کرنا یا اپنے تئیں ہر طرف و جانب سے موڑ کر صرف اللہ ہی کی طرف رجوع ہونا اور اللہ کے سوا کسی اور سے کسی بھی معاملہ میں ظاہری ہو یا باطنی ۔ کسی بھی قسم کی کوئی امید نہ رکھنا اللہ کی رضا پہ راضی رہنا اور ہر حال میں شکر کرنا اور صبر کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا وجہہ للہ کے چند بنیادی اصول ہیں۔

دُنیا میں بہت کم لوگ اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں۔ اگرچہ ہر کوئی اس کا دعویدار ہے۔ دنیادار صرف دنیا ہی کو حاصل کرنے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دنیاوی اغراض و مقاصد کے سوا کوئی اور شے اس کے پیش نظر نہیں ہوتی، نہ ہی وہ دنیاوی چیزوں کے سوا کسی اور شے کو لے کر مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہر کوئی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ برہمن بھی کرتا ہے ——— جیسے کہ ایک بار پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ جو محویت برہمن کو بت کے آگے ہے ۔ ہمیں کعبہ میں بھی نہیں۔

اہلِ ذکر کلیتاً ہمہ تن و من اللہ کے لطف و کرم

سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ کے
سوا کسی اور سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی
کسی اور شئے کو حاصل کر کے کبھی مطمئن ہوتے ہیں۔

اور

یہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کا اصلی مقام ہے

○

اہلِ دُنیا

دُنیا کے لئے ہر کسی کی طرف رجوع کرتا ہے، اور
ہر کسی میں اللہ بھی شامل ہے ــــ یعنی
اگر اُسے پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ اللہ کرنے
سے اُس کا کوئی مقصد حاصل ہوگا،
تو اللہ اللہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

اور

اُس کا یہ اللہ اللہ کرنا۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں
دنیا کو حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے

اللہ

ایسے ذکر اور فکر سے کلیتہً پاک اور بے غرض ہے

اہلِ ذکر

اپنے رب ــــ

اپنے مالک ــــ اور

اپنے معبود کو ــــ

راضی کرنے کیلئے اللہ کے ذکر میں ایسے محو و منہمک ہوتے ہیں کہ ذکر کے سوا کسی اور شغل سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔

الحمد للہ!

○

نکتہ :

اللہ سبحانہٗ اپنے جس بندے کی طرف اپنی کریمانہ نگاہ فرماتے ہیں، اُسے اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق بخشتے ہیں

○

جو اللہ کی طرف رجوع ہے، سمجھئے ۔ اللہ اُس کی طرف رجوع ہے، ورنہ جب تک اللہ کریم اپنے لطف و کرم سے اپنے کسی بندے کی طرف رجوع نہیں فرماتے بندہ گنہگار نے اللہ کی طرف کیا رجوع کرنا ہے۔!

اور — جو ایک بار اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے
پھر کسی اور طرف کبھی رجوع نہیں کرتا۔!
یا حیُّ یا قیّومُ

○

اہلِ ذکر کے چند معیاری نمونے

★ حضرت عمیر بن ہانی رضؓ ہر روز ہزار سجدہ نماز پڑھتے۔ جس میں لاکھ مرتبہ اللہ کی تسبیح کرتے تھے

○

★ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے —
ذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ — یعنی "اللہ کا ذکر میرا مونس ہے"

○

★ حضرت ابو الدرداء رضؓ دن کو روزہ رکھتے، رات بھر قیام کرتے اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کرتے

○

★ حضرت پیرانِ پیر محبوب سبحانی رضؓ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی — ہر روز رات

میں قرآن ختم کیا ۔ پندرہ سال ایک پاؤں
پہ کھڑے ہو کر قرآن ختم کیا ۔ مسجد کی دیوار میں
کھونٹی پہ ہاتھوں کو ٹیک دیکر رات بھر کھڑے رہتے،
بہر حال یہ اللہ کی توفیق سعید کے ساتھ ہے ۔!

○

ہمارے مخدوم حضرت صابرؒ صاحب نے
بارہ برس لنگر تقسیم فرمایا ۔ لیکن خود نہیں کھایا ۔
پھر ایک مدت سُکہ کی حالت میں گُلّہ کو تھامے کھڑے رہے

○

دین کے ان میناروں کی روشنی میں
اپنی منزل کا محاسبہ کریں اور صحیح راہ تلاش کریں !

○

ذکر کی کثرت اور کثرت پہ استقامت
کے بغیر کوئی اور حیلہ اس وادی کو
عبور نہیں کر سکتا

○

ہم قادری ہیں۔ صابری ہیں۔
ہماری یہ نسبت ــــ نام کی ہے، کام کی نہیں
قادری وہ ہے
جو قائم اللّیل ہو۔ اور مطیع السُّنّۃ
صابری وہ ہے ــــ جو
صائم الدّھر ہو۔ اور تارک الدُّنیا
اے میرے عزیز!
نہ ہم قائم اللّیل ــــ نہ صائم الدّھر
پھر ہماری یہ نسبت ہمیں کہاں پہنچا
سکتی ہے؟

○

ہمیں ذکر کی کوتاہی کا کیا خوب پھل ملا ــــ
ذکر کی بجائے بحث۔ اور
فکر کی بجائے تنقید
اور یہ دونوں ہی مذموم ہیں!

اگر ہم ذکر کرنے والے ہوتے

* کسی بحث میں کبھی نہ الجھتے ـــــ اور۔
* نہ ہی کسی پہ کوئی تنقید کرتے ـــــ !

ہر بحث و تنقید پہ

مشتعل ہو کر جھنجلانے کی بجائے مُسکراتے ہوئے۔

چل دیتے اور اپنا کام جاری رکھتے

یاحیّ یاقیّوم

○

ترکِ ابحاث کا کُلّی قاعدہ یہ ہے۔ کہ ـــــ

ہر سوال کے جواب میں قرآن و سنّت کے مطابق جواب دیں ـــ اور دو یا تین بار سے زیادہ نہ دیں، دین کے کسی مسئلے پہ ضد نہ کریں۔ اگر آپ غلطی پہ ہوں، مان لیں، فروعی اور معمولی اختلافی باتوں پہ نہ اصرار کریں، نہ تکرار !

ایک دن کا واقعہ

ہے، کہ چند دوست ایک دوست کو ملنے کے لئے گئے۔ اور جنہیں وہ ملنے جا رہے تھے۔ وہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے

مقلد تھے، جانے والے راستہ میں یہ باتیں کرتے جا رہے تھے، کہ ہمارے معزز میزبان معتبر بزرگ ہیں۔ اگر مغرب کی نماز کا وقت وہیں آگیا۔ تو نماز ان کی امامت میں ادا کریں گے۔ اور چونکہ وہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی فقہ کے مقلد ہیں۔ اس لئے ہم ان کی دلجوئی کے لئے رفع یدین بھی کرینگے۔ اور "آمین" بالجہر بھی کہیں گے۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے، تو وہ چپکے سے اپنے ایک دوست کو اندر لے گئے، نامعلوم انہیں کیا سمجھایا — غالباً یہی — کہ یہ لوگ حنفی، قادری، صابری ہیں۔ آج تم نے رفع یدین نہیں کرنا۔ اور نہ ہی آمین بالجہر کہنا ہے۔ جب نماز پڑھی، تو معاملہ اُلٹ ہُوا۔ یعنی — جنہوں نے اونچی "آمین" کہنی تھی، انہوں نے دل میں کہی، — اور جنہوں نے آہستہ کہنی تھی، انہوں نے اونچی کہی۔

دو جماعتوں کے اس اتحاد سے اللہ سبحانہٗ کی رضا ایسی راضی ہوئی، کہ بچھڑے ہوئے دل پھر سے تروتازہ ہوگئے، اور وہ ایک دوسرے کے اور بھی قریب ہوگئے۔

اللہ سبحانہٗ

ہمیں اپنی اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبّت عنایت فرمائے۔ آمین

محبّت مسلمان کی کھوئی ہوئی میراث ہے

اللہ ھمیں پھر سے عطا کرے، امین!

○

ایک سوال

کے جواب میں واضح ہو۔ کہ ــــ

اللہ کے رسول ــــــــ مرسل من اللہ

صحائف سماویہ (آسمانی کتب) ــــــــ منزل من اللہ

دینِ اسلام ــــــــ مؤیّد من اللہ

ہر تقدیر ــــــــ مقدور من اللہ

ــــــــ اور ــــــــ

ہر شئے ــــــــ مامور من اللہ ہے

کائنات کی ہر شئے خیر ہو یا شر

مقدور من اللہ ــــ اور

نظامِ قدرت مامور من اللہ ہے۔!

مامور کا لغوی معنیٰ ہے — حکم کیا گیا۔
مامور من اللہ کا لفظ عموماً انبیاء کرامؑ کے لئے بولا جاتا ہے
اس میں نہ کوئی شک ہے نہ ریب — تمام انبیا مرسل
من اللہ، اور مامور من اللہ ہیں — یعنی انبیاءُ اللہ
کے بندوں کے لئے ہدایت پہ اللہ کی طرف سے مقرر
کئے گئے ہیں۔ یعنی مرسل من اللہ ہیں — اور
انبیاء کا مامور ہونا مبینہ طور پر ثابت ہے۔ جب
یہی لفظ مقربینِ حق کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔
تو اس سے اللہ کے وہ نیک بندے مراد ہوتے ہیں۔ جن
کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی توفیق بخشی ہو، ان کے
نفوس کی تطہیر کر کے انہیں قرآن و سنّت کا علم عطا کیا ہو۔
انہیں توفیقی اعتبار سے ہدایت کے مقام پہ فائز اور
مقرر کیا ہو۔

یوں تو

جمیع امتِ مسلمہ ہدایت و تبلیغ پہ مامور ہے۔ مگر

اللہ کے بندوں سے

جسے جس قدر زیادہ توفیق ملتی ہے — اُسی قدر اس پہ بندوں کی

اصلاح و ہدایت کی ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے،

مثال کے طور پر

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کو بذریعہ وحی امام مقرر نہیں کیا گیا — اور نہ ہی کسی بادشاہ یا خلیفہ نے انہیں امام مقرر کیا، مگر پھر بھی وہ امت کے فقہی امام مانے جاتے ہیں — اسی طرح پر

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

یہ لوگ

اپنے علم، تفقہ فی الدین اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے امام الامت تسلیم کر لئے گئے ہیں!

بس یہی حال اولیاء اللہ اور مقبولین کا ہے،

اولیاء اللہ کو وحی کے مبینہ الفاظ میں تو مامور نہیں فرمایا گیا۔ لیکن انبیاءؑ کے جانشین اور پیروکار ہونے کی حیثیت سے

اور توفیقی اعتبار سے ہدایت پر مامور تصور ہوتے ہیں ۔ وحی میں بھی مجموعی طور پر ساری امت کو ہدایت اور تبلیغ کے نام پر مامور کیا گیا ہے ۔ اور خاص طور پر مومنوں کی ایک جماعت کا انتخاب کیا گیا ہے ۔ ملاحظہ ہو :-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط (العمران آیۃ ۱۱۰)

" تم لوگ اچھی جماعت ہو، کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے ۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو۔ اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہو۔"

○

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط (العمران آیۃ ۱۰۴)

" اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے ۔ کہ خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے، اور برے کاموں سے روکا کرے، اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے ۔"

انبیاؑ کے مامور من اللہ ماننے ۔ اور ۔ اولیاء کو
مامور من اللہ ماننے میں یہ فرق ہے ۔ کہ انبیاء کو
مامور من اللہ نہ ماننے سے ایمان میں فرق آتا ہے
یہ ہر مومن کے ایمان کا جزوِ لاینفک ہے ۔ کہ ۔
جملہ انبیاء علیہم السلام مامور من اللہ ہیں !
اگر ۔ اولیاء اللہ کو مامور من اللہ کوئی شخص نہ بھی تسلیم کرے
تو اس پر کفر لازم نہیں آتا ۔ نہ ہی وہ دائرۂ اسلام سے خارج
ہوتا ہے ۔ بعینہٖ جس طرح کسی امام فقہہ کے نہ ماننے والے
پر کوئی قدغن نہیں ۔ اسی طرح مقربین حق کو مامور من اللہ
تسلیم نہ کرنے والوں کو کسی طرح معتوب نہیں کیا جا سکتا ۔ اگرچہ
مقربینِ حق کو مامور من اللہ تسلیم کر لینے اور ان کی محبت سے
فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے ۔

اللہ

کے مقبول بندوں کے مامور من اللہ ہونیکی سب سے بڑی دلیل ان کی

استقامت فی الدین

ہے ۔ حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
مَنْ یُّوْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔

" جس کو دین کی حکمت عطا کی، پس اللہ نے اس کو خیر کثیر عطا کی "

صُوفیائے کرام

کی اصطلاح میں مامور من اللہ وہ نیک بندہ ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین، علم کتاب راسخ فی العلم حکمت دین اور استقامت فی الدین کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہو۔

حاصل کلام

یہ ہے۔ کہ حقیقتاً ہر مومن اللہ رب العلمین اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لانے، نیکی کرنے اور برائی سے باز رہنے اور دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ پہ مامور من اللہ یعنی اللہ رب العلمین کی طرف سے حکم کیا گیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

سورج مامور ہے۔ کہ روزانہ مقررہ وقت پہ طلوع و غروب ہو۔ پھر دیکھئے۔ کیسے باقاعدگی سے چڑھتا اور چھپتا ہے۔

ایک لمحہ بھر فرق بھی آنے نہیں دیتا۔

۱۱ پ

کسی دن کسی دریا کے کنارے کھڑے ہو کر ذرا غور فرمائیں کہ ہزاروں برس سے یہ پانی بہہ رہا ہے۔ نہ کبھی بند ہوا نہ کم ـــــ زمین سے نکلتا ہے، اور زمین ہی میں چلا جاتا ہے۔ گویا یہ پانی اللہ کی طرف سے بہنے پہ مامور ہے۔

اِسی طرح

ہوائیں چلنے پہ مامور ہیں ـــــ کبھی ساکن۔ کبھی تیز۔ کبھی بہت تیز ـــــ اور کبھی بہت ہی تیز ـــــ ہواؤں کی اپنی مرضی نہیں، کہ جب چاہیں چلیں، جب چاہیں نہ چلیں

بلکہ

اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔!

جب حکم ملتا ہے، چلتی ہیں اور جب حکم ملتا ہے، نہیں چلتیں

اِسی طرح

موسموں کی تبدیلی

کبھی گرمی ہوتی ہے، کبھی سردی ـــــ اور کبھی معتدل یہ موسم کی اپنی مرضی نہیں، اللہ کی مرضی پہ موقوف ہے۔

نباتات

کی ہر بوٹی کو ازل تا ابد ـــــ مامور کیا گیا ہے ـ!
فلاں وقت اُگے ـــ فلاں قسم کے اور فلاں رُت پہ
پھل و پھول لائے، اگر کسی بوٹی کو غلط موسم میں بو دیا جائے
اوّل تو وہ اُگے گی ہی نہیں ـــ اگر اُگ بھی پڑی ـــ اُسے
کوئی پھل پھول نہیں آسکتا ـــ گویا ـــ تمام بوٹیاں
جو دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ اُگنے، پھلنے، پھولنے پہ ـــــ
اللہ کی طرف سے مامور ہیں!

پہاڑوں

کو ایک جگہ پہ مامور کر دیا گیا ـــ اپنی جگہ سے
ذرا بھر نہیں کھسکتے ـــ گویا

پہاڑ زمین کی کیلیں ہیں

تاکہ زمین کے ایک خطّے کو دوسرے خطّے سے تھامے رکھیں

آپ

کائنات کی کسی بھی چیز کو لیں ـ یہانتک
کہ کسی ایک ذرّے کو لیں ـ وہ ذرّہ ارادتِ ازلی
کے ماتحت اپنی حرکت و سکنت پہ مامور ہے

جس کام کا جیسے حکم دیا گیا ہے۔ کرتا ہے
اور کوئی بھی شے خود سر نہیں ۔ اور نہ ہی
اپنی مرضی سے کچھ کرنے پہ کوئی قدرت
رکھتی ہے

ہر شے کی پیشانی کے بال
اللہ کے قبضۂ قدرت میں پکڑے ہوئے ہیں
اور
اللہ کے حکم کے بغیر کبھی ہل نہیں سکتے
جیسے حکم ملتا ہے، کرتے ہیں!

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

○

طریقت السلوک میں
توحید کا مطلب یہ ہے

کہ بندہ اس بات پہ سچے دل سے یقین لے آئے

کہ جو کچھ آج اس دنیا میں ہو رہا
ہے — ایسے ہی ہو رہا ہے۔ جیسے کہ
ہونا چاہیئے — یا یوں کہ — جیسے آج
ہو رہا ہے۔ اسی طرح اللہ کی مرضی
ہے — کہ ہو — جب تک کسی کو ایسا
یقین حاصل نہیں ہوتا — موحّد
نہیں ہو سکتا۔

وما علینا الاّ البلاغ

○

امروز سعید یک شنبہ ۹ صفر المظفر ۱۳۹۸ ہجری القدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلہ اشاعت ۴۵
دعوت و تبلیغ الاسلام

تبلیغ نامہ

ابو انس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفیٰ ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

جب آپ کو اللہ کے دینِ اسلام کی ــــــ

دعوۃ و تبلیغ

کے لئے بلاوا آئے، یا خود آپ کے دل میں اللہ کی راہ میں چلنے کا شوق پیدا ہو، تو اپنے گھر بار کو اللہ تبارک و تعالےٰ کے سپرد کر کے جتنے دن کے لئے آپ کو بلایا جائے، یا آپ گھر سے باہر چل پھر کر دینِ اسلام کی تبلیغ میں اپنی زندگی کا وقت گذارنا چاہیں، حاضر ہوا کریں۔

آپ اپنی ضروریات کا یہ سامان اپنے ساتھ لایا کریں :۔

خاکی کپڑا جلدی میلا نہیں ہوتا، اس لئے اگر آپ کو پسند ہو، تو خاکی شلوار، قمیص، چادر، ٹوپی پہن کر آیا کریں۔

اللہ کرے آپ کی حالت کبھی ایسی نہ ہو، کہ آپ اپنے سفر کے لئے خود کفیل نہ ہوں، اپنے ساتھ چند ضروری چیزیں ضرور لایا کریں۔

صابن کی ٹکیہ ایک

دیا سلائی ایک

کٹورہ، چمچہ، چائے کی ایک ڈبیہ

تھوڑی سی چینی — پسا ہوا نمک، گرم مسالہ اور مرچیں
یہ سب چیزیں ایک گٹھلی میں ڈالی جائیں
اور — ہر جماعت کے ساتھ ایک دیگچہ، چمچہ بڑا، چمچہ چھوٹا،
توا، چھوٹی سی پرات ضروری ہیں۔

جب آپ یہاں سے رخصت ہوا کریں، تو —
پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل تحیۃ الوضو پڑھیں، پھر اللہ کے حضور
میں دعا کریں — کہ :-

آپ کا اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے یہ سفر
اللہ کی توفیق سے ہے، ورنہ آج سے پہلے بھی تو ہم اور
آپ یہیں تھے۔ ہمیں اس بہت ہی نیک کام کی توفیق نہ تھی۔

سب سے پہلے اللہ کا شکر کریں — یا اللہ! تیرا شکر و
احسان ہے، کہ تو نے ہمیں اپنی راہ میں چلنے کی توفیق بخشی، الحمد للہ!
پھر دعا کریں :-

یا اللہ! ہمارا علم قلیل اور عقل ناقص ہے۔ اگرچہ
ہم کسی بھی اعتبار سے دین کی اس اعلیٰ خدمت کے لائق نہیں،
پھر بھی تو ہماری اس کوشش کو شرفِ قبولیت بخش۔ آمین!
یا اللہ! جس طرح کسی منصوبے کو چلانے اور پایۂ تکمیل تک

پہنچانے کے لئے ایک مستند، قابل اور تجربہ کار انجنیئر کی ضرورت ہے، اسی طرح اس کے ساتھ چھوٹے عملے مزدوروں چوکیداروں، خدمتگذاروں اور خاکروبوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بعینہٖ جس طرح تیرے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے فاضل علمائے کرام کی ضرورت ہے، اسی طرح ہم خاک نشینوں کی بھی یہ پیشکش قبول ہو۔

یاحیّ یاقیوم! آمین!

ہمیں تیرے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی خاکروبی کا مقام نصیب ہو۔ یاحیّ یاقیوم۔ آمین

ہمارا یہ سفر تیرے لئے ہو، تجھے مقبول ہو۔ اس راہ کی ہر رکاوٹ دور ہو، جن لوگوں کی طرف ہم جا رہے ہیں، یا تیری قدرت ہمیں بھیج رہی ہے، ہم کسی بھی طرح ان سے افضل نہیں۔ پھر بھی تو ان کے دلوں میں اپنی اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھر دے۔ اور ہمارے دلوں کو پھیر کر۔ اپنے دین کی طرف لا۔

اس دعا کے بعد جماعت کا ایک امیر مقرر کیا جائے اور ہر کسی کو اس کی تابعداری کی ہدایت کی جائے

ایک متکلم مقرر کیا جائے اور اسے مامور کیا جائے۔ کہ ہر معاملہ میں اسی نے بولنا ہے۔ پھر سب اللہ اللہ کرتے اللہ کی راہ میں چلیں۔ ساری راہ اللہ ہی کے ذکر میں چلیں۔ کوئی اور بات اور کوئی غیر ضروری دنیاوی فضول بات نہ کی جائے۔

جہاں جانا ہو۔ جب اس بستی کے قریب پہنچو، پھر دعا کرو۔ یا اللہ! ہم تیری توفیق سے اور تیرے ہی لئے اس بستی میں تیرا پیغام لے کر داخل ہو رہے ہیں۔ ہم ہرگز ان سے افضل نہیں، ہمارا اس بستی میں داخل ہونا ان کے لئے اور ہم سب کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین!

پھر اللہ اللہ کرتے بستی میں داخل ہو کر مسجد میں داخل ہوں دو نفل تحیۃ المسجد پڑھ کر خاموش بیٹھے اللہ اللہ کرتے رہیں، کسی کی دعوت قبول نہ کریں۔ ہر بستی میں جانے سے پہلے آپ کے پاس آپ کے کھانے پینے کی ہر شے ہو۔ جب ضرورت ہو، اسے استعمال کریں۔ اگر اس بستی میں کوئی یہاں کا پرانا اور معروف دوست ملے اور وہ مجبور کرے، تو دعوت قبول کر لیں۔ اصرار نہ کریں۔ گویا

وہ آپ ہی کے ساتھ کا ایک فرد ہے۔

مسجد میں دنیاوی کلام نہ کریں۔ مسجد کے اندر کھانا نہ کھائیں۔ پھر مسجد کے امام صاحب سے اپنا تعارف کرائیں۔ کہ ہم اللہ کے دین اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے لئے اللہ کے لئے سفر کر رہے ہیں۔ ہمیں موقعہ دیا جائے۔ کہ ہم لوگوں کو اللہ کا جو پیغام ہمیں آتا ہے۔ سنائیں۔ پھر آپ بستی کے گلی کوچوں میں گشت کریں۔

سب کی نظریں اپنے قدموں پر ہونی چاہئیں۔ کوئی نظر کبھی اونچی نہ ہو۔ نہ کسی کی طرف دیکھا جائے۔ متکلم کے سوا کوئی دوسرا کسی کے سوال کا جواب نہ دے۔ ہر کسی سے کہیں ۔ کہ

ھم معمولی مسلمان ہیں ـــــ نہ عالم ہیں نہ فاضل ـــ اللہ نے ہمیں جو تھوڑا سا علم عطا کیا ہوا ہے۔ اس کی ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ اور وہ صرف چند گنتی کی باتیں ہیں۔

ھمارا نصب العین

اتحاد بین المسلمین

ہے۔ فرقہ وارانہ کشیدگی نہیں

اللہ ھم سب پہ اپنی رحمت نازل کرے
اور ھمیں اپنے حبیب اقدس صلّی اللہ علیہ
وسلّم کی سُنّت مطہرّہ پہ چلنے کی توفیق
بخشے ۔ آمین !

ھمارا مذھب

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے
یعنی اللہ کے بغیر کوئی اور معبود عبادت
کے لائق نہیں ۔ اور حضرت محمّد صلّی اللہ
علیہ وسلّم اللہ کے رسول ھیں ۔
اللہ ہمارا رب وحدہٗ لاشریک ہے ۔ اس کا کوئی شریک
نہیں نہ اسے کسی نے جنا اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا
جب کائنات کو پیدا کرنا چاہا ۔ فرمایا "کُنْ"
پس اسی وقت ہر شئے پیدا ہو گئی ۔ ہم اس کی ذات میں
کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے ۔
اللہ اَحد و صمد ہے ۔ ھر شے کا خالق ھر شے
کا مالک اور ھر شے کا رازق و مالک و
حافظ ہے ۔

یا اللہ ! ہم گنہگار ہیں - بدکار ہیں - لیکن ہیں تیرے ۔ فقط تیرے ۔ تیرے سوا نہ کوئی دوسرا رب ہے۔ اور نہ ہی ہم کسی کے بندے ہیں - ہم اپنا ہر معاملہ تیرے سپرد کرتے ہیں، تو ہی ہم سب کا سب سے بڑھ کر وکیل و کفیل و نصیر ہے - تیرے ملک میں تیرا حکم جاری ہے اور کسی دوسرے کو کسی بھی معاملہ میں دم مارنے کی جرأت نہیں ۔ تو ہی ہمارا رب اور تو ہی ہمارا والی و وارث ہے

یاحیّ یاقیّوم !

ہم تیرے حضور میں سجدہ کرتے ہیں - توبہ کرتے ہیں ۔ گڑگڑاتے ہیں - کہ ہم کسی بھی معاملہ میں ہرگز پورے نہیں اترے - تیرے ہر حکم کو مانتے ہیں - کہ بیچ ہے - لیکن یہ ہماری کم نصیبی ہے - کہ ہم تیرے طاعت گذار نہیں - اور پھر بھی تو ہم سے درگذر فرماتا ہے - ہماری نافرمانی کی بدولت اپنی کسی نعمت کو کم نہیں کرتا - الحمد للہ !

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔ کل کائنات کے رسول ہیں - جس میں حیوانات و نباتات و معدنیات و جمادات ۔ غرضیکہ ہر شے، جو بھی صفحۂ ہستی

پہ موجود ہے۔ سب کے رسول ہیں۔ اور قیامت تک کیلئے رسول ہیں۔ اب کسی اور رسول نے نہیں آنا۔ اور نہ ہی کوئی نیا حکم آنا ہے۔ بھلائی کے جتنے حکم آنے تھے۔ آچکے۔ حتّٰی کہ کوئی بھی حکم ایسا باقی نہیں، جو نہ دیا گیا ہو۔

اِسی طرح

برائی کی جتنی باتیں تھیں۔ سب کی سب بتا دی گئیں یہاں تک، کہ کوئی بھی بات باقی نہیں، جو نہ بتائی ہو۔

ھم لوگ

دنیا میں آخرت کمانے آئے ہیں۔ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور کائنات کی ہر شئے کو ہمارے لئے

* ھر شئے ھمارے لئے ھے اور ھم اللہ کے لئے ــــ
* یہ دنیا ناپائیدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہے۔!
* یہاں سدا نہیں رہنا ــ اور نہ ھی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔
* دنیا کا مال دنیا ھی میں چھوڑ جانا ہے اور کوئی بھی شئے اپنے ساتھ لیکر نہیں جانی ــ مگر

عمل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

" ابنِ آدم (انسان) کہتا ہے، میرا مال، میرا مال ۔ حالانکہ (حقیقت میں) اے ابنِ آدم! مال میں تیرا صرف اتنا حصّہ ہے، جسے تو کھا کر فنا کر دے ۔ یا پہن کر بوسیدہ کر دے، یا صدقہ کر کے آخرت کا ذخیرہ بنا لے۔"

○

اگر کسی کے پاس ساری دنیا کی ساری چیزیں ہوں، ایک دین نہ ہو۔ اس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں ۔ لیکن ۔ اگر کسی کے پاس دین ہو، اور دین کے سوا کوئی اور شے نہ ہو اس کے پاس ہر شے ہے۔

دین ہر شے کی کمی کو پورا کرتا ہے ۔ لیکن دین کی کمی کو کوئی بھی شے پورا نہیں کرتی ۔

وہی دنیا

جس میں کہ دین جلوہ گر نہیں ۔ ملعون ہے ۔ لیکن جس میں دین ہو ۔ احسن ہے مستحسن ہے ۔ ماشاء اللہ !!

ہماری دنیا دین میں ڈوبی ہوئی ہو ۔ اور

ہماری دنیا کی کوئی بھی شَے دین سے خالی نہ ہو۔

اسی طرح

اگر کسی کے پاس دین کی ہر شَے ہو، لیکن حضور اقدس و اکمل، جناب رسول اکرم و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبّت

نہ ہو۔ اس کے پاس دین میں سے بھی گویا کچھ نہیں!

○

صحیح — مستند اور — بہترین دین وہ ہے

جس میں

اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

شان و

سیرت

غرضیکہ کسی بھی شے پر کسی بھی قسم کی نکتہ چینی و تنقید کا احتمال تک ممکن نہ ہو — اور — انسانیت کا پورا پورا احترام پایا جائے۔

○

غور فرمائیں ۔ کہ :۔

اہلِ کوفہ کے پاس پورا دین مکمل تھا ۔ ایک اہلبیتؓ کی محبت نہ تھی ۔ اس ایک کمی کی بدولت ان کا سارا دین برباد ہوگیا۔ ان کے پاس دین کی ہر شئے مکمل تھی۔ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی

محبّت

نہ تھی ۔ دیکھا پھر ۔

اس ایک کمی کو سارا دین پورا نہ کر سکا ۔ !

اگر

کسی کے پاس دین میں سے بھی کوئی شئے نہ ہو ۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

محبّت ہو،

اُس کے پاس بھی ۔ گویا ہر شئے ہے !

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (اور اہلبیت) کی محبّت دین (کے علم) کی ہر کمی کو پورا کرتی ہے۔ لیکن ایک محبّت کی کمی کو سارے دین کی ساری چیزیں پوری نہیں کرتیں !

حُر۔ یزید کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ اُسے دین کا کوئی علم نہ تھا۔ صبح تک جہنم کے دہانے پہ کھڑا آگ میں کودنے کو تیار تھا۔ جونہی میرے مولا حُسین علیہ السّلام کی محبّت کی ایک جھلک اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ شام سے پہلے ساقیٔ کوثر کی گود میں جا بیٹھا۔"

حُر میں دین کی کمی تھی۔ لیکن ایک حُسینؑ کی محبّت نے دین کی ساری کمی کو پُورا کر کے دوزخ سے نکال کر فردوس میں جا پہنچایا

یہ بات بار بار دہرائی جاتی ہے۔ تاکہ اچھی طرح سے ذہن میں اتر جائے۔ کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی

محبّت

مومن کے ایمان کی جان۔

دل کا سرور

اور دین کا عمود ہے

اسی سے دل سینوں میں زندہ اور بیدار رہتے ہیں۔

اور

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ــــ

محبت

کے نور پہ کوئی نار کبھی غالب نہیں آسکتی

○

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں، کائنات کی ہر شے بندہ کے لئے نعمت ہے۔ لیکن کسی بھی نعمت پہ اللہ نے بندوں پہ احسان نہیں جتلایا ــــ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ــــ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ط (آل عمران ۱۶۴)

اے ایمان والو! میں نے تم میں اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر تم پہ اپنا احسان فرمایا ہے

○

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے **خلیفہ** ہیں، !

خلیفۂ اعظم !

خلیفہ بمنزلہ اصل کے ہوتا ہے

سب سے لائق

سب میں سے چنا ہوا — اور
سب میں ایک

خلافت

پہلے ہی روز نہیں دی جایا کرتی — علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کے بعد دی جایا کرتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے **خلیفۂ اوّل** — اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم **خلیفۂ معظّم** ہیں —

خلیفہ

کے پاس تین باتیں ہونا ضروری ہیں :-

— علم
— اختیار — اور
— مقام

جسے علم ہی نہیں — اور
کسی امر پہ کوئی اختیار ہی نہیں — اور
جس کا کہ کوئی مقام ہی نہیں —
وہ خلیفہ کیسا — اور — اس کی خلافت کیسی ؟

خلیفہ خالق و مخلوق کے درمیان ایسے ہی ہوتا ہے — جیسے کہ

بادشاہ و رعایا کے درمیان بادشاہ کا مقرر کیا ہوا وزیر

اور

خلیفہ زمین میں امن قائم کرنے والا اور حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ جیسے کہ شاہی خزانے کا محافظ!

ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ وحدہٗ لاشریک کے

حبیب ہیں۔ اور

اللہ نے انہیں کیا کیا نہ بخشا ہوگا؟ — ہر شے بخشی ہوئی ہے — ماشاء اللہ! —

اللہ جسے چاہتے ہیں، جو چاہتے ہیں، بخش دیتے ہیں۔ اور پھر اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا چھپا کر رکھا ہوگا! —

کبھی دوست بھی دوست سے کوئی چیز چھپایا کرتے ہیں —؟

دوست دوست سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھا کرتا۔

دوست کی ہر شَے دوست ہی کی ہوتی ہے ـــــ اور
دوستی میں من و تُو کی تمیز باقی نہیں رہتی ـــــ !

حضور اقدس مولائے کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلّم
رب العالمین کے
سب سے محبوب حبیب ہیں ـــــ اور
اُن ہی کے لئے
اللہ رب العلمین نے
یہ کائنات بنائی !

پھر
کونسا علم اور
کونسا اختیار
انہیں نہ بخشا ہوگا ؟

○

اور مضامین کی طرح ہم

محبّت

کے مضمون کو بھی جلدی جلدی پڑھے اور عبور کئے جا رہے ہیں — اتباع محبت پہ موقوف ہوتی ہے — اتباع محبت کا وہ امر ہے، جسے کوئی محبوب کبھی موڑ نہیں سکتا اور جس کے بغیر کوئی اور چارہ نہیں

محبّت کے بغیر اِتّباع — اور
اتباع کے بغیر محبت
نہ ممکن ہے — نہ مقبول

○

ہر آدمی کی تمنا ہوتی ہے، کہ اس کا رب اللہ اس سے محبّت کرے، یا وہ اللہ کا مقبول بندہ بنے — اللہ رب العٰلمین نے فرمایا ہے :-

اے میرے پیارے نبیؐ! اگر یہ لوگ مجھ سے محبت چاہتے ہیں، تو انہیں فرما دیجئے - کہ وہ آپؐ کی اتباع کریں — پھر میں بھی ان سے محبت

کرنے لگوں گا! ——— یعنی
اللہ کو اپنے حبیب ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع
اس قدر پسند و محبوب ہے ۔ کہ اس کے بدلے اپنی محبت
کا وعدہ فرمایا ہے ۔

○

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ "اس
وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا ۔ جب تک
وہ کسی کو اپنی جان ——— اپنے مال ——— اپنے باپ
اور اپنے بیٹے سے پیارے نہ ہوں ۔"

اللہ ہمیں اپنے حبیب
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
پوری محبت عنایت فرمائیں ۔ آمین ۔ یا حیّ یا قیّوم!
اور ایسی محبت عنایت فرمائیں جو
اُسے مقبول ہو ۔ یا حیّ یا قیّوم

آمین
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی اتباع

ہی کو اپنی محبت کی دلیل بیان فرمایا ہے!

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ فَمَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فَهُوَ كَامِلُ الْمَحَبَّةِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ خَالَفَهَا فِیْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَهُوَ نَاقِصُ الْمَحَبَّةِ

(شفا قاضی عیاضؒ جلد ۲ صفحہ ۲۰)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کہ اے فرزند! اگر تم اس کی قدرت رکھو، کہ تمہاری صبح اور شام اس حالت میں ہو، کہ تمہارا دل ہر ایک کی کدورت سے پاک وصاف ہو تو ایسا کرو۔ اس کے بعد پھر مجھ سے فرمایا اے فرزند — یہ میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت کو زندہ رکھا، اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا لہٰذا اب جو شخص اس صفت سے متصف ہوگا۔ تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کامل ہوگا۔ اور جو شخص ان میں سے بعض امور کی مخالفت کریگا۔ اس کی محبت اتنی ہی ناقص ہوگی۔

فَقَالَ سفیانؒ اَلْمَحَبَّۃُ اِتِّبَاعُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّہٗ اِلْتَفَتَ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

(شفا قاضی عیاضؒ جلد ۲ صفحہ ۲۳)

حضرت سفیانؒ نے فرمایا محبت اتباع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے، گویا کہ انہوں نے اللہ کے اس فرمان کی طرف توجہ کی کہ فرمایا اللہ رب العالمین نے "فرما دو۔ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو"

ہمیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ان جانوں سے کہیں زیادہ پیارے ہیں ــــ آپؐ کی شان کے آگے یہ بیچاری سراسر نکاری جان کیا چیز ہے؟ آپؐ کی شان کے احترام میں ایسی لاکھ جانیں نثار ہیں۔ یا حیّ یا قیّوم!

دوست کا دوست کو پکارنا انسانی فطرت میں داخل ہے!

دوست دوست کو ہر حال میں پکارا کرتا ہے۔

خوشی میں بھی اور غمی میں بھی ــ!

جب کسی کو خوشی ہوتی ہے ــــ دوست کو پکارتا ہے

جب تنگی ہوتی ہے ــ تنگی میں بھی دوست ہی کو پکارا کرتا ہے

اِسلئے کہ

دوست کے بغیر نہ خوشی ہیں خوشی ــــ اور
نہ تنگی میں راحت ہوتی ہے ــــ اور ــــ ہم

* اپنی سرکار
* مولائے کریم
* رؤوفٌ رّحیم

ــــــ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو۔
اُن کی

محبّت

ہی کی بدولت پکارا کرتے ہیں

محبّت کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں ہوتی!
محبّت اپنے محبوب کو پکارا کرتی ہے۔
یہ محبّت کا ازلی دستور ہے
جسے محبت ہی نہیں، اس نے کیوں کسی کو پکارنا ہے!
زندگی کی جو منزل محبّت کی قیادت میں طے ہوتی

ہے، اہلِ منزل کے لئے مشعلِ راہ بنا کرتی ہے!
قیامت تک باقی، زندہ اور قائم رہتی ہے۔ حوادثِ دہر
اُسے مٹا نہیں سکتے۔
جذب و سلوک کی ہر منزل محبّت ہی کی پیشوائی
میں چلی۔

سُبحانَ اللہ

کیا ہی برکت والا دن ہوگا ــــ جس دن کہ ــــ
حضرت سیدنا خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز۔

سیّدنا حسنؓ سنجری ثم اجمیری

اپنے پیر و مُرشد

حضرت خواجۂ خواجگان ــــــ

ــــــ سیّدنا عثمان ہارونیؓ

کے ہمراہ جب ــــــ

ــــــ حضورِ اقدس و اجمل صلی اللہ علیہ وسلّم
کے حضور میں حاضر ہوئے، تو ــــ آپ کو کس قدر مسرت حاصل
ہوئی ہوگی۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوں گے۔

کتنا بڑا شیخ اور کیا عقیدت مند گویا

اسلام کے دو مایۂ ناز معزز و مکرم مہمان سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے کیا کیا ناز و نیاز ہوا ہوگا!

پھر پوچھا ہوگا ——

"کہیئے! کیسے آنا ہوا؟ —— یا — کس لئے آئے ہو؟ آپ دونوں نے عرض کی ہوگی — کہ —

"ہم نیازمند آپ سرکار کی محبت کی بھیک مانگنے آئے ہیں —" ماشاء اللہ

مرحباً، مکرّماً، مشرفاً

یہ کبھی ہو سکتا تھا، کہ آپ کے در سے وہ خالی لوٹتے؟ انہیں پوری محبت عنایت ہوئی — محبت کی تمام ادائیں عطا کی گئیں، یہاں تک کہ — ذرہ بھر کمی باقی نہ رہی!

ہزار سال پہلے کا زمانہ — آج سے کہیں مختلف تھا، رسل و رسائل کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ نہ ریل تھی، نہ ہوائی جہاز

ایک بڑا عظم کے باشندے کو سمندر پار کرنا ایک کرامات سے کم نہ تھا۔ نہ ہی ایک دوسرے کی زبان جانتے تھے۔ مدینہ تا اجمیر کی طنابیں کھینچ دی گئیں، اور ساری زمین — دو قدم نظر آنے لگی۔ دل و جان ماسوا سے بے خوف و خطر ہوا، اور آنکھوں میں وہ بجلیاں بھر دی گئیں، کہ جس کی طرف اٹھ جائیں، اسے کھڑے رہنے کی تاب نہ رہتی تھرتھرانے لگجاتا، اور تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا

آپ کی محبت کے خمار میں مخمور ہو کر —

جب انھوں نے اپنی منزل (مدینہ منورہ تا اجمیر)

پہ نظر ڈالی — تو — آپ کی نظروں میں

* ریگستان — ایک ذرہ
* پہاڑ — ایک بے قدر سنگریزہ — اور
* سمندر — ایک چلو بھر پانی دکھائی دینے لگے۔

آپ کے عزم آہنی کے سامنے راستہ کی کوئی رکاوٹ مخل نہ ہو سکی،

یہاں تک کہ — آپ

آن کی آن میں اپنی منزل پہ آن وارد ہوئے

وہ تھے دینِ اسلام کے

صحیح اور سچّے مبلّغ

اللہ

ھمیں بھی کوئی بچی کھچی محبت عنایت فرمائے، کوئی جھوٹا موٹا محبت کا قطرہ ہم خاک نشینوں کو بھی عطا ہو

یاحیّ یاقیّوم! آمین!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا دل، ساری دنیا کے دلوں پر چھا گیا۔

جس دل میں آپ روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھر دی جاتی ہے، —

— امر ہو جاتا ہے،

— کشمکشِ دہر سے نجات پا جاتا ہے

— جاوداں ہو جاتا ہے۔

— جب تک دنیا قائم رہے، قائم رہتا ہے۔

— دل اُس دل کو محبوب رکھتے ہیں

— دل اُس دل کے متوالے ہوتے ہیں،

۔ اُس دل کی یاد ہر دل کا قرار ہوتی ہے۔

○

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت
جس بھی میدان میں اور جس بھی شکل میں نکلی
بڑے جوبن سے نکلی

○

آپ کی محبّت کا کارواں جہاں بھی رُکا۔ جس
بھی صحرا پہ اُترا۔ گلستان بن گیا

○

محبّت ھی اس کائنات کی تخلیق کا باعث
اور محبّت ھی اس ہستی کی ھستی کی جان ہے!

○

مٹی کے برتن جب آگ کی آوی میں ڈال کر پکائے جاتے ہیں
آگ ان کے ہر جزو میں اپنا خونی رنگ بھر دیتی ہے — پھر
وہ کبھی نہیں اترتا۔ صدیاں گذر جاتی ہیں، برتن ٹوٹ کر
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، لیکن مٹی میں مٹی نہیں
ہوتے، جو برتن ایک بار آگ میں جل کر پک جاتا ہے۔

اس کا وہ رنگ پھر کبھی نہیں اترتا — اور نہ ہی اس کا نام بدلتا ہے — مٹی کی ڈلی نہیں، ٹھیکری کہلاتا ہے، اور وہ ٹھیکری مٹی میں کبھی نہیں ملتی — مٹی نے آگ میں جل کر جو امتیازی شکل حاصل کر لی ہوتی ہے، ہمیشہ باقی رہتی ہے،

یہ ایک بے جان مٹی کا حال ہے، جو دِل اُن کی محبّت کی تپش سے دھکتے رہتے ہیں عام دلوں کے سے نہیں رہتے، ہمیشہ کے لئے زندہ و بیدار ہو جاتے ہیں:

امر ہو جاتے ہیں

مسرور ہو جاتے ہیں!

مخمور ہو جاتے ہیں!

مَست ہو جاتے ہیں!

الست ہو جاتے ہیں!

ورلست ہو جاتے ہیں!

اُنہ کی محبت کے نشے میں مدہوش ہو کر دونوں عالم سے بیخبر و بیگانہ ہو جاتے ہیں!

اُن کے سوا ہر کسی سے بے نیاز ہو جاتے ہیں !
کسی اور طرف آنکھ تک اٹھا کر نہیں دیکھتے !
کائنات کی کوئی بھی شے پھر اس دل میں کوئی وقعت نہیں رکھتی!

جس دِل میں

آپ کی محبّت جلوہ گر ہو جاتی ہے ، پھر کوئی اور شے
اُس دل کے پاس نہیں پھٹکتی
ہر محبت کی رقابت ہوتی ہے ، آپ کی محبت کا کوئی
رقیب نہیں ہوتا!
آپ کی محبت طیّب و مبارک ہوتی ہے ، کوئی اور محبت
آپ کی محبّت کی برابری نہیں کر سکتی — آپ کَون و
مکان کی محبت کے سرچشمہ ہیں — اور

دِین

آپ کی محبّت ہی کا دوسرا نام ہے !
جسے آپ سے محبّت نہیں —
— اُس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں !

آپ کی محبّت

کی کمی کو کوئی اور شے کبھی پورا نہیں کر سکتی !

لیکن

آپ کی محبّت ہر شے کی کمی کو پورا کر سکتی ہے۔!
ساری خدائی ایک طرف، اور آپ کی محبت ایک طرف
آپ کی محبت کے بغیر کوئی بھی چیز کسی کام نہیں آسکتی — اور
آپ کی محبّت کے حضار کے آگے کون و مکان کی
ہر شے ہیچ و بیکار ہے
کوئی قدر نہیں رکھتی
کوئی وقعت نہیں رکھتی

کہاں ہم — اور کہاں آپ کی محبّت — اور — ہم کسی بھی لحاظ سے آپ کی محبّت کے قابل نہیں — آپ کی محبت تو درکنار — ہم گنہگار — ولیکن آپ کی محبّت کے امیدوار آپ کے غلاموں کے غلاموں کی غلامی کے بھی لائق نہیں، پھر بھی ہیں اپنی محبّت کے جام کا کوئی بچا ہوا گھونٹ۔ گھونٹ نہ سہی کوئی قطرہ اپنے نواسوں کے صدقہ عطا ہو — اسی طرح، اس کو بھی — اور — ہم سب کو بھی — آمین!

یا حیّ یا قیّوم

یہاں سے لے کر واپسی تک کسی سے بھی اختلافی مسائل پہ

گفتگو نہیں کرنی، اور نہ ہی کسی سے بحث کرو۔ دین کے فضائل و مسائل بیان کرو، اور ہر کسی کو یہ پیغام سناؤ، کہ جن کاموں سے اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، ان سے باز رہنا آپ کی مرضی پہ موقوف نہیں، بلکہ حکم ہے، ضرور باز رہنا ہے ان کاموں کو کبھی نہیں کرنا ہے۔ اگرچہ مرضی کے خلاف ہو۔ اسی طرح جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں ضرور کرنا ہے۔ یہ بھی آپ کی مرضی پہ موقوف نہیں — کہ آپ کی مرضی ہوئی تو کر لیا۔ نہ ہوئی، نہ کیا — بلکہ حکم ہے، کہ ضرور کرنا ہے۔ ہر امر و نہی حکمت پہ مبنی ہے۔ اور کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں،

ہر اختلافی مسئلہ کا واحد حل

یہ ہے، کہ — ہر کسی سے کہیں، کہ دین میں بہت سے مجتہد ہوئے ہیں۔ جن میں چار مشہور ہیں — چاروں مجتہدین اور انکے مقلدین سیدھے راہ پہ ہیں۔ ائمہ کرام کے فقہی نظریات فروعی ہیں، بنیادی نہیں۔ کسی امام یا اس کے مقلد کو کبھی بے راہ رو نہیں کہنا — اس لئے — کہ کوئی بھی امام اور مجتہد کبھی بے راہ رو نہیں،

حلم — نبوت کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

تبلیغ

کے ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیں ـــ آج ہمارے ہاں بہت سے فرقے پائے جاتے ہیں ـــ آپ کہیں ـ کہ ہم صرف مسلمان ہیں، کسی بھی فرقے کو برا نہیں کہتے ـــ نہ ہی کوئی تنقید کرتے ہیں۔ دین کی کسی درسگاہ یا شخصیت کی شان میں کبھی کوئی بُرا کلمہ نہ کہیں۔

آپ کا کام

اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے ـ صرف نمبردار اور ذیلدار کو نہیں، اللہ بہت غیرت مند ہے، جو آدمی اللہ کے دین کی پرواہ نہیں کرتا ـــ دین بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا ـ جو دین سے دلچسپی لے، آپ بھی اس سے لیں، اور صرف اس لئے لیں ـ یہ حقیقت بھی واضح کر دیں، کہ ہمارا مدعا پیری مریدی نہیں ـــ اپنی، اور

آپ کی اصلاح ہے

دنیادار و مالدار و ذیلدار اس قدر دنیا میں الجھا ہوا ہوتا ہے کہ اسے دین کی اتنی پرواہ نہیں ہوتی، جتنی کہ غریب کو ـ غریب تھوڑے سے انعام و عنایت پہ اکتفا کرتا ہے۔ اس کا مطالبہ معمولی و جائز ہوتا ہے ـــ جتنی دلچسپی آپ امیر

کی طرف لیتے ہیں۔ اگر غریب سے لو، کامیاب ہو جاؤ ۔

دین

غریبوں میں ظاہر ہوا ۔ اور

ہمیشہ غریبوں ہی میں رہا ہے !

آپ

یہ رویہ اختیار کریں ۔ مسجد میں نماز کے بعد امام مسجد سے یوں اجازت لیں، کہ جناب ہم دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ پہ نکلے ہوئے ہیں۔ جہاں بھی کوئی اللہ موقع عنایت فرماتے ہیں، جو چند باتیں ہمیں آتی ہیں۔ بتاتے ہیں۔ پھر آپ اپنا یہ مضمون سُنا دیں، ان سے فرمائش کریں، کہ آپ کے ساتھ بستی میں پھریں، اور لوگوں کو چند منٹ مسجد میں تشریف لانے کی دعوت دیں۔ اگر کوئی مسجد میں نہ آوے، یا کوئی اور بے رُخی دکھلاوے، تو گاؤں کے بیچ میں سے یہی ساری تقریر ۔ جو اوپر بیان کی گئی ہے ۔ گلی کوچوں میں نہایت ادب و احترام سے بیان کرتے ہوئے گذر جائیں۔ آپ کا فرض پورا ہوا۔ آپ کے ذمے جو بات پہنچانی فرض تھی، آپ نے پہنچا دی ۔ اللہ جسے چاہتے ہیں، سیدھی راہ پہ لے آتے ہیں، جسے نہیں چاہتے، نہیں لاتے ۔

آپ یہ بات ذھن نشین کرلیں۔

کہ آپ نے کسی کی کوئی دعوت وغیرہ نہیں کھانی ۔ آپ کی ضرورت کی ہر شئے آپ کے پاس ہو، جہاں ضرورت ہو پکالیں اور کھالیں ـــــ اس منزل میں ہماری ایک منزل یہ بھی ہے۔ کہ ہم اپنا کھانا آپ پکا کہ کھائیں ۔ اور کھانے میں چائے، شربت ہر شئے شامل ہے۔ اگہ کوئی صاحب آپ کی دعوت کرے، تو اس کا شکریہ ادا کریں، اور کہیں، کہ آپ نے کھلادی اور ہم نے کھالی۔ ہمارے لئے ایک حکم یہ بھی ہے، کہ اس منزل میں ہم کسی کی دعوت نہ کھائیں۔

آپ ہر کسی سے کہیں۔ کہ

آپ ہماری دعوت قبول کرو۔ پھر ہم آپ کی کریں گے، اور وہ بھی، جبکہ ہم دوسری دفعہ آپ کے ہاں آئے۔ اس معاملہ میں کوتاہی نہیں کرنا ـــ پھر بستی سے باہر نکل کر بستی کے لئے دعائے خیر کرو۔ یہ بھی کہو ـــ کہ ـــ

تیری توفیق وحکم سے ہم گنہگار تیری بستی کے ان لوگوں کی طرف آئے۔ جو کچھ ہمیں آتا تھا، سنایا ـــ تو اسے قبول فرما ـــ اور ہم سب

کے دلوں کو پھیر کر اپنے دین کی طرف لا۔ آمین

یا حیّ یا قیّوم

یہ احکام تاکیدی ہیں، ضروری ہیں، اپنی ہر تقریر میں ہر جگہ انہیں دھراؤ، اور لوگوں سے کہو، کہ ہم سب اپنے معاشرہ کی اصلاح کے ضامن و ذمہ دار ہیں۔ یہ احکام معاشرہ کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہیں۔

○

اللہ کا ذکر کثرت سے کریں!

فرمایا اللہ رب العلمین نے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ — اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

(الجمعہ ۱۰)

○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ — اے ایمان والو، اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

(الاحزاب - ۴۱)

ف :- اللہ رب العلمین نے ہمیں یہ حکم دیا ہے۔ کہ ہم مسلمان کثرت سے اس کا ذکر کریں۔ کثرت کی تعداد غیر معین ہے۔ ہر ذاکر

کی قوت، استطاعت اور گنجائش وقت پہ موقوف ہے

ہمارے خواجگان

قادریہؒ، جنیدیہؒ، غفوریہؒ

میں ذکر نفی و اثبات کا یہ معیار مقرر ہے :- کہ

طالب علم	بارہ ہزار ۱۲،۰۰۰ مرتبہ
متوسط	تیس ہزار ۳۰،۰۰۰ مرتبہ
شیخ کامل	ستر ہزار ۷۰،۰۰۰ مرتبہ

روز پڑھے۔

ہر آدمی دن رات میں تخمیناً چوبیس ہزار سانس لیتا ہے — یہ تعداد بھی خوب ہے، کہ کوئی چوبیس ہزار مرتبہ روز اللہ کا ذکر کرے جس قدر ممکن ہو، ذکر کی کثرت کی جائے، اور جو کثرت ایک بار اختیار کی جائے، پھر اُسے کسی بھی حال میں ترک نہ کیا جائے۔

"حضرت عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہوئے ہیں، آپ روزانہ ہزار سجدہ نماز پڑھتے اور لاکھ مرتبہ اللہ کی تسبیح کرتے تھے"

(ترمذی شریف جلد دوم شمار ۱۲۶۶- صفحہ ۲۹۵)

ذکر الٰہی اللہ کا وہ تاکیدی، افضل اور جامع البرکات حکم ہے

جسے اپنا کر بندہ ہر قسم کی بھلائی حاصل کرتا ہے، اور ہر قسم کے شرِ شیطان سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

ساتھ نام اللہ کے، کہ جس نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچاتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ف یعنی جب ہم کسی کام و کلام کو اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں تو زمین و آسمان میں بسنے والی اللہ کی کوئی بھی مخلوق ہمیں کسی بھی قسم کا کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ **اس لئے کہ** — جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اللہ ہوتا ہے۔ اور جہاں اللہ ہوتا ہے، وہاں اللہ کی پیدا کی ہوئی کوئی مخلوق کسی کو کوئی ضرر پہنچانے کی جرأت نہیں رکھتی۔

درس و تدریس کا مدعا بھی **ذکر الٰہی** ہی کو قائم اور جاری کرنا ہے ہم اس لئے دین کا علم حاصل کرتے ہیں۔ کہ علم حاصل کر چکنے کے بعد ہمیں دنیا سے نفرت اور اللہ کے ذکر کی طرف رغبت ہوگی **ہر عمل** — ایک عمل ہے۔

ذکرِ دوام ۔ عمل ہے

ذکر کے سوا کوئی اور عمل ہر دم جاری نہیں رہتا

ذکر کی جزا کو کسی دوسرے عمل کی جزا نہیں پا سکتی

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

"جس نے فجر و عصر کے وقت سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا، اسے اُس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے، جس نے سو حج کئے ہوں، جس نے سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، اسے اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے، جس نے سو آدمیوں کو اللہ کی راہ میں گھوڑوں پر سوار کیا ہو۔ اور جس نے سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا۔ اُسے اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے، جس نے سو غلام حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد سے آزاد کئے ہوں۔ اور جو شخص سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، تو قیامت کے دن اس سے زیادہ ثواب کوئی شخص نہیں لائے گا، مگر وہ شخص، جس نے کہا ہو، ان کلمات کو اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ۔

(ترمذی شریف عن عمرو بن شعیبؓ، مشکوٰۃ شریف اول شمار ۲۱۸۹ صفحہ ۳۸۹)

اتنا بڑا ثواب اور کسی عمل سے نہیں حاصل ہو سکتا۔ مثلاً۔ سبحان اللہ سو بار کہنے کا ثواب سو حج کرنے کے برابر ہے۔ واضح ہو، کہ ایک حج کے

لئے کیا کیا اھتمام وانصرام کئے جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اللہ کے ذکر کے ثواب کو کوئی دوسرا عمل نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کون سے بندے سب بندوں میں درجے کے اعتبار سے سب سے بڑی فضیلت رکھنے والے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے"

میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ان ذاکرین کا مرتبہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی بڑا ہے۔؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اپنی تلوار کافروں اور مشرکین پر چلاتا رہے۔ یہاں تک کہ ٹوٹ جائے، اور خون سے رنگین ہو جائے، تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس غازی سے مرتبہ میں بڑے ہیں"۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ "اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے

جو راستوں میں لوگوں کی تلاش کرتی رہتی ہے، جو ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں، تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں، آؤ۔ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکرِ الٰہی کو سننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پھر وہ فرشتے (آجاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو ڈھانپ لیتے ہیں، اور آسمان سے دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں، تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں، تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے، پھر اللہ سبحانہٗ فرشتوں سے پوچھتا ہے، کہ انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، قسم اللہ کی، انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ سبحانہٗ کہتا ہے، اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے، تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے

کہتے ہیں، اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے، تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے، اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے، اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے، پھر اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے، وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے، اللہ کہتا ہے، اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے، تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے، تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر اللہ سبحانہٗ پوچھتے ہیں۔ اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں، دوزخ کی آگ سے!۔ اللہ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں! اللہ کی قسم اے رب العلمین۔ اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ـــ اللہ سبحانہٗ کہتا ہے ـــ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے، تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں، اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے، تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔

اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے، اللہ سبحانہٗ کہتا ہے۔ کہ

میں تم کو گواہ بناتا ہوں
کہ میں نے اُن کو بخش دیا!

(یہ سن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے، کہ ان لوگوں میں تو ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اللہ سبحانہ، فرماتا ہے۔

وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں، کہ نہیں محروم رکھا جاتا ان کے پاس بیٹھنے والا (بخاریؒ)

اور — مسلمؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — "اللہ سبحانہٗ کے فرشتوں کی ایک جماعت زیادہ پھرنے اور گشت لگانے والی ہے، یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتی رہتی ہے پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں، جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں، اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا، جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے،

فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب ذکر الٰہی کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے، تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، اور ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ تو ان سے اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے — حالانکہ اللہ ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے — کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں — ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں، جو زمین میں ہیں، اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں، تیرا کلمہ پڑھتے ہیں، اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ یاد کرتے ہیں، اور تجھ سے سوال کرتے ہیں — اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے۔ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں، وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے — کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں — اے رب! نہیں! — اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے، وہ کس چیز سے میرے ذریعے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ تیرے دوزخ کی آگ سے — اللہ سبحانہٗ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے میرے دوزخ کو دیکھا ہے؟ — فرشتے کہتے ہیں، نہیں۔ اللہ سبحانہٗ

کہتا ہے ۔ اگر وہ میرے دوزخ کی آگ کو دیکھ لیتے ۔ تو ان کا کیا حال ہوتا ؟ ۔ فرشتے کہتے ہیں ، ۔ اور وہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں ۔ تو اللہ سبحانہٗ کہتا ہے ۔ میں نے ان کو بخش دیا ، اور وہ چیز بھی دی ، جو انہوں نے مانگی تھی ۔ جنّت ۔ اور اس چیز سے پناہ بھی دی ۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی تھی ۔ دوزخ سے ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ اے رب ! اُن میں فلاں بندہ بھی تھا ، جو بڑا گنہگار ہے ، وہ کہیں جا رہا تھا ۔ راستہ میں اُن لوگوں کے پاس بیٹھ گیا ۔ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے ۔ اُس کو بھی میں نے بخش دیا ۔

وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ اُس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا "

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۸۰ ۔ ۳۷۹ ۔ شمار ۲۱۴۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضؓ (دونوں) گواہی دیتے ہیں ۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ـــــ ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے، اس کو فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمتِ الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے، اور ان پر اطمینانِ قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ ان کا ملائکہ مقربین میں ذکر کرتا ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(ترمذی شریف صفحہ ۲۸۷ ـــ شمار ۱۲۳۰)

○

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہر وہ مجلس جو کوئی قوم منعقد کرے، اور اس میں اللہ کا ذکر نہ ہو، اور نہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے، تو ایسی مجلس اس قوم پر وبال اور باعثِ نقصان ہے۔ اور موجب حسرت و ندامت ہو گی ـــ اب اگر اللہ تعالےٰ چاہے۔ تو اس کو عذاب دے۔ اور چاہے، تو بخش دے۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۸-۲۸۷ شمار ۱۲۳۲)

○

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے۔ جب تک بندہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کے ہونٹ حرکت

میں ہوتے ہیں، میں اس کے قریب ہوتا ہوں

(ابوہریرہؓ / ابن ماجہ شریف، صفحہ ۴۵۶)

عَنْ اِبْنِ وَدَاعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَجْلِسُ الصَّالِحُ یُکَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ اَلْفَیْ اَلْفَ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ السُّوْءِ (احیاء علوم الدین جلد اول صفحہ ۳۰۲)

حضرت ابن وداعۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجلس صالح (ذکر الٰہی) کی ایک مجلس

مومن کے لئے

بیس لاکھ

بُری مجالس کا کفارہ بنجاتی ہے!

ف :- یہ ہے آپ کی زندگی کی سب سے بڑھکر نفع آور تجارت

○

اگر آپ فارغ البال ہیں۔ تو

روزانہ

اور اگر مصروف ہیں، تو۔ کم از کم

ہفتہ

میں ایک بار اللہ رب العلمین کے

ذکر

کی ایک مجلس لگایا کریں، جس میں ہر کسی کو شمولیت کی عام

دعوت دیا کریں

ہر مجلس میں اللہ کے ذکر کی اہمیت بیان کریں،
لوگوں کو وضاحت سے بتائیں، کہ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت
کے لئے پیدا کیا ہے، اور حکم دیا ہے۔ کہ ہر حال میں

اللہ کے ذکر

سے اپنی زبان تر رکھیں، ۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے ۔ یا
بستر پہ لیٹے، کسی بھی حال میں ذکر سے غافل نہ ہوں۔ پھر
سب مل کر حلقہ بنا کر اللہ کا ذکر کریں

پہلے سب مل کر :۔

○ درود شریف پڑھیں

پھر — سورۃ فاتحہ و اخلاص

——— پڑھ کر اس طرح ذکر شروع کریں :-

○ سُبْحَانَ اللّٰہِ

○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

○ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

○ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

○ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ

○ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ

○ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ

پھر — سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

○ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

پھر — فاتحہ شریف اور درود شریف پڑھکر دعا مانگیں

اللہ اسے قبول فرمائے — اٰمین !

سب کے گناہ معاف کرے — اٰمین !!

اپنے دین اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کیلئے قبول فرمالے — اٰمین !

نیکی پہ استقامت بخشے 'امین — بدی سے دور رکھے

'امین ! بہت ہی دُور — 'امین !!

اللہ رب العلمین کے ذکر کی مجلس کی اہمیت و فضیلت اس دلپذیر انداز سے بیان کریں، کہ سامعین کے دل میں اتر جائے

اللہ کرے

اللہ کے ذکر کی مجالس

* کُو بہ کُو ہوں — اور —
* سُو بہ سُو ہوں !
* سدا لگی رہیں !
* کبھی برخاست نہ ہوں !

غور فرمائیں

آپ کے دنیاوی دوستوں کی مجلس تو کبھی ناغہ ہی نہیں ہوتی

لیکن

اللہ کے ذکر کی مجلس کے لئے

آپ کے پاس کوئی وقت ہی نہیں

اللہ کے ذکر کی مجلس بھی روز لگے — اور ضرور لگے
یہ حق عبودیت ہے — یاحیُّ یاقیّومُ !

اللہ نے بندوں کو اپنے ذکر کا حکم دیا ہے !

فرمایا اللہ رب العٰلمین نے :-

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ (البقرہ - ۱۵۲)

تو مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو - اور میرا انکار نہ کرو -

ف :- جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو جبریل علیہ السلام نے کہا۔ کہ آج سے پہلے ہم قدسیوں پہ یہ راز افشاء نہ تھا۔ کہ جو اللہ کو یاد کرتا ہے، اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔ اگر ہمیں اس کا پہلے پتہ ہوتا — تو ہم بہت زیادہ اللہ کا ذکر کر کے قرب حاصل کرتے۔ **بندہ** جب اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ گویا اللہ اس کا ذکر کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ پہلے اللہ بندے کو یاد کرتا ہے۔ پھر بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ گویا بندے کا اللہ کو یاد کرنا اللہ کا بندے کو یاد کرنے کی بدولت ہے۔ بندہ جب دل میں اپنے اللہ کو یاد کرتا ہے، تو اللہ بھی بندے کو اسی طرح یاد کرتا ہے — بندہ جب

کسی محفل میں اللہ کو یاد کرتا ہے، تو اللہ بھی اُسے ملائکہ کی محفل میں یاد کرتا ہے۔

غور فرمائیں

کہ ہم ناچیز بندوں کو اللہ تبارک وتعالےٰ کا یاد فرمانا ہم گنہگاروں پہ کتنا بڑا احسان ہے ـــــ ہم سب محجوب ہیں، ورنہ اگر غفلت کا یہ پردہ اٹھ جائے ـــ تو ہر وقت اُسی کی یاد میں لگے رہیں ـــ دم بھر کے لئے بھی اُس کی یاد کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

○

اللہ نے بندوں کو اپنے ذکر اور ماسوا سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنیکا حکم دیا ہے!

اللہ رب العالمین نے فرمایا :-

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ	اور اپنے پروردگار کا نام لے کر اور
إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ○ رَبُّ الْمَشْرِقِ	اس کی طرف (سب سے علیحدہ ہو
وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ	کر) رجوع ہو۔ وہ رب ہے مشرق
فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ○	کا اور مغرب کا۔ پس اسی کو پکڑ

(المزمل ۸، ۹) اپنا کارساز

ف :- اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ (ہم) اپنے رب کا ذکر کریں۔ اس کی یاد میں لگے رہیں۔ اور ہر کسی سے منہ موڑ کر اور تمام امیدیں توڑ کر، یعنی منقطع ہو کر اُس ایک رب ہی کی طرف رجوع کریں۔ (اس لئے، کہ وہی) رب ہے مشرق کا اور مغرب کا۔ پس اُسی کو ہم ہر معاملہ میں — دینی ہو یا دنیوی — اپنا واحد کارساز بنائیں۔ اس لئے۔ کہ اس کے ملک میں اس کے سوا کسی دوسرے کو کسی امر پہ کوئی قدرت و تصرف حاصل نہیں — مگر اس کے حکم سے

○

اللہ کی یاد سے غفلت میں خسارہ ہی خسارہ ہے

اللہ رب العالمین نے فرمایا :-

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(المنافقون — ۹)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ (مسلمانوں) کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے (یاد سے) غافل نہ کر دے۔ اور جو یہ کرے گا — تو وہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔

ف :- اللہ نے بندوں کو تنبیہہ فرمائی ہے، کہ دیکھنا۔ کہیں تم مال جمع کرنے اور اپنی اولاد کی محبت میں کھو کر میرے ذکر (میری یاد) کو نہ بھلا دینا

اگر کسی تاجر کو پتہ چل جائے، کہ اسے کسی سودے میں گھاٹا پڑنے والا ہے، رات دن اُسی کے فکر میں گھُلے۔ تدبیر پہ تدبیر کرے، کہ کس طرح وہ اس گھاٹے سے بچ سکتا ہے، پھر جب تک وہ اپنا گھاٹا پورا نہیں کر لیتا۔ آرام سے نہیں بیٹھتا۔ رات دن ایک کر دیتا ہے۔ یہاں تک۔ کہ اس کی رقم پوری ہو۔

ہماری یہ زندگی آخرت کی تجارت ہے، اور ساری کی ساری گھاٹے میں جا رہی ہے، ہمیں اس کی پرواہ تک نہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم اس زندگی کو آخرت کی تجارت سمجھتے ہی نہیں، ورنہ کیا اس کا کوئی بھی تدارک نہ کرتے؟

اگر ہم

اپنی دنیاوی زندگی کو آخرت کی تجارت متصور کر لیں۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ شب و روز اسی طرح غفلت میں گذاریں اور ہمیں پرواہ تک نہ ہو۔

دوستو !

زندگی کی شام ہوچکی ہے۔ بازار بند ہونے کو ہے، جو سودا خریدنے آئے تھے، ابھی تک وہ نہیں خریدا۔ کیا لیکر واپس گھر لوٹیں گے، اور کیا جواب دو گے ؟ کہ زندگی کی ساری پونجی کہاں خرچ کی ؟

○

اللہ نے بندوں کو ہر حال میں کھڑے ہوں یا بیٹھے یا کروٹ پہ لیٹے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، اور انہیں ہی دانش ور عقلمند قرار دیا ہے۔ اللہ رب العٰلمین نے فرمایا :۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ	آسمان اور زمین کا بنانا رات اور
الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ	دن کا بدلتے آنا۔ اس میں نشانیاں
وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی	ہیں عقل والوں کو — وہ جو
الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِیْنَ	یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور
یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ	بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور
قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ	دھیان کرتے ہیں آسمان
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ	اور زمین کی پیدائش میں۔
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا	اے رب ہمارے۔ تو نے یہ عبث

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

نہیں بنایا۔ تو پاک ہے عیب سے۔ سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

ف :- سبحان اللہ! اللہ رب العالمین نے خود ہی عقل والوں کی تعریف فرمادی، کہ عقل والے وہ لوگ ہیں، جو اپنے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ (یاد کرتے ہیں۔) کھڑے ہوں یا بیٹھے، یا کروٹ پہ لیٹے، غرضیکہ ہر حال میں ہر وقت اپنے رب کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ اور پھر وہ کائنات کی ہر شے میں فکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، کہ اے ہمارے رب، تو نے کائنات کی کسی بھی چیز کو یونہی بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ ہر شے نہایت حکمت و کاریگری سے بنائی گئی ہے۔ اور ہر شے کارآمد ہے، کوئی بھی فضول نہیں۔

سو دوستو! ساری دنیا میں بسنے والوں میں سے صرف وہی شخص عقلمند، دانشمند اور سیانے ہیں۔ جو ہر وقت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ کسی بھی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے، اور جو ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہی کو ذکر کی برکت سے فکر کی توفیق ملتی ہے۔ ورنہ جو اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہے۔ فکر تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا :-

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ	اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے
نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ	غافل ہوگا۔ ہم اس پہ
لَهٗ قَرِيْنٌ ○	شیطان مقرر کر دینگے، پس وہی
(الزخرف — ۳۶)	اس کا ساتھی ہے۔

فَ :- عزیزان ! اگر ہم اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اپنی حالت کا جائزہ لیں، تو ہم سب کے سب اللہ کی یاد سے تقریباً غافل ہی ہیں۔ گویا ہم سب پہ اللہ کی طرف سے شیاطین مقرر ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے اقوال و افعال جو ہم سے صادر ہو رہے ہیں۔ پسندیدہ نہیں۔

ان کا واحد علاج اللہ کا ذکر ہے،

اللہ کا ذکر شیطان، نفس اور خناس کی ضد ہے اور ان میں سے کوئی بھی اللہ کے ذکر کی تاب نہیں لا سکتا، اور نہ ہی جہاں اللہ کا ذکر ہو، وہاں رہنے اور ٹھہرنے کی جسارت کر سکتا ہے۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اللہ ہوتا ہے، اور اللہ کی موجودگی میں کسی اور کے ٹھہرنے کی کیا جرأت ؟ اللہ کا ذکر کر کے تو دیکھو ! اور دیکھو، کہ پھر اللہ کے سوا کون دوسرا آپکے دل کے

اندر داخل ہو کر کیا کر سکتا ہے؟ ہر قسم کا وسوسہ اور جمیع وساوس شیطان ہی کے تیر ہیں، جو وہ ہر بندے کے دل پہ ہر وقت چلاتا رہتا ہے، لیکن جب بندہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے، بند ہو جاتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا :-

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (جنّ ۱۷)

اور جو اپنے رب کے ذکر سے رُوگردانی کرے گا۔ اللہ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا۔

ف :- اللہ ہمارے حال پہ رحم فرمائے اور ہمیں اپنے ذکر کی توفیق دے۔ جس گناہ کی بدولت ہمیں ذکر کی توفیق نہیں دی جا رہی۔ بخش دے — آمین !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا :-

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (آل عمران ۱۰۳)

اور اللہ کی نعمت جو تم پر ہے، یاد کرو۔

ف :- اللہ اللہ ! ہر کسی پہ اللہ کی اَن گنت نعمتیں ہیں۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے۔ کہ اللہ نے ہمیں اپنے حبیب اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا۔ ورنہ آپ سے پہلے جتنے بھی نبی ہو گذرے ہیں، ان سب کی تمنا رہی۔ کہ کیا ہی خوب ہوتا۔ کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوتے۔ اللہ نے اپنی کسی نعمت کو نہیں جتلایا۔ مگر اپنے حبیب کی شان میں فرمایا ہے۔ کہ میں نے تم پہ اپنا حبیب بھیج کر احسان فرمایا ہے اِس کی بابت ہمیں جو کچھ بھی خبر ملی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملی۔ اُن ہی پہ قرآن نازل ہوا، دین اسلام کی آپ ہی پر تکمیل ہوئی، اور ان ہی کی بدولت ہم تک پہنچا۔ ورنہ ہمیں کسی بھی شے کا علم نہ تھا۔ ہمارے آباؤ اجداد درختوں اور بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں اللہ تک پہنچنے کی سیدھی راہ دکھائی۔

○

وَ مِنَ الَّیۡلِ فَاسۡجُدۡ لَہٗ وَ سَبِّحۡہُ لَیۡلًا طَوِیۡلًا ○ (الدّھر — ۲۶)

اور رات کی بعض گھڑیوں میں اس کو سجدہ کر اور رات کو دیر تک اس کی پاکی بیان کر تا رہ

فائدے :- اس سے معلوم ہوا۔ رات کی بہترین عبادت نوافل پڑھنا اور اللہ کی تسبیح بیان کرنا ہے۔ تسبیح کا اول صیغہ "سبحان اللہ" ہے

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ	پاک ہے ملک اور ملکوت والی ذات
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ	پاک ہے عزت اور جبروت والی ذات
سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِی لَایَمُوْتُ	پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے اسے
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ	موت نہیں، وہ سبوح ہے پاکیزہ ہے ملائکہ اور روح کا پروردگار ہے

یہ تسبیح بڑی فضیلت رکھنے والی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ نے ایک نور کا دریا پیدا فرمایا ہے۔ جس کے ارد گرد نورانی ملائکہ نور کے پہاڑ پر اپنے ہاتھوں میں نور کے مٹکے لئے ہوئے یہ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پس جس شخص نے روزانہ ایک بار یا مہینے میں یا سال میں ایک بار یا ساری عمر میں ایک بار پڑھا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ خواہ سمندر کے جھاگ یا وسیع میدان کی ریت کے برابر ہوں، خواہ وہ شخص جہاد سے بھاگ آنے کا مجرم ہو۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۲ شمار ۳۸۵۲)

○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝	اپنے اعلیٰ پروردگار کے نام کی پاکی بیان کر۔ جس نے پیدا کیا۔ پھر درست کیا اور جس نے اندازہ کیا، پھر رستہ دکھلایا، اور جس

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝ نے تازہ گھاس نکالی، پھر اس کو سیاہ چورا کر
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ۝ دیا۔ (الاعلیٰ ۔ آیات ۵)

ف :۔ یہ تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ہے۔ جسے نماز کے سجدوں میں پڑھا جاتا ہے۔ یعنی پاک ہے میرا رب، جو کہ سب سے اعلیٰ یعنی برتر ہے۔

ہم نے ان تسبیحات کو پڑھا نہیں ہے، اور نہ انکی لذّت میں گم ہو کر دنیا اور مافیہا کی ہر شے کو بھلا دیتے۔ لیکن انہیں کبھی نہ بھلاتے، ان تسبیحات کی لذت و سرور تسبیح کرنیوالے ہی کو محسوس ہو سکتی ہے، بیان نہیں کی جا سکتی۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ پس تو اپنے پروردگار کی تعریف
اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر
(النصر ۔ ۳) اور اس سے معافی مانگ۔

ف :۔ یعنی یوں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ۔ میرا اللہ ہر عیب سے پاک ہے، اور ہر صفت و تعریف والا ہے۔ اور میں اس سے بخشش مانگتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ دو کلمے ہیں، زبان سے کہنے میں ہلکے، لیکن اعمال کے ترازو میں بھاری اور بخشنے والے اللہ کے نزدیک بہت پیارے، اور وہ یہ ہیں :۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

(بخاریؒ عن ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

نیز فرمایا ـــــ جو شخص ان کلمات کو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کے ساتھ پڑھے، تو وہ اسی طرح جس طرح اس نے کہے، لکھ دئے جاتے ہیں۔ پھر عرش کے ساتھ لٹکا دئے جاتے ہیں۔ اور کوئی گناہ، جو اس شخص نے کیا ہو ان کلمات کو نہیں مٹاتا۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے قیامت کے روز ملے گا۔ تو وہ کلمے اسی طرح سر بہ مُہر ہوں گے۔ جس طرح اُس نے کہے تھے۔

(بزارؒ۔ عن ابن عباسؓ۔ حصن حصین صفحہ ۴۱۰)

○

نیز فرمایا ـــــ کہ جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہا، اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ (ترمذیؒ ـــ عن جابرؓ)

○

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دن میں سو مرتبہ کہا۔ اس کے

گناہ دور کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہوں دریا کے جھاگ کے برابر
(ابوہریرہؓ / بخاری و مسلم)
(مشکوٰۃ شریف جلد اول، شمار ۲۱۷۳ صفحہ ۳۸۶)

○

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ایک بار کہا۔ اس کے لئے دس بار لکھا جاتا ہے، اور جو دس بار کہتا ہے اس کے لئے سو بار لکھا جاتا ہے، جو سو بار کہتا ہے، اس کے لئے ہزار بار لکھا جاتا ہے، جو کوئی اس سے زیادہ کہے گا۔ تو اللہ تعالےٰ رحمٰن و رحیم اس سے (دس گنا) زیادہ ثواب دے گا۔

(ابن عمرؓ / ترمذیؒ / نسائی۔ حصن حصین صفحہ ۴۰۷۔ ۴۰۶)

○

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کونسا کلام بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ کلام، جس کو اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام نے اپنے فرشتوں کے واسطے چُن لیا ہے، یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
(ابوذرؓ / مسلمؒ / مشکوٰۃ شریف جلد اول شمار ۲۱۷۷ صفحہ ۳۸۷)

آخر میں ہم

آپ کی خدمت میں وہ مبارک و معظم دعائیں صحیح اسناد کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جن کے ایک بار پڑھنے سے ساری عمر کے گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے۔

(۱)

هٰذِهٖ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہ کلمات طیبات آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضور اقدس و اکمل جناب رسولِ اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر کے بارے میں عرض کیا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ کہ تجھ سے پہلے اس کی تفسیر کسی نے نہیں پوچھی

(وہ کلمات یہ ہیں)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ	نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ
اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ	بہت بڑا ہے۔ اور پاک ہے اللہ اور
بِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ	تعریف ہے اس کیلئے اور میں بخشش
وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا	مانگتا ہوں اللہ سے اور نہیں طاقت نیکی

بِاللّٰہِ ط اَلْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (۱۰ بار)

کی اور نہیں قوت برائی سے بچنے کی مگر اللہ کی توفیق سے، وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے، اللہ کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ زندہ کرتا ہے وہ مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو دس بار کہے، اسے چھ خصلتیں عطا کی جاتی ہیں۔

پہلی خصلت :۔ کہ وہ ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ رہتا ہے

دوسری خصلت :۔ اُسے ایک قنطار ثواب دیا جاتا ہے۔

تیسری خصلت :۔ اس کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے۔

چوتھی خصلت :۔ اس کا نکاح حُور العین سے کیا جائے گا۔

پانچویں خصلت :۔ اس کے پاس (موت کے وقت) بارہ ہزار فرشتے حاضر ہوں گے۔

چھٹی خصلت :۔ اُسے اس شخص کی مانند اجر ملے گا، جس نے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کریم (چاروں آسمانی کتابوں) کو پڑھا ہو اور اس کے لئے اس کے ساتھ (مزید) اے عثمانؓ! اس شخص کی مانند ثواب ہے۔ جس نے حج اور عمرہ کیا ہو۔ اور اس کا حج اور عمرہ قبول

ہو گیا ہو۔ پس اگر وہ اُسی روز مر جائے، تو شہادت کی مُہر اُس پر لگا دی جائے گی"!

(عمل الیوم واللیلۃ/ابن سُنّی۔ صفحہ ۲۰، ۲۱۔ شمار ۷۳)

○

حضرت عمرو بن مرہ رضؓ اور حضرت زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے، کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے، اے علیؓ! میں تجھے ایسی دُعا سکھاؤں، جس کے ذریعے تو دعا کرے، تو تجھ پر اگر چیونٹیوں کی تعداد کے برابر بھی گناہ ہوں گے، تو ان کو بخش دیا جائے گا (دعا یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ	اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں
الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ تَبَارَکْتَ	(تو) بڑا بردبار، بڑے کرم والا ہے۔ تو
سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ	برکت والا ہے (تو) پاک ہے رب عرش
الْعَظِیْمِ	(ابار) عظیم کا۔

(کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۷۔ شمار ۳۹۲۷)

○

حضرت الزہری رضؓ سے مرسلاً روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے کہا :-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ	نہیں کوئی معبود مگر اللہ بڑا بردبار

اَلْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ	بڑا کریم۔ پاک ہے اللہ پروردگار
السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ	سات آسمانوں کا اور پروردگار
الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (۳ بار)	عرشِ عظیم کا۔

تو وہ اس شخص کی مانند ہے، جس نے لیلۃ القدر کو پالیا۔"

(کنز العمال جلد اول۔ صفحہ ۲۰۴۔ شمار ۳۸۷۹)

○

حضرت ابوجعفرؓ سے مرسلاً روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ کلمات الفرج ہیں، یعنی کشائش لانے والے ہیں:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بلند
الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ	عظمت والا ہے، اللہ پاک ہے جو
الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	عرشِ کریم کا پروردگار ہے۔ سب تعریفیں
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ	اللہ کیلئے ہیں۔ جو پروردگار ہے تمام جہانوں
وَارْحَمْنِیْ وَتَجَاوَزْ عَنِّیْ	کا۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر
وَاعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ	اور مجھ سے درگذر فرما۔ بے شک تو بخشنے
رَّحِیْمٌ (۱ بار)	والا مہربان ہے۔

(کنز العمال جلد اول۔ صفحہ ۳۰۰۔ شمار ۵۰۲۴)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے، کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرتِ ذنوب کے لئے یہ کلمات تعلیم فرمائے، خواہ وہ سمندر کے جھاگ یا رائی کے دانوں کے برابر ہوں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بلند بردبار کریم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بلند عظمت والا ہے۔ پاک ہے اللہ پروردگار سات آسمانوں کا۔ پروردگار عرش کریم کا۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا

(کنز العمال جلد اول۔ صفحہ ۲۹۸۔ شمار ۵۰۰۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے کہا :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ (ابار)	کوئی معبود نہیں تیرے سوا تو پاک ہے، میں نے جو بُرے عمل کئے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ پس تو مجھے بخش دے بیشک تو بہتر بخشنے والا ہے۔

تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۴ شمار ۳۸۸۲)

○

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جس شخص نے کہا :-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ابار)

نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ واحد لاشریک ہے۔ اسی کیلئے ملک ہے اور اُسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور نہیں قوت اور نہیں طاقت مگر اللہ کے ساتھ اور پاک ہے اللہ اور اُسی کی تعریف ہے، اور ہر طرح کی تعریف اللہ کیلئے ہے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ، اور اللہ بہت بڑا ہے۔

اُس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۴ شمار ۳۸۸۵)

○

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کہا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ واحد لاشریک
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ	ہے اسی کے لئے ملک ہے اور تمام تعریف
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ الْحَيُّ	اُسی کیلئے ہے اور وہ (ہمیشہ) زندہ ہے
الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ	اُسے (کبھی) موت نہیں۔ اسی کے
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ	ہاتھ میں خیر ہے۔ اور وہ ہر شے
شَيْءٍ قَدِيْرٌ	پر قادر ہے۔

اِبار

تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّت نعیم میں داخل کرے گا۔

(کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۵ شمار ۳۸۹۹)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص بستر پر جاتے وقت تین مرتبہ یہ کہے :۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ	بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے جس کے
اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ	سوا کوئی معبود نہیں، مگر وہی زندہ جاوید ہمیشہ
اَتُوْبُ اِلَيْهِ (۳ بار)	قائم رہنے والا ہے۔ اور رجوع کرتا ہوں
	میں اُسی کی طرف۔

تو اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام اس کے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، اور اگرچہ درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں، اگرچہ تہہ بہ تہہ ریت کی تعداد میں ہوں اور اگرچہ دنیا کے دنوں کی تعداد میں ہوں، یہ حدیث حسن غریب ہے اسے ہم صرف اسی طریقہ سے جانتے ہیں۔

(ابوسعیدؓ / ترمذیؒ / ترمذی شریف جلد دوم۔ صفحہ ۲۹۱ شمار ۱۲۴۹)

(۱)

حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِعَظْمَتِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَلَّ كُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِمُلْكِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ كُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِهٖ

(ابار)

سب تعریف اللہ تعالےٰ کیلئے ہے جس کی عظمت کے آگے ہر چیز عاجز ہے، اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے کہ جس کی عزت کے سامنے سب چیزیں ذلیل ہیں۔ اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ جس کی حکومت کے سامنے ہر شے جھکی ہوئی ہے اور سب تعریف اللہ تعالےٰ کیلئے ہے جس نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے مطیع کر رکھا ہے

اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز (رحمت و بخشش) طلب کرے، تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہزار نیکی لکھتا ہے۔ اور اس کے ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لئے قیامت تک استغفار کرنے کے لئے مقرر فرما دیتا ہے۔

(کنز العمال جلد اول ــ صفحہ ۲۰۵ - شمار ۳۸۹۱)

○

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھا۔ پس ایک آدمی آیا۔ اور سلام کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ اور خندہ پیشانی فرمائی۔ اور اپنے پاس بٹھایا۔ پس جس وقت اس آدمی نے اپنی حاجت پوری کر لی۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ پس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا) یا ابا بکرؓ! ــ یہ وہ آدمی ہے، جس کے لئے روز مرہ ساری زمین والوں کے برابر بلندی دی جاتی ہے عرض کی میں نے، کہ ــ وہ کیسے؟ ــ فرمایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ جب بھی یہ شخص صبح کرتا ہے مجھ پر دس بار ایسا درود پڑھتا ہے، جو درود ساری مخلوق کے درود کے برابر ہے، میں نے عرض کہ، وہ کس طرح؟ - فرمایا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) یہ کہتا ہے :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ
النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ
مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ کَمَا
یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ
کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ
عَلَیْہِ (۱۰ بار)

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ
میری طرف سے اتنے درود بھیج جتنے درود
تیری ساری خلق بھیجا کرتی ہے۔ اور
درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
جیسا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم آپ صلی اللہ
علیہ وسلم پہ درود بھیجیں اور درود بھیج
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسے کہ تو
نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجنے کا فرمایا ہے۔

(کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۹۳ شمارہ ۳۹۹۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلہ اشاعت
۵۱
دعوت و تبلیغ
الاسلام

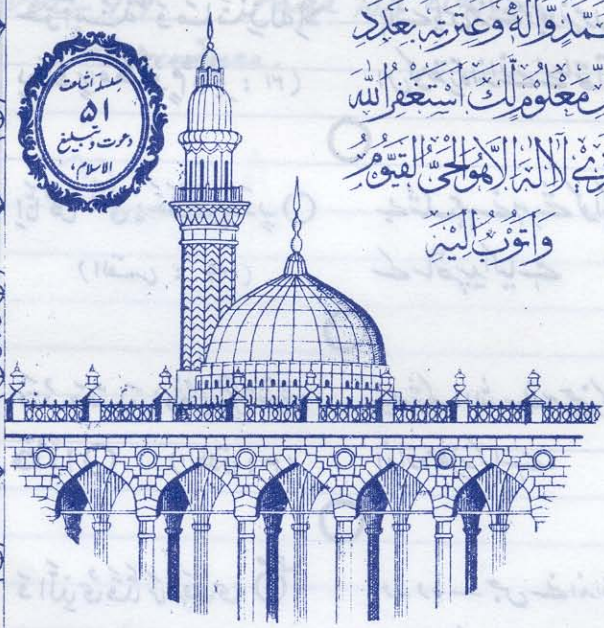

طریقۃ الاسلام کے چار مینار

ابو انس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر : ۲۱)

اور کوئی شے ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے موجود نہ ہوں، اور ہم اس کو مقررہ اندازے کے ساتھ اتارتے ہیں

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ (القمر : ۴۹)

بے شک ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○ (الطلاق : ۳)

بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○ (الاعلی : ۲)

اور وہ — جس نے اندازہ کیا، پھر راہ بتائی

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

کہدے کہ ہم کو ہرگز (مصیبت) نہیں پہنچے گی۔ مگر اتنی ہی، جو اللہ نے ہمارے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(التوبہ : ۵۱)

لئے لکھدی ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے اور مومنوں کو اللہ پر بھروسا ہے

○

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط

(النسآء : ۷۹)

جو بھلائی تمہیں پہنچی اللہ کی طرف سے اور جو تکلیف تجھے پہنچی — وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

○

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○

(البقرہ : ۱۵۵، ۱۵۶)

اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے (جنکی عادت ہے) کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں

○

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ط وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ط

(فاطر : ۱۱)

اور کوئی عورت نہ پیٹ میں رکھتی ہے اور نہ جنتی ہے۔ مگر اللہ کے علم سے اور نہ کوئی دراز عمر عمر دیا جاتا ہے اور نہ اس کی عمر سے کچھ کم کیا جاتا ہے مگر کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

○

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝

(اللیل : ۵ تا ۱۱)

سو جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور ڈرا اور اچھی بات کو سچ جانا ہم اس کو نیکی کی توفیق دیں گے لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور اچھی بات کو جھوٹ جانا ہم اُسے بدی کی توفیق دیں گے اور اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا جب وہ اوندھا گرے گا۔

○

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَآئِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہے، فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے، آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا ہے۔ جب کہ اس کا عرش (تخت) پانی پر تھا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۴ شمار ۷۰)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ

حضرت ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز تقدیر پر موقوف ہے یہاں تک کہ نادانی اور دانائی

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۵ شمار ۷۳)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سچے ہیں سچے کئے گئے ہیں ہم سے یہ

الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ وَاَنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ
يُجْمَعُ فِي بَطْنِ اُمِّهِ
اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ
يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا
بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ
عَمَلَهُ وَاَجَلَهُ وَرِزْقَهُ
وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ
فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَآ
اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ
لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ
حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَ
بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ
عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ
اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ
اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ

بیان کیا، کہ تم میں سے ہر ایک کی
پیدائش کی صورت یہ ہے، کہ چالیس
دن نطفہ کو پیٹ کے اندر رکھا جاتا
ہے۔ (پھر یہ نطفہ) جمے ہوئے خون
کی شکل میں تبدیل ہو کر چالیس دن
تک رہتا ہے۔ پھر چالیس دن گوشت
کا لوتھڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد
اللہ تعالیٰ اس نطفہ کے پاس
ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ جو
(اس کی لوحِ تقدیر پر) اس کے
اعمال، موت کا وقت، ذریعہ رزق
اور اس کا بدبخت یا نیک بخت ہونا لکھتا
ہے، پھر اس (مضغہ) میں روح پھونکی جاتی
ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا
کوئی معبود نہیں، کہ تم میں سے ایک شخص
جنتیوں کے سے کام کرتا ہے۔ یہاں
تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان

النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ
عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل
صفحہ — ۲۵
شمار — ۷۵

صرف ہاتھ بھر کا فیصلہ رہ جاتا ہے۔ کہ
اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آتا ہے
اور وہ دوزخیوں کے سے کام کرنے
لگتا ہے اور دوزخ کے درمیان صرف
ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتۂ
تقدیر اس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور وہ
جنتیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور
جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

○

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ
لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ
وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ
وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ
وَاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اِنَّمَا
الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے
فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے۔ کہ بندہ دوزخیوں کے
سے کام کرتا ہے اور وہ (حقیقت میں)
جنتی ہوتا ہے۔ اور (اسی طرح) وہ
جنتیوں کے سے کام کرتا ہے۔
اور (حقیقت) میں وہ دوزخی
ہوتا ہے۔ پس اعمال کا اعتبار خاتمہ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ پر ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۲۶ شمار ۷۶)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْٓءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ اَوَ غَيْرَ ذٰلِكِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَآئِهِمْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل

صفحہ ۲۶

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچّہ کے جنازہ پر بلایا گیا۔ میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! خوشخبری ہے اس بچّہ کے لئے، یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ جس نے نہ تو کوئی بُرا کام کیا نہ برائی (کی حد) تک وہ پہنچا (یہ سُنکر) آپؐ نے فرمایا۔ عائشہؓ! کیا تمہارا خیال یہی ہے (یعنی تمہارا یہ خیال درست نہیں ہے) اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے جنت اور دوزخ کیلئے لوگوں کی ایک جماعت پیدا کی ہے جبکہ وہ باپوں کی پشتوں میں تھا

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل
صفحہ ۲۹ شمارہ ۸۷

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہے (اس کو پیدا کر کے اللہ تعالےٰ نے) اس سے کہا، لکھ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا۔ تقدیر کو لکھ چنانچہ قلم نے لکھا جو کچھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک) ہو چکا تھا۔ اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔

(ترمذی)

○

وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

مسلم بن یسار رضؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا

الْاٰيَةَ قَالَ عُمَرُ رض سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُسْئَلُ عَنْهَا فَقَالَ
اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ
مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً
فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ
وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ
ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ
فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً
فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ
وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ
فَقَالَ رَجُلٌ فَفِيْمَ الْعَمَلُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ
لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اس آیت کا مطلب (لوگوں کو)
پوچھتے ہوئے سُنا ہے۔ آپؐ نے
(جواب میں) فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ
نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ پھر اس کی
پشت پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا۔ پھر
اُس میں سے (یعنی آدمؑ کی پشت
میں سے اس کی) اولاد نکالی، اور
فرمایا۔ پیدا کیا میں نے ان کو جنت
کے لئے۔ یہ جنتیوں کے کام کرینگے
پھر (دوبارہ) آدمؑ کی پشت پر ہاتھ
پھیرا۔ اور اس سے اور اولاد نکالی۔
اور پھر فرمایا۔ پیدا کیا میں نے ان کو
دوزخ کے لئے۔ یہ لوگ دوزخیوں
کے کام کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ارشاد سُن کر ایک شخص
نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ

اَهْلَ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ (رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗد)

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل
صفحہ ـــــ ۳۰
شمارہ ـــــ ۸۸
(مالکؒ / ترمذیؒ / ابوداؤدؒ)

علیہ وسلم: پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ جب جنت کے لئے کسی بندہ کو پیدا کرتا ہے، تو اس سے جنتیوں ہی کے کام کراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مرنے کے وقت تک جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ان اعمال کے سبب اسکو جنت میں داخل کر دیتا ہے (اسی طرح) جب کسی بندہ کو دوزخ کیلئے پیدا کرتا ہے تو اس سے دوزخیوں کے کام کراتا ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کے وقت تک وہ دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ اس کے کاموں کے سبب اسکو دوزخ میں داخل کر دیتا ہے

طریقت الاسلام کے چار مینار

۱ ـــــ تقدیر کی موافقت

۲ ـــــ تسلیم و رضا

۳ ـــــ شکراً لِلّٰہِ تعالیٰ

۴ ـــــ صَبْرًا جَمِیْلاً

○

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقَدْرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْئَلْ عَنْهُ

(ابن ماجہ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص مسئلہ تقدیر پر کچھ بحث و گفتگو کریگا۔ اس سے قیامت کے دن اس کی باز پرس ہوگی جو شخص (اس معاملہ میں) خاموش رہیگا اس سے کچھ دریافت نہیں کیا جائے گا۔

○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ـــ "حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰ علیہم السّلام

نے (عالم ارواح میں) اپنے رب کے سامنے جھگڑا چھیڑا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غلبہ حاصل کر لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (حضرت آدم علیہ السلام سے) کہا۔ تم وہی آدمؑ ہو۔ جن کو اللہ سبحانہٗ نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اپنی روح تمہارے اندر پھونکی تھی۔ ملائکہ سے تم کو سجدہ کرایا تھا۔ اور جنت میں تم کو رکھا تھا۔ پھر تم نے اپنے گناہوں کی بدولت لوگوں کو زمین پر اتار دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ اور تم وہی موسیٰؑ ہو۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی رسالت کا منصب دے کر برگزیدہ کیا تھا۔ اپنے کلام سے نوازا تھا۔ اور تم کو (وہ) تختیاں دی تھیں۔ جن میں ہر چیز کا بیان تھا۔ پھر تم کو اللہ نے سرگوشی کی عزت بخشی تھی۔ پس تم نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدّت پہلے لکھا ہوا پایا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ تورات تمہارے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا۔ کیا تم نے تورات میں یہ الفاظ بھی دیکھے تھے ــ وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی .... الخ ــ "یعنی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ بہک گیا۔" حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ ہاں! (یہ الفاظ تورات میں موجود تھے) حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ پھر تم مجھ کو ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہو۔ جس کے کرنے پر میں اللہ سبحانہٗ کے لکھنے

سے مجبور تھا۔ اور اللہ نے میرے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے اس کو لکھ دیا تھا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اسطرح حضرت آدم علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر غلبہ حاصل کر لیا (مسلمؒ عن ابوھریرہؓ)

○

آپ اس بات پر سچّے دل سے پکّا یقین کر لیں۔ کہ۔ اللہ رب العٰلمین نے اس دنیا کو پیدا کرنے سے پہلے جو کچھ بھی اس دنیا میں ہونا ہے۔ لوح پر لکھ دیا ہے۔ جیسے لکھا ہے، ویسے ہوتا ہے۔ اسے اصطلاحِ دین میں

تقدیر

کہتے ہیں۔ یعنی دنیا میں جو واقعہ جس طرح ہو رہا ہے۔ اُسی طرح ہو رہا ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی قدرت سے لوح پر لکھا تھا۔ ہر شَے لکھی ہوئی ہے جیسے لکھی ہوئی ہے۔ اُسی طرح ہو رہی ہے۔ کسی کی کوئی تدبیر اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی کسی تقدیر کو کبھی بدل نہیں سکتی۔ نہ ہی کوئی حیلہ

کسی تقدیر کو ٹال سکتا ہے ــــ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تقدیر کو کوئی شے نہیں ٹال سکتی۔ مگر ــ دُعا اور صدقہ۔

یعنی

بندے کا ربّ ذوالجلال والاکرام کے حضور میں دُعا کرنا یا کسی بیوہ یتیم و مسکین و محتاج کو کوئی صدقہ دینا تقدیر و بلا کو ٹال دیتا ہے ــــ واضح ہو، کہ جس بندے کی دُعا اور صدقے کی بدولت کوئی بلا ٹلنی ہوتی ہے۔ وہ بھی تقدیر ہی میں لکھا ہوتا ہے ــ کہ فلاں بندے کی دُعا یا صدقے کی بدولت جو بلا اس پہ نازل ہونی تھی، ٹال دی جائے گی ــ

بندہ

آپ کے یہ چیز ذہن نشین کرانا چاہتا ہے

کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہونا ہوتا ہے۔ ہو کر رہتا ہے۔ کسی کا کوئی حیلہ اور کسی کی کوئی تدبیر اللہ کی لکھی ہوئی کسی تقدیر کو کبھی بھی نہیں ٹال سکتی ــــ اور نہ کبھی موڑ سکتی ہے۔ مگر

دُعا ــ اور ــ صدقہ

جس دُعا اور صدقہ سے ـــ جو تقدیر ٹلنی ہوتی ہے
وہ بھی تقدیر ہی میں لکھا ہوتا ہے ـــ یہاں تک کہ چھوٹی سے
چھوٹی بات بھی ـــ یعنی ـــ ایک ذرّے کا اپنی
جگہ سے اُڑ کر دوسری جگہ جانا بھی تقدیر ہی میں لکھا ہوتا ہے

اور ـــ ازل تا ابد ـــ
جو کچھ بھی اس دنیا میں ہونا ہے
جو آج تک ہُوا
جیسے آج ہو رہا ہے ـــ اور ـــ آئندہ ہوگا
عین اُسی طرح ہوگا ـــ

جیسے کہ **لوح** پر لکھا ہُوا ہے

جب تک

آپ اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر پر ایسا یقین نہیں لاتے
آپ کی زندگی کی کشمکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی ـــ نہ ہی آپ
کبھی شاد ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی شکر گذار بندے بن
سکتے ہیں ـــ بات بات پر ـــ اور ہر بات پر اعتراض
کرتے رہو گے۔ کہ کیوں ایسے ہُوا۔ ایسے کیوں نہ ہُوا

اعتراض میں دُوری اور تسلیم میں حضوری ہے

ہر حال میں

جو بھی دنیا میں وارد ہوتا ہے — یہ کہیں — یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی طرح لکھا تھا۔ جیسے آج ہُوا — اس مسئلے کا صرف ایک حل یہ ہے۔ کہ اپنے تمام معاملات چھوٹے ہوں یا بڑے — دینی ہوں یا دنیوی — ظاہری ہوں یا باطنی — اپنے اللہ ہی کے سپرد کر دیں۔ ہر معاملہ سے مستغنی اور بے نیاز ہو کر بے خوف و خطر اس راہ پہ چلیں یہ آپ کی زندگی کی قابلِ رشک منزل ہے — جو اور جیسے آپ کے ساتھ ہونا لکھا ہے۔ ہو کر رہے گا۔ اور آپ اسے خندہ پیشانی سے تسلیم کر لیں — اعتراض نہ کریں — یہ کہیں — یہ دُکھ — یہ بیماری — یہ پریشانی، یہ تکلیف، یہ نقصان، یہ کمی اللہ ہی کی طرف سے آئی ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائے گی!

اگر آپ نے

ہر خوف، تنگی، بھوک، نقصان، سختی اور پریشانی — غرضیکہ ہر قسم کی آزمائش کے وقت

کوئی شکوہ نہ کیا۔ نہ شکایت کی۔ صبر و
استقلال کے ساتھ یوں کہہ دیا ——

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

یعنی یہ چیزیں، جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ اللہ
تعالےٰ ہی کی طرف سے آئی ہیں، اور اللہ ہی کی
طرف لوٹ جائیں گی —— تو اللہ کی قسم ——
اس بات پہ بھی یقین لے آئیں۔ کہ پھر اللہ رب العٰلمین
آپ پر رحمت بھیجے گا —— صرف آپ نے دو کلمے کہے
یہ دو کلمے اللہ کو اس قدر پسند ہیں، کہ اللہ تعالےٰ نے

آپ پہ درود (رحمت) بھیجی

اِس کا دوسرا پہلو ملاحظہ ہو ——
اگر آپ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط" کی بجائے
طرح طرح کے شکوے کرینگے۔ تو کیا کر سکیں گے۔؟
کچھ بھی نہیں! —— مگر یہ اور صرف یہ —— کہ

اتنے بڑے ثواب سے
محروم رہ جائینگے!

گویا آپ کو دو مصیبتوں کا سامنا ہوا —— ایک

وہ آزمائش، جس میں کہ آپ مبتلا کئے گئے،
دوسرے اس کے ثواب سے محروم ہے!

اگر آپ
اسے خندہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے، شکوہ نہ کرتے۔
اللہ آپ پہ رحمت بھیجتا۔ اور۔ بندے پہ اللہ کا رحمت بھیجنا
سب سے بڑی نعمت ہے!
اللہ کی بھیجی ہوئی تقدیر پہ شکوے اور شکایت کر کے
کیا حاصل ہوا؟ ۔ کچھ بھی نہیں ۔ مگر۔ ثواب کے
اجر سے محروم رہے۔ ہر شئے ازل تا ابد لکھی جا چکی ہے۔

تمام فیصلے
ازل ہی کے روز سے ہو چکے ہیں ۔
کسی کو اپنے قریب کر لیا۔ کسی کو دور ۔
کسی پہ راضی ہوا۔ کسی پہ ناراض!
کسی کو شاہ کیا۔ کسی کو گدا۔
کسی پہ نیکی کے دروازے کھولے گئے، کسی پہ بدی کے
جو نیک ہیں، انہیں نیکی کی توفیق دی جاتی ہے
جس کی قسمت میں بدی لکھی ہوئی ہے، بدی کرتے رہتے ہیں

یہ جانتے ہیں، کہ بدی بد ہے۔ پھر بھی باز نہیں رہتے،

تقدیر کا لکھا غالب رہتا ہے

* کسی کو بادشاہ کے گھر پیدا کیا۔ کسی کو فقیر کے
* کوئی حسین ہے۔ کوئی قبیح
* کوئی صحت مند ہے۔ کوئی مفلوج
* کوئی نیک بخت۔ کوئی بد بخت
* کوئی سخی۔ کوئی بخیل
* کوئی بہادر۔ کوئی بزدل

غرضیکہ

جتنے بچّے پیدا ہوتے ہیں۔ اُتنی ہی قسم کی قسمتیں لے کر آتے ہیں۔ اور بدُوں ارادتِ ازلی کوئی کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جو نیک ہیں، نیکی کرتے ہیں، کبھی بدی نہیں کرتے۔ اور جو بد ہیں، ہمیشہ بدی کے کاموں میں لگے رہتے ہیں، نیکی کے قریب تک نہیں پھٹکتے

اگر آپ نے

بات بات پہ تکرار کیا۔ یوں کہا۔ کیوں ایسے ہُوا؟

ایسے کیوں نہ ہُوا ؟ ــــ آپ کو ثواب سے محروم کر دے گا۔
اور وہ کمی بھی جوں کی توُں رہے گی ــــ گویا اعتراض
تسلیم کے ثواب کو کھا جاتا ہے ۔

تقدیر کی موافقت

رضا کا پہلا مقام ہے

اور ہماری اصطلاح میں ــــــ

رضا تیسرے درجے کی تقصیری ہے ، یعنی بہت ہی معمولی
قسم کی ــــــ دراصل بات یہ ہے ــــ کہ
ہم لوگ بنیادی علم حاصل کئے بغیر فروعی مسائل میں اس قدر
الجھ جاتے ہیں ۔ کہ اس کی ہمیں خبر تک نہیں رہتی ــ ورنہ اگر
ان پہلے چار بنیادی مقامات پہ عبور حاصل
کر لیا جائے ، تو آن کی آن میں کہاں سے کہاں پہنچ جائیں ،
نہ تکلیف ہو ، نہ تردّد ــــ اور نہ ہی ناکامی !

یہ چاروں مقامات

ایک ہی مقام کے مختلف مدارج ہیں :
جیسے ایک مقام حاصل ہُوا ، گویا چاروں حاصل ہوئے

ان مقامات کو

طے کرنے کے لئے کسی بھی قسم کے مجاھدہ کی ضرورت نہیں، نہ ہی کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ چاروں مقامات فہم سے تعلق رکھتے ہیں، کرنے سے نہیں۔ اور جسے یہ سمجھ حاصل ہونی ہوتی ہے۔ دم بھر میں ہو جاتی ہے۔ کسی کی ایک مجلس میں چاروں مقامات ایک ہی دن میں طے ہو سکتے ہیں ـــ اور ـــ

بندے کی بہت ہی ناقص رائے کے مطابق جس نے بھی ان مقامات کو حاصل کیا۔ ایک ہی دن میں کیا اور ایک ہی نظر میں کیا۔ ماشاءاللہ! جو انہیں ایک دن میں حاصل نہ کر سکا، اس کے لئے یہ معمہ بن گئے۔ کبھی طے نہ ہوئے ـــ ساری عمر انہی کے گرد بھٹکتے رہے

تقدیر کی موافقت

کا دوسرا مقام اللہ کی رضا پہ راضی ہونا ہے اس کیلئے اللہ کے متعلق یہ باتیں جاننا ضروری ہیں۔

اوّل یہ کہ۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر میرا محسن و مربی ہے،

اور میرے ہر معاملے میں میری ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے، میری طرح میری ماں بھی اللہ کی مخلوق اور قدر کی مقدور ہے۔ اس کے بس میں کوئی قدرت نہیں، پھر بھی وہ مجھ کو کبھی کسی بُرے حال میں دیکھنا گوارا نہیں کرتی — مجھ پہ اپنی جان نثار کر دیتی ہے ۔ اور

اللہ ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے — ماں کے بس میں کوئی شئے نہ تھی — اللہ کے بس میں ہر شے ہے، پھر کیونکر اللہ مجھ کو کسی بُرے حال میں رکھنا گوارا فرمائیں گے، ہرگز نہیں

اللہ تعالیٰ کے بارے میں

دوسری یہ بات جاننا ضروری ہے۔ کہ :—

اللہ حکیم ہے، اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر کام حکمت پہ مبنی اور سراسر حکمت ہوتا ہے۔ جب یہ حال ہے۔ کہ اللہ مجھ پہ میری ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے، اور اس کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں — پھر میں کیوں اس پہ راضی نہ رہوں۔ بندے کا یہ کہنا —

کہ میری کوئی مرضی نہیں، تیری مرضی ہی میری مرضی ہے یا رب ! دنیا بھر کے عملوں سے اللہ کو

محبوب ہے ــــ میں نے اپنی مرضی تیری مرضی میں مدغم کی۔ میری اب کوئی مرضی نہیں۔ تیری مرضی ہی میری مرضی ہے یا رب! بیشک اللہ کو ساری دنیا کے عملوں میں سے یہ کلمہ محبوب ہے۔ اس لئے اس نے یہ کہہ کر گویا ــــ ہتھیار پھینک دئے

* دونوں ہاتھ کھڑے کر دئے
* ہار مان لی
* اپنی بے بسی کا سرِ محفل اعتراف کر لیا

بس یہی میرے مولا کی مرضی ہے۔ کہ اس کے سامنے کسی بھی قسم کا کوئی فخر و تکبّر کا مظاہرہ نہ کیا جائے، پھر اللہ بندے سے راضی ہوا۔ اللہ جب اپنے کسی بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔ بندہ اُسی وقت اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ ورنہ جب تک اللہ کسی بندے سے راضی نہیں ہوتا۔ بندہ اللہ سے راضی نہیں ہوتا۔ بات بات پر شکوہ کرتا ہے، اعتراض کرتا ہے

لیکن

جب بندہ پہ اللہ راضی ہو جاتا ہے، بندہ اللہ پہ راضی ہو جاتا ہے۔ کسی بھی حال میں شکوہ نہیں کرتا۔

ھـمـارا

راضی برضا کا دعوے زبانی ہے، حقیقی نہیں۔ اگر ہم واقعی اللہ کی رضا پہ راضی ہو جائیں، کسی بھی حال میں کوئی اعتراض نہ کریں، تو اللہ کی رحمت ہمیں اپنی آغوش میں لے لے

کشف وکرامت

کا طالب اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔ اللہ کا طالب صرف اللہ کا طالب ہوتا ہے۔ کسی درجہ ومنصب سے اسے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اللہ سے

ایمان مانگ اور سُنّت نبوی کی اتباع

باقی تمام باتیں غیر ضروری ہیں، ارادتِ ازلی کے ماتحت خود بخود ہوتی رہتی ہیں

متوکّل وُہ ہے

جو حال میں رہے!

نہ ماضی میں رہے — نہ مستقبل میں —!

جس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو — جسے یہ حق الیقین ہو۔ کہ جو کچھ بھی وہ کرنے والا ہے، یا جو کچھ اللہ اس سے کرنے والا ہے اُسی میں اس کی بھلائی ہے — جو کوئی حیلہ نہ کرے، کوئی تدبیر نہ کرے، ہر معاملہ کی کارسازی اپنے حقیقی کارساز

چھوڑ کر اللہ کے کاموں میں مصروف رہے ۔ متوکل وہ ہے۔
جسے اپنے کسی معاملہ کی کارسازی کا کوئی فکر نہ ہو۔ ہر
قسم کے فکر سے بے نیاز ہو کر اپنے کام میں محو رہے،
جس طرح بچّہ کو ماں پہ تکیہ ہوتا ہے، اسی طرح
متوکّل کو اللہ پہ ہوتا ہے ۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ۔!

قُدرت پہ اِعتراض کی ایک مِثال !

ایک بزرگ امیر البحر تھے۔ ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھے
ہوئے تھے، کہ بارش ہونے لگی، آپ کے دل میں یہ خیال
پیدا ہوا۔ کہ "سمندر میں بارش کا کیا فائدہ؟ اس کی بجائے خشکی
پہ اگر ہو، تو کیا عمدہ سبزہ اُگے" ۔ یہ بات اللہ کو بڑی
ناگوار گذری۔ اُسی وقت اس سے مرتبۂ ولایت چھین لیا گیا،
اور فرمایا ۔ تم کون ہوتے ہو میرے کاموں پر نکتہ چینی
کرنے والے۔ پھر اس کے دل میں یہ بات ڈالی ۔ کہ ۔
"اِس بارش سے جو سمندر پر برستی ہے۔ صَدف
میں لعل و جواہر پیدا ہوتے ہیں ۔ اور
خشکی پہ ۔ صرف چارہ اور گھاس۔!"

وُہ امیرالبحر

اللہ کے ایک مقبول بندے کے بھی دوست تھے، جب انہیں پتہ چلا، کہ ان کی ولایت چھن چُکی ہے، تو ایک دِن انہوں نے اپنے خادم سے کہا ۔ کہ ہمارے دوست امیرالبحر کی ولایت چھن چُکی ہے۔ اور اُسے خبر تک نہیں ۔ چونکہ وہ امیرالبحر اس قدر اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ کہ اللہ اللہ کے نور سے اس کا بدن منور ہو چکا تھا۔ اور ولایت کے چھن جانے کی کمی اس کے ذکر و اذکار کے نور کی برکت سے اسے معلوم تک نہ ہوئی۔ اُسے یہ پتہ ہی نہ چلا ۔ کہ اس سے کونسی چیز چھن گئی ہے ۔ جب اُس خادم نے جا کر اُن سے کہا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ تیری ولایت چھن گئی ہے، فوراً اپنے سر سے دستار اتار کر اپنے گلے میں ڈال لی، اور اس سے کہنے لگا ۔ کہ اب تو مجھے یہاں سے گھسیٹتا ہوا وہاں لے چل، تاکہ میرے یہ گنہگار پاؤں اللہ کے فرش پہ نہ لگیں ۔ اور اس قدر عجز و انکساری کی، کہ ۔ اُسی وقت رحمت جوش میں آئی، اور بحال کر دئے گئے!

○

عقل مخلوق ہے
خالق کی عارف نہیں ہوسکتی

بندہ صرف اِس بات کا عارف ہے

بندہ کے قبضۂ قدرت میں ہرگز کوئی شے نہیں — اور بندہ ہر وقت — ہر حال میں — اللہ کی تقدیر کا مقدور اور مجبور و محکوم ہے۔ نہ ہی اللہ کی یہ پیدا کی ہوئی عقل خالق کی کسی حکمت کو سمجھنے کی استعداد رکھتی ہے —!

عقل مخلوق ہے — خالق کی عارف نہیں ہوسکتی۔ خالق آپ ہی اپنا عارف ہے۔ کوئی بندہ تیری ذات کی معرفت کے دعوٰی کی کوئی گستاخی کیسے کرسکتا ہے۔ جبکہ اُسے اپنی ہی بابت اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ اِس دنیا میں آنے سے پہلے وہ کہاں اور کیا کرتا رہا۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہے۔ کہ اُس کے جسم الوجود کے اندر کون کونسی کلیں کیسے خود بخود چل رہی ہیں

یا حیّ یا قیوم

بندہ کی آنکھیں

ساری دنیا کو دیکھ سکتی ہیں۔ لیکن اپنا چہرہ نہیں دیکھ سکتیں

اِسی طرح — توحید کا یہ نکتہ قابلِ غور ہے۔ کہ

* آنکھ دیکھ سکتی ہے — بول نہیں سکتی
* زبان بول سکتی ہے — دیکھ نہیں سکتی
* اور دِل جان سکتا ہے — نہ دیکھ سکتا ہے نہ بول

— اوج —

اُس کی ذات کے بارے میں ایسا یقین کرنا

بندے کی معرفت کی انتہا یہ ہے

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

شکر

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○ (البقرہ : ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

ف : اللہ نے اپنے بندوں کو اپنی یاد اور اپنی نعمتوں کے شکر کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی یاد کے بدلے یاد کا وعدہ دیا ہے الحمد للہ!

○

وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ (البقرہ : ۱۷۲)

اور اللہ کا شکر کرو۔ اگر تم اس کو پوجتے ہو

ف : بے شک ہم سب (مسلمان) اللہ ہی کے بندے اور اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا عمدہ تلقین کی، کہ اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو، اس کا شکر بھی کرو، اس لئے کہ اس نے تمہیں اپنی عبادت کی توفیق بخشی — عابد پہ معبود کا شکر لازم ہے، جس نے کہ اپنی عبادت کی توفیق بخشی

○

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○

(الاعراف : ۱۴۴)

کہا۔ اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں سے اپنی پیغامبری اور اپنی ہمکلامی کے لئے منتخب کیا، تو جو میں تجھے دوں، اس کو لے اور شکر گذاروں میں ہو۔

ف : ہر نعمت اللہ ہی کی طرف سے بندوں کو عطا کی جاتی ہے، اور ہر نعمت کا بدلہ شکر ہے۔

○

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۖ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(العنکبوت : ۱۷)

اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اسی کا شکر۔ تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ف : شکر عبادت کا ضروری جزء ہے، جہاں عبادت کا ذکر آیا ہے۔ شکر کا بھی آیا ہے۔ یارب تیرا شکر ہے، کہ تو نے ہمیں اپنی عبادت کی توفیق بخشی — اَلْحَمْدُ لِلّٰه !

○

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۖ (لقمان : ۱۲)

اور ہم نے لقمان کو حکمت دی کہ اللہ کا شکر کر

ف: حکمت اللہ کی سب سے بڑی عطا ہے۔ اس پہ شکر ہی کا حکم دیا گیا ہے۔ جس نے جس نعمت پہ شکر کیا۔ گویا اللہ کو خوش کیا۔ مَاشَآءَ اللّٰہ!

○

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ..... اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط (لقمان: ۱۴)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی ..... کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر

ف: شکر بنفسہٖ ایک مقبول عبادت ہے۔

○

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ط وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○ (سبا: ۱۳)

اے داؤد کی اولاد۔ شکر کرو اور میرے بندے شکر گذار تھوڑے ہیں۔

ف: سبحان اللہ! بے شک کل کائنات میں چند بندے اللہ کے شکر گذار اور باقی سب کے سب حرص کے گھوڑوں پہ سوار ہوتے ہیں۔ جو موجودہ نعمت پہ خوش ہو کر شکر نہیں کرتا۔ مطلوبہ پہ کیونکر کرے گا؟

○

كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوا لَهٗ (سبا : ۱۵) — اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو

ف : الحمد للہ! کلمۂ شکر ہے اور بہترین دُعا

○

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ (زمر : ۶۶) — بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر گذاروں میں ہو

ف : یوں کہو، یا اللہ! تیرا شکر واحسان ہے، کہ جو تو نے ہمیں اپنی عبادت کی توفیق بخشی!

○

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ (الضحیٰ : ۱۱) — لیکن اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کر

○

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ (العمران : ۱۴۴) — اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا

ف : ماشاء اللہ! شکر کی ایک جزا یہ ہے۔ کہ اللہ اس نعمت کو بڑھا دیں گے!

○

وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ○ اور ہم شکر کرنے والوں کو جزا
العمران : ۱۴۵ دیں گے۔

ف : جبکہ ہمیں شکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر نعمت پہ شکر کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ پھر کیوں ہم شکر نہ کریں — بات بات پہ شکر کا کلمہ "الحمد للہ" کہیں۔

○

کَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ شَکَرَ ○ یوں ہم اس شخص کو جزا دیتے ہیں
(القمر : ۳۵) جس نے شکر کیا۔

ف : جس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہا — گویا اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا

○

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ○
(ابراھیم : ۷)

اور جب تیرے پروردگار نے پکار دیا۔ کہ اگر تم میرا شکر کروگے تو میں تمکو ضرور زیادہ دونگا۔ اور اگر تم نے ناشکری کی، تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔

ف : شکر نعمتوں کو بڑھاتا ہے — مَاشَاءَ اللہ!

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج (النمل : ۴۰)

اور جس نے شکر کیا، وہ اپنے ہی لئے شکر کرتا ہے

ف : شکر کا نفع شکر گذار بندے ہی کو پہنچتا ہے۔

○

وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج (لقمان : ۱۲)

اور جو شکر کریگا، وہ اپنے ہی لئے شکر کرے گا۔

ف : اللہ ہمارے شکر سے بے نیاز ہے، جس نے بھی شکر کیا اس کا نفع اس کی اپنی ہی جان کے لئے ہے

○

وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ط (زمر : ۷)

اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہارے لئے اس بات سے راضی ہوگا۔

ف : بے شک اللہ سبحانہٗ شکر سے راضی ہوتا ہے۔

○

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ○ (النسآء : ۱۴۷)

اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم نے شکر کیا اور ایمان لائے اور اللہ شکر کا عوض دینے والا جاننے والا ہے!

فتح : ماشاء اللہ ! اللہ ہمیں اپنے لطف و کرم سے شکر کی توفیق بخشے ۔ لاتعداد، لامحدود، اَن گنت، بے شمار شکر کی ـــ یا حی یا قیوم ـــ آمین !!

○

شُکرًا لِلّٰہِ تعالیٰ

اللہ نے بندے کو اپنی فطرت پہ پیدا کیا ہے ـــ جو شَے فطرت کو محبوب ہے، اللہ کو بھی محبوب ہے ـــ ! بندہ جب کسی بندے پہ احسان کرتا ہے، اُس کا شکر کرتا ہے، مشکور شاکر پہ خوش ہوتا ہے، گویا اس نے شکر کر کے اپنے محسن کے احسان کا بدلہ چُکا دیا ۔ یہ عام بندوں کا شُکر ہے ـــ ہم سب پہ اللہ کے لاتعداد لامحدود احسانات و انعامات ہیں ـــ دنیا میں کوئی بھی ایسا بندہ نہیں، جس پہ اللہ رب العالمین کے اَن گنت احسانات نہ ہوں، لیکن بندہ اللہ کا شکر گذار نہیں کسی بھی نعمت کا شکر یہ نہیں کرتا ۔ عموماً یہ سمجھتا ہے ۔ یہ نعمت جو اللہ نے مجھ کو دی ہے میرا حق

تھا۔ کہ مجھ کو ملے۔ اللہ جب کسی بندے سے نعمت روک لیتے ھیں اس پہ واویلا کرتا ھے۔ شکر یہ ھے۔ کہ

بندہ ھر حال میں، راحت میں ہو، یا تکلیف میں، اللہ کا شکر کرے، عوام راحت میں، اور خواص ہر حال میں شکر کیا کرتے ہیں ـــ اس لئے، کہ اُنہیں اس بات پہ حق الیقین ہوتا ہے، کہ اللہ حکیم ہے، اور حکیم کا کوئی فعل کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

نیز یہ کہ

وہ میری ماں سے سو گُنا زیادہ محسن و مربّی ہے، اُس نے جو بھی مجھ پہ نازل کیا ھوا ہے، میری ھی بھلائی کیلئے ہے، اگرچہ بظاھر مجھے اچھا محسوس نہیں ھو رھا۔ پھر بھی اس میں سراسر بھلائی پوشیدہ ہے

بَلاو وَبا پہ شُکر

کرنا اللہ کے مقبول بندوں کا قدیم دستور ہے کسی نے بھی نہ کبھی اعتراض کیا، نہ شکوہ، ہر کسی نے اللہ کی بھیجی

ہوئی ہر شے کو ایک تحفہ سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کیا۔ اور شکر کے سوا اور کبھی کچھ نہ کہا ـــــ ایسے لوگوں کے

یہ کلمات

اللہ کو ایسے محبوب ہوئے، کہ اللہ نے فخریہ اُن کا تذکرہ فرشتوں سے کیا۔ گویا اللہ اپنی مخلوق پہ خوش ہوا ـــ اور فرشتوں سے مخاطب ہوا ـــ کہ یہ ہیں میرے بندے جو میرے بھیجے ہوئے کسی بھی حال پہ کوئی اعتراض نہیں کرتے، شکر کرتے ہیں، اللہ نے پھر اُن شکرگذار بندوں کی یاد اپنے نیک بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ زندہ رکھی۔

اللہ ہمیں

ہر حال میں شکر کی توفیق بخشے

آمین! یا حیّ یا قیّوم!

شکر

اللہ رَبّ العٰلمین جب اپنے کسی ناچیز بندے کو کسی معاملہ میں آزماتا ہے، اور بندہ بے چارہ خاموشی سے برداشت کر کے اللہ کا شکر کرتا ہے، اللہ کی عظمت بیان کرتا ہے، اور یہ کہتا ہے، کہ یہ آزمائش اللہ ہی کی طرف سے آئی ہے، اور بلاشُبہ اپنے اندر بندہ ہی کے لئے بہت سی بھلائیاں لائی ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائیگی پھر اس پہ شکر کرتا ہے، شکوہ شکایت کا نام تک زباں پہ نہیں لاتا ـــــ اللہ خوش ہوجاتا ہے۔

اس کی ایک مثال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنئے ـــــ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اور جب کسی مسلمان کا بچہ مرجاتا ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، تم نے میرے بندہ کے بچّہ کی روح قبض کر لی ـــــ وہ عرض کرتے ہیں، ہاں اے پروردگار اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ جواب دیتے ہیں، اُس نے تیرا شکر ادا کیا ـــــ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھا۔ فرماتا ہے اللہ

تبارک و تعالیٰ ـــــ تم نے اس کے دل کا پھول توڑ لیا
وہ عرض کرتے ہیں ـــ ہاں اے پروردگار ! اللہ تبارک و تعالیٰ
عزّ وجلّ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے ـــ

میرے بندہ کیلئے جنّت میں ایک
مقام بناؤ، اور اُس کا نام
"بیت الحمد" رکھو !!

ترتیب شریف صفحہ ۵۵۷ ○ حصن حصین صفحہ ۳۸۴/۸۵

صَبْرًا جَمِيْلًا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (العمران : ۲۰۰)

مسلمانو! صبر کرو اور برداشت کرو اور (سرحد پر) گھوڑے باندھو اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ

○

وَاصْبِرُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (الانفال: ۴۶)

اور صبر کرو، بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

○

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (ہود : ۴۹)

پس صبر کر، بے شک نیک انجام پرہیزگاروں کا ہے

○

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (ہود : ۱۱۵)

اور صبر کر بیشک اللہ نیکوکاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتا

○

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

اور صبر کر اور بغیر اللہ کی مدد

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○ (النحل : ۱۲۷)

کے تیرا صبر ممکن نہیں ۔ اور ان پر غم نہ کر اور اُن کے داؤں سے تو تنگ دل نہ ہو

○

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ (طٰهٰ : ۱۳۰)

پس جو وہ کہتے ہیں، اس پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے چھپنے سے پہلے پاکی بیان کر اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کی دونوں طرفوں میں پاکی بیان کر

○

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ○ (الروم : ۶۰)

پس صبر کر، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے کہیں تجھے چھچھورا نہ بنا دیں

○

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

اور جو (تکلیف) تجھے پہنچی ہے، اس پر صبر کر ۔ بے شک یوں صبر کرنا

(لقمان : ۱۷) ہمت کے کاموں میں سے ہے

○

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وہ جو کہتے ہیں، اس پر صبر کر

(ص : ۱۷)

○

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ ○ (المؤمن : ۵۵)

پس صبر کر، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر

○

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ج (المومن : ۷۷)

پس صبر کر، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

○

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ

پس صبر کر — جیسا کہ باہمت رسولوں نے صبر کیا۔ اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کر

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○
(قٓ : ۳۹)

پس وہ جو کہتے ہیں، اس پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے پاکی بیان کر

○

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ○
(الطور : ۴۸)

اور اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور جب تو رات کو اٹھے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر

○

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
(القلم : ۴۸)

پس اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کر

○

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ○ (المعارج : ۵)

پس عمدگی کے ساتھ صبر کر

○

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ○

اور جو کچھ وہ کہتے ہیں، اس پر صبر کر۔ اور ان کو عمدگی کے

(المزمّل : ۱۰)	ساتھ چھوڑ دے
○	
وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○	اور اپنے پروردگار کے لئے
(المدثر : ۷)	صبر کر
○	
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	پس اپنے پروردگار کے حکم کا
الدھر : ۲۴	انتظار کر
○	
وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط	اور صبر اور نماز کے ذریعہ
البقرہ : ۴۵	سے مدد مانگو
○	
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا	مسلمانو! صبر اور نماز کے ذریعے سے
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (البقرہ : ۱۵۳)	مدد مانگو
○	
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○	بے شک اللہ صابروں کے
(الانفال : ۴۶)	ساتھ ہے
○	

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (العمران : ۱۴۶)

اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

○

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ (البقرہ : ۱۵۵)

اور ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ۔ اور صابروں کو بشارت دے

○

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (البقرہ : ۱۵۶)

ان کو، کہ جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

○

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

یہی ہیں، جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت

(البقرہ : ۱۵۷) پر ہیں

○

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (آل عمران : ۱۸۶)

اور اگر تم صبر کرو اور ڈرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

○

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ : ۴۳)

اور جس نے صبر کیا، اور درگذر کی، تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

○

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ○ (ھود : ۹)

اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں، پھر ہم اس رحمت کو اس سے علیحدہ کر لیں تو وہ ضرور ناامید ناشکرا ہے

○

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ

اور اگر ہم اس کو بعد تکلیف کے جو اُسے پہنچی ہو۔ نعمت کا مزہ چکھائیں

السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝
(هُود : ۱۰)

تو ضرور کہے، کہ بس اب مجھ سے تکلیفیں دور ہوئیں، بے شک وہ اترانے والا شیخی خور اہے

۝

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ
(ہود : ۱۱)

مگر جنہوں نے صبر کیا اور نیک کام کئے۔ انہیں کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے

۝

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
(النحل : ۱۱۰)

پھر بیشک تیرا پروردگار ان کے لئے جنہوں نے مبتلائے مصیبت ہونے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا، تو بیشک اس کے بعد تیرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

۝

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

تو جو تمہارے پاس ہے نبڑ جائے گا، اور جو اللہ کے پاس ہے باقی ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل : ۹۶)

ہم ان کو ان کے اچھے عملوں کے بدلے ضرور اجر دیں گے

○

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص : ۵۴)

یہی لوگ ہیں، جو اپنے صبر کے بدلے دُھرا اجر دیے جائیں گے۔

○

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (زمر : ۱۰)

صابروں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا

○

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ (الرعد : ۲۲)

اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی ذات چاہنے کے لئے صبر کیا۔ اور نماز کو قائم کیا۔ اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپا کر اور علانیہ خرچ کیا اور وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○

(الرّعد : ۲۳)

رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے، اور ان کے باپوں اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک بخت ہیں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہوں گے۔

○

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

(الرّعد : ۲۴)

(کہیں گے) تم پر سلامتی ہے اس لئے کہ تم نے صبر کیا۔ پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

○

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ○

(الفرقان : ۷۵)

یہی ہیں، جنہیں ان کے صبر کے بدلے بالاخانے دئے جائینگے اور ان میں ان پر دعائے حیات اور سلام ڈالا جائے گا۔

○

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہ

وَّمُقَامًا ○ (الفرقان: ۷۶) اچھی قرارگاہ اور قیامگاہ ہے

○

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ (العنکبوت: ۵۸)

اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے، ہم انہیں جنت میں جگہ دیں گے، جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔ عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے

○

اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ (العنکبوت: ۵۹)

جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں۔

○

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (المومنون: ۱۱۱)

آج میں نے ان کو ان کے صبر کا عوض دیا۔ بے شک وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

○

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ

اور اگر تکلیف پہنچاؤ تو صرف اتنی ہی

مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○
(النحل : ۱۲۶)

تکلیف پہنچاؤ، جتنی تمہیں پہنچائی گئی ہے، اور اگر تم صبر کرو تو وہ صابروں کے لئے بہت بہتر ہے۔

○

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ
(الاعراف : ۱۳۷)

جو لوگ کمزور کئے گئے تھے۔ ہم نے ان کو زمین کے مشرق اور مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، وارث کیا۔ اور تیرے پروردگار کا نیکی کا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا۔ اسلئے کہ انہوں نے صبر کیا۔

○

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ڬ
(السجدہ : ۲۴)

اور ہم نے ان کے صبر کے بدلے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے۔

○

اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ج (الانفال : ۶۵)

اگر تم میں بیس صابر ہونگے تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے

○

فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ج وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ الانفال : ۶۶

اگر تم میں سے سو صابر ہونگے، تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

○ ○

اللہ رب العلمین نے بندوں کو

صبر

کا حکم دیا ہے۔ کہ ہر تنگی، مصیبت، دکھ، درد، پریشانی، بیماری رنج و غم، ظلم و ستم، جبر و تشدد پہ

صبر کرو

یعنی اسے نہایت تحمل . . . سے برداشت کرو۔ نہ واویلا کرو، نہ شکوہ وشکایت ــ اسے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ سمجھ کر قبول کرلو۔ اور کسی کے خلاف نہ کچھ کہو، نہ کرو، اور نہ ہی اس پہ آہ وغم کرو ــ یہ کہو:ــــ

یہ جو کچھ بھی میرے ساتھ ہوا، اللہ ہی کی طرف سے ہوا ــ میری ہی بہتری کے لئے ہوا اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانے والا ہے،

جس بات کا اللہ رب العالمین بندوں کو حکم دیں، اس کی تعمیل ضروری ہے، بندے کی مرضی پہ موقوف نہیں۔ مرضی ہوئی مان لیا، نہ ہوئی نہ مانا ــ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ہر معاملہ میں صبر کا حکم دیا ہے، اور پھر صبر کرنے والوں کے لئے کیا کیا وعدے فرمائے ہیں ــ خود ہی صبر کی پوری وضاحت فرمادی ــ کہ

ایسا صبر کرو، جس میں کہ شکایت کا نام تک نہ ہو، یعنی ایسے رہو، جیسے کہ کسی نے کچھ کہا ہی نہیں ہوتا ــ اور کچھ کیا ہی نہیں ہوتا۔ پھر بہت سے عمدہ طریقوں کی تعلیم فرمائی، کہ جب

بھی کسی سے علیٰحدگی ضروری ہو — احسن طریقہ سے ہو۔ عموماً بندہ بندے سے لڑھجگڑ کر علٰحدہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العالمین نے ہمیں حکم دیا ہے، کہ جب تم کسی سے علٰحدہ ہونا چاہو تو جمیل یعنی بہت ہی پسندیدہ طریقہ سے علٰحدہ ہو۔ مثلاً یوں کہو — "کہ تو جیتا میں ہارا — تو طاقت ور میں کمزور — میں کسی بھی طرح تیری برابری کے لائق نہیں، اگر میں تجھے پسند نہیں، تو مجھے میرے حال پہ چھوڑ دے — اور مجھ سے درگذر فرما" اور علٰحدگی اختیار کر!

صبر کرنے والوں سے کیسے کیسے وعدے فرمائے سب سے بڑا یہ فرمایا — کہ

میرے بندے جب میرے حکم کی تعمیل میں میرے لئے کسی بات میں صبر کرتے ہیں — تو میں اُن کے ساتھ ہوتا ہوں اور پاس ہوتا ہوں، پھر فرمایا — میں اُن کو دوست رکھتا ہوں اور یہ ولایت کا قابلِ رشک مقام ہے۔ جو صبر کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے عنایت ہوتا ہے — یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

صبر

انسانیت کی تکمیل اور فقر کی زرہ بکتر ہے۔ اللہ ربّ العالمین اپنے چُنے ہوئے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے

○

کسان و مسلمان کی

ایک عمدہ مثال

پانچ بُنائے زراعت

ہر کسان کے پاس ان پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے — اس کے بغیر وہ کسان کہلانے کا مستحق نہیں :-

(۱) زمین (۲) بیل (۳) ہل

(۴) پنجالی (۵) بیج

اِن پانچوں کا ہونا ضروری ہے — اگر ان میں سے کوئی ایک نہ ہو — تو باقی چاروں کسی کام نہیں آتیں — مثلاً — بیج نہ ہو، تو باقی چاروں کا کوئی فائدہ نہیں — اسی طرح اگر

پنجالی نہ ہو، تو پھر بھی باقی چاروں بے سُود ہیں ــــ
ھَل نہ ہو، تو بھی باقی چاروں سے وہ کچھ نہیں کر سکتا ــــ
بَیل نہ ہوں، تو باقی چاروں کوئی فائدہ نہیں دیتیں ــــ اور
بالآخر اگر ــ زمین نہ ہو، تو گویا کچھ بھی نہیں،
یہ پانچوں چیزیں ہر کسان کے لئے لازم و ملزوم ہیں ــ
اور ہر ایک چیز کا دوسری سے چولی دامن کا ساتھ ہے ــــ

اِسی طرح

ہر مسلمان کے پاس اسلام کے پانچوں بناؤں کا ہونا ضروری ہے

(۱) کلمہ طیبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا مفہوم سمجھتا ہو، کہ اللہ کے بغیر کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ــ اور حضرت مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، زندگی کے ہر معاملہ میں ان کی اطاعت، اتّباع اور پیروی کرے۔

(۲) نمازی ہو ــ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ پڑھے۔

(۳) زکوٰۃ پابندی سے دے اور سارے مال کی پوری زکوٰۃ دے

(۴) روزے رکھے۔

(۵) حج کرے، اگر حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

مذکورہ پانچوں چیزیں

کسان و مسلمان کے لئے ضروری ہیں،

ان کے بغیر نہ وہ کسان کہلانے کا مستحق ہے

نہ مسلمان ـــــ پھر کسان کو زراعت میں

اور مسلمان کو مسلمانی میں ترقی کرنے کے لئے

بہت سی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے، کسان

کو مختلف قسم کے آلات ۔ کھاد یں اور زراعتی

علوم حاصل کرنا پڑتے ہیں ۔ اور مسلمان کو

اپنی مسلمانی کی تکمیل کے لئے پورے کا پورا اسلام

میں داخل ہونا پڑتا ہے، اس کی ہر شے ۔ کھانا

پینا، پہننا، رہنا، کاروبار و معاملات،

ہر شے اسلامی ہو

پھر ہے وہ کسان ۔ اور وہ مسلمان!

یا حی یا قیوم!

وما علینا الا البلاغ،

○

ظاہر و باطن کی موافقت

یہ جسمانی و روحانی ترقی کا دارومدار ہے

جب تک تن کے ساتھ من موافقت نہیں کرتا۔ کسی بھی شئے کی تکمیل ممکن نہیں ـــ ہمارا تن نمازی ہے۔ من نمازی نہیں اگر ـــ تن کے ساتھ من بھی نماز پڑھے، ـــ نماز ادا ہو۔ پھر وہ نمازی ہر قسم کی بیحیائی اور برائی کے کاموں سے باز رہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے۔ کہ :

"تحقیق نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکنے والی ہے"

ہم نماز پڑھتے ہیں، لیکن بے حیائی اور برائی کے کاموں سے باز نہیں رہتے، نماز ادا کر چکنے کے بعد نماز کے نور کی برکت سے ہر قسم کی بے حیائی اور برائی رک جانی چاہیئے تھی۔ لیکن رکی نہیں ـــ پس معلوم ہوا ـــ جس طرح نماز ادا کرنے کا حق ہے ـــ نماز ادا نہیں ہوئی۔

اس حکم پہ غور ضروری ہے کہ

ہم جتنے بھی نمازی ہیں۔ باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن ہماری نمازیں ہمیں بیحیائی اور بُرے کاموں سے نہیں

روک رہیں

○

دو باتیں

سب سے زیادہ خطرناک ہیں

حسد اور **دنیاوی مال کا جوڑنا** ——

ان دو ہی باتوں کی بدولت پرانی قومیں ہلاک ہوئیں!
ہمیں ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ہی سے روکا۔ لیکن ہم نہ رُکے —— ہر کوئی حسد کی آگ میں جل رہا ہے اور —— ہر کوئی دنیاوی مال جوڑنے کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے
اللہ اللہ کرنے والے سارا دن تسبیحات گھماتے رہتے ہیں۔ کوئی بھی بات دل میں نہیں اُترتی دِل جہاں لگا ہوا ہے لگا ہوا ہے۔ اگر زبان کے ساتھ دِل بھی اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر کے سوا کسی اور طرف مشغول نہ ہو۔ روشن ہو جائے۔ ماشآءاللہ

○

اللہ اللہ کرنیوالے

اللہ اللہ کے سوا کسی اور طرف مشغول نہیں ہوتے!

ہم اَللّٰہ اَللّٰہ کرتے ہیں ۔ لیکن دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، دل اپنی منزل کی جستجو میں بدستور محو رہتا ہے

مَعْلُوم ہُوا

ہمارے دِل کی جُستجو اللہ نہیں، اللہ کے سوا کچھ اور ہے - ورنہ اگر دل کو بھی اللہ ہی مطلوب ہوتا کسی اور طرف کیوں رُجوع کرتا - اللہ کے ذکر میں مصروف ہو کر اطمینان کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا!

ایک آدمی نے کوئی امتحان دینا ہے، وہ یہی پوچھتا ہے، کہ اُسے پڑھنے کو بتاؤ، تاکہ وہ پاس ہو جائے۔ اس کا دل امتحان کی کامیابی میں محو ہے ۔ اور اس کا اللہ اللہ کرنا اس کامیابی ہی کے لئے ہے ۔ دِل اپنی منزل کو پا کر ہی خوش ہو سکتا ہے۔

اگر ہم اللہ کی یاد میں ہمہ تن و من محو ہوں، پھر کسی اور مطلب سے ہمیں کوئی اور واسطہ نہ ہو ۔ نہ ہی کسی سے کسی بھی معاملہ میں بحث و مباحثہ کے لئے کوئی فرصت ہو۔

اللہ کے ذکر کی لَذّت

میں مسرور ہو کر اپنے دھیان میں مگن رہیں

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

جسمانی قوّت

روحانی منزل کے لئے جسمانی طاقت اتنی ہی ضروری
ہے، جتنی کہ مادی کام کاج کے لئے
خون کا جوہر انسانی جسم الوجود کا

نور

ہے، جس کے بغیر کوئی منزل کبھی چل نہیں سکتی، دینی ہو
یا دنیوی ـــ اور اس کی حفاظت ایسی ہی ضروری ہے
جیسی کہ جان کی ـــــ آپ اس پہ
غور فرمائیں، کہ

انسان کے سوا تمام حیوانوں قدرتی نظام کے
ماتحت اور انسان اپنی خواہش کے ماتحت
جنسیات میں مصروف ہوتا ہے۔ یہی وجہ
ہے۔ کہ انسان اپنی صحت برقرار نہیں رکھ
سکتا، اور ہمیشہ طرح طرح کی امراض میں مبتلا رہتا ہے

یہ بات بھی قابلِ غور ہے۔ کہ انسان

اَشرَفُ المَخلُوقَاتْ ہے

لیکن

بعض دفعہ اسے ٹی، بی کے ناچیز کیڑے کھا کر
ختم کر دیتے ہیں

خون کے جوہر کی کمی کو کوئی خوراک اگرچہ
کیسی ہو، اور کتنی ہو، کبھی پورا نہیں کر سکتی
اور تمام جسمانی امراض الف تا ی اسی کمی
کی بدولت پیدا ہوتی ہیں

جس کے جوہر میں

انسانی آفرینش کا مادہ موجود ہو۔ اگر
اس کی حفاظت کی جائے، تو انسانی تخلیق
کی بجائے انسانی کارآمد ایجادات کا
ظہور ہو

ماشاء اللہ!

○

یہاں تک ـــ یہ اکتسابی علم ہے ـــ

اب فقیرانہ و قلندرانہ سنئے ـــ

اللہ کی قسم ـــ

اللہ کی عزت و عظمت و حرمت کی قسم ـــ

اللہ مالک الملک اور قادر المقتدر ہے ـــ جو چاہتا ہے جب چاہتا ہے ـــ جیسے چاہتا ہے، کرتا ہے، اُسے کوئی روک نہیں سکتا ـــ اور وہ کبھی رُک نہیں سکتا ـــ لوح، قلم، قدر قضا ـــ اس کے حضور میں کوئی وقعت و منزلت نہیں رکھتے ـــ وہ جب چاہے، جیسے چاہے، ہر شئے کو بدلنے پہ قادر المقتدر ہے، اور ہم اُسی رب کے بندے ہیں جو ایسی صفتوں والا ہے اگر اُس کی لکھی ہوئی تقدیر اٹل ہوتی، اور وہ اپنا لکھا ہوا کوئی فیصلہ کبھی نہ بدلتا ـــ تو پھر اُس کے حضور میں عجز و نیاز کا کیا فائدہ ہوتا ـــ

ایک جج نے ایک مجرم کو پھانسی کی سزا کا حکم سُنا دیا ـــ اگر مجرم کے وارثوں کو حق الیقین ہو جائے، کہ اب جج کے جاری کردہ حکم کو کوئی تبدیل نہیں کر سکے گا، کہیں اپیل کی کوئی

گنجائش نہیں ۔ تو پھر وہ وارث اس جج کی کبھی منت سماجت نہیں کرتے ۔ یہاں تک کہ سلام تک بھی نہیں کرتے ۔ جب انہیں یہ پتہ چل جائے، کہ جو حکم جج نے دے دیا ہے، پورا ہو کر رہے گا، ہرگز بدل نہیں سکتا، پھر جج کی خدمت میں منت و سماجت سے کیا حاصل ؟

یہی حال اللہ کی تقدیر کا ہے ۔

اگر اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر اٹل ہوتی، اُس میں بدلنے کی مطلق گنجائش نہ ہوتی، تو پھر وہ یہ کبھی نہ فرماتے ۔ کہ میرے بندوں کو کہہ دو ۔ کہ

۱ :- میں غفورٌ رّحیم ہوں

۲ :- میرے بندوں سے کہہ دو، کہ مجھ سے مانگیں اور میں دوں گا ۔

۳ : مجھ سے دُعا کریں، میں قبول کروں گا ،

بندہ

اللہ رب العٰلمین کے کرم کو کبھی سمجھ نہیں سکتا، اللہ کا کرم لامحدود، اور وہ کریم بے مثال ہے ۔ اللہ

اکرم الاکرمین ہے، اور اس کے کرم کی وسعت مخلوق کے ادراک میں نہیں آسکتی

ہم اس بات کے قائل ہیں ۔

ہم نے جو بھی اُس سے مانگا، جب بھی مانگا۔ جتنابھی مانگا ۔ وہی اُس نے دیا۔ اُسی وقت دیا ضرورت سے زیادہ دیا۔ ہر کسی کو دیا۔ بلاتمیز مومن و کافر دیا۔ ہر سائل کے سوال کو سُنا، پورا کیا، بھرپور کیا۔ کسی کو بھی اور کبھی بھی اپنے دَر سے خالی نہ لوٹایا۔

کسی اور کے ایمان کی تو ہمیں کوئی خبر نہیں البتّہ ہمارا ربّ

رحمٰن و رحیم و کریم و قدیر و غفور ہے، اُس کے خزانے بھرپور اور کسی بھی خزانے میں کسی بھی شے کی کبھی کمی نہیں وہ سب کی سُنتے، سب کو دیتے، سب کے خالق، سب کے مالک، سب کے حافظ، سب کے رازق، سب کے والی اور وارث ہیں۔

یا حیّ یا قیّوم

جس قطرے کو جب چاہے دریا کر دے
شاہ کو گدا اور گدا کو بادشاہ کر دے

○

اگر اللہ

اپنے بندے کے لکھے ہوئے لیکھوں
کو کبھی نہ بدلتے — بندوں کو کیوں ایسی ترغیبات دیتے

مثلاً

یہ کہ — میرے بندوں کو میری یہ بات
یہ بات بتا دو — کہ وہ اگرچہ کیسے ہی گنہ
گار و خطا کار و بدکار ہوں، پھر بھی میری
رحمت سے کبھی نا امید نہ ہوں،

اور یہ حکم

سب بندوں کے لئے یکساں ہے — جیسا
مومنوں کے لئے ہے — کافروں کے لئے بھی
ہے، — اللہ کی رحمت سے کوئی بے نیاز
نہیں ہو سکتا، اور — اللہ کی رحمت

ہر شے پہ ہوتی ہے — یہی رحمت
کی شان اور یہی اللہ کا دستور ہے،

اللہ کی مدد کو

اللہ اللہ! — کیونکر کوئی سمجھ سکتا ہے۔؟

جب

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام

کے بھائیوں نے حضورؑ کو رسّی سے باندھ کر کنوئیں میں لٹکایا، اور پھر تلوار سے رسی کو کاٹ دیا، تاکہ وہ کنوئیں میں جا گریں، جس وقت آپ کنوئیں کے آدھ تک جا پہنچے — اللہ نے

جبریلؑ علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ خبردار! دیکھنا — کہیں میرا دوست کنوئیں میں نہ جا گرے — حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا یہ حکم سُن کر ساتویں آسمان سے پرواز کر کے — اتنی جلدی پہنچے — کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو پانی تک پہنچنے
سے پہلے پہلے اپنے پروں پر بٹھا لیا۔
حب تک میری جان! میرے محترم! ـــــ اللہ
ربّ العالمین کے متعلق آپ کو ایسا یقین حاصل
نہیں ہوتا ـــ ان چاروں میں سے کوئی بھی مقام
پوری طرح سے طے نہیں ہوتا
یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ!

○

اسی طرح جب

حضرت سیّدنا ابراھیم خلیل اللہ

نے اپنے فرزندِ ارجمند

حضرت سیّدنا اِسمٰعیل ذبیح اللہ

کو ذبح کرنے کے لئے منہ کے بل گرایا، اور
چھری تیز کر کے گلے پہ رکھ دی گئی، حضرت
یوسف علیہ السّلام جمیل اللہ کی

طرح عین اُس وقت، جبکہ چھُری گلے پہ چلنے والی تھی
جبریل علیہ السّلام کو فوری حکم دیا۔
کہ اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السّلام کا بال
تک نہ کٹے — اور جنّت سے ایک دُنبہ
چھُری کے نیچے دیا جائے — چنانچہ ایسا
ہی ہوُا — حضرت اسمٰعیل علیہ
السّلام ذبیح اللہ کی جگہ دُنبہ
ذبح ہوُا

○

آپ کو واضح ہو — کہ

اللہ ربّ العٰلمین

جب بھی کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں،
تو اُسے کسی تردّد سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا — وہ
وہ صرف
دو حرف فرماتے ہیں

کُنْ

پس جو وہ کرنا چاہتے ہیں،

اُسی وقت ھو جاتا ہے!

یا حیُّ یا قیّوم

○

یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا حیُّ یا قیّوم!

بندہ کا ھر معاملہ

تیری "کُنْ" کا محتاج ہے

تیری قسم

بندہ بھی کسی تدبیر و تکلّف سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا

ہر وقت ہر حال میں

تیری رحمت کا امیدوار اور

تیری "کُن" کا منتظر ہے

اٰمین! یاحیّ یاقیّوم

○

آخر میں

بندہ آپ کی خدمت میں گناہوں کی معافی کے لئے چند دُعائیں پیش کرتا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اٰمین

○

جب کوئی گناہ سرزد ہو، تو اللہ سبحانہٗ کے حضور میں ہاتھ اٹھا کر یوں کہو،

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب کسی شخص سے کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو، اور وہ اللہ سے توبہ کرنا چاہے، تو اللہ عزّوجل کے سامنے ہاتھ اٹھا کر کہے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْھَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْھَا اَبَدًا (ایک بار)

ترجمہ (اے اللہ! میں تیرے سامنے (ان گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں (اور) اب کبھی نہیں کروں گا)

تو اس کے (تمام گناہ اور قصور) معاف ہو جاتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دوبارہ ان گناہوں میں مبتلا نہ ہو۔"

ابی الدرداءؓ / حاکمؒ / حصن حصین ص ۳۳۲/۳۳۳

ترتیب شریف صفحہ ۱۳۵۴/۱۳۵۵

○

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا۔ ہائے گناہ، ہائے گناہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (یوں نہ کہو، بلکہ) کہہ:۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (۳ بار)

ترجمہ (اے اللہ! میرے گناہوں سے تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے)

چنانچہ اس نے کہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "پھر کہہ" اس نے دوبارہ کہا — پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — "پھر کہہ" اُس نے تیسری مرتبہ پھر کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — "کھڑا ہو جا! اللہ تجھے بخش دیا۔

جابر بن عبداللہؓ / حاکمؒ / حصن حصین ص ۳۳۲ ۳۳۳

ترتیب شریف صفحہ ۱۱۵۵

○

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا — کہ استغفار کس طرح کریں — آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ایار

ترجمہ

اے اللہ! ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، اور

ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

عمل الیوم واللیلہ / ابن سنی صفحہ ۹۹ شمار ۳۸۱

ترتیب شریف صفحہ ۱۱۵

○

حضرت اسمار بن فزاریؓ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو یہ فرماتے سنا۔ کہ میں ایسا شخص تھا۔ کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ اس سے جتنا چاہتا نفع پہنچاتا۔ اور جب مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی حدیث بیان کرتا۔ تو میں اس سے قسم لیتا۔ جب وہ میرے کہنے پر قسم کھا لیتا۔ تب میں اس کی تصدیق کرتا۔ اور حضرت ابوبکرہؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی، اور انہوں نے سچ فرمایا انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ کوئی شخص بھی جب گناہ کرتا ہے، پھر اٹھ کر پاکی (و طہارت) حاصل کرتا ہے، اور پھر نماز پڑھتا ہے اور نماز کے بعد اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگتا ہے، تو اللہ تعالےٰ ہر ایسا کرنے والے کا گناہ بخش دیتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت

پڑھی ــ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ .. الخ (آل عمران) (اور وہ لوگ جن کا حال یہ ہے۔ کہ جب کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں، یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو خوب یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا کون ہے، جو گناہ معاف کرتا ہے، اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے، یہی وہ لوگ ہیں، جن کا بدلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بخشش کی صورت میں ملتا ہے (اور آخرت میں) ان کے لئے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۶۷ شمارہ ۸۶۵

ترتیب شریف صفحہ ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴

○

دین بمنزلہ روح افزا شربت ہے

دین کی شربت کی بوتل میں

جب — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت

محمد کی

محبت کی بوند

ڈال دی جاتی ہے

شرابا طہورا بن جاتی ہے

جو اسے ایک بار پی لیتا ہے، مخمور ہو جاتا ہے،
پھر اس کا خمار کبھی نہیں اترتا — یہاں تک کہ
بعد از مرگ قبر میں بھی —
اسی سوز و گداز میں رہتا ہے!

دین کی جس محفل میں

حضورِ اقدس ﷺ

جلوہ افروز نہیں ہوتے ——

—— بے کیف ہوتی ہے

آپؐ کی شان و سیرت کا تذکرہ ہی۔

بزمِ ہستی کی روحِ رواں ہے!

آپ کی شان و سیرت کا ذکر

کون و مکان کی ہر شے کو محبوب ہے!

لاریب!

○

امروز سعید دوشنبہ ۲۶ جمادی الاوّل ۸۹ ۱۳ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلۂ اشاعت ۴۷
دعوت و تبلیغ الاسلام

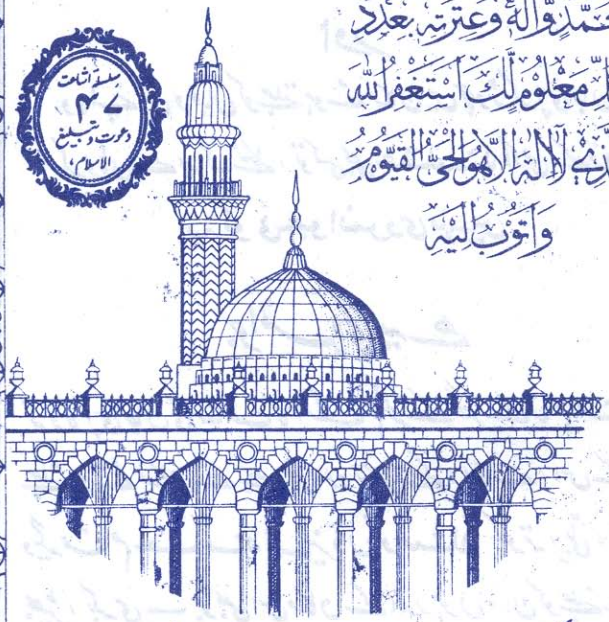

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

از افادات محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جائے

اور

وہ اپنے اہل و عیال کو جلتے ہوئے مکان میں چھوڑ کر اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلے، تو کسی بھی عقلمند آدمی کے نزدیک

یہ کوئی جوانمردی نہیں

جوانمردی یہ ہے

کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کا انتظام کر کے گھر کے تمام افراد کو جلتے ہوئے مکان سے جیسے بھی وہ نکال سکے، نکالے، اس کے بعد دیگر تمام جاندار چیزوں کو مثلاً کبوتر، بلّی، مُرغی، بھیڑ، بکری — جو بھی اس مکان کے اندر ہوں، ان کو جلنے سے بچائے جب تمام جاندار چیزوں کو نکال چکے، تو پھر اپنے خانگی سامان کی طرف متوجہ ہو — اس میں سے جتنا سامان بھی نکال سکے نکالے۔ اگر سامان کا نکالنا اس کی جان کے لئے خطرے کا باعث ہو، تو۔ کبھی ہاتھ نہ لگائے — مال و اسباب کا بچانا ضروری نہیں۔ جانوں

کو آگ سے بچانا ضروری ہے۔ یہی معاملہ اللہ کے

دینِ اسلام کی تبلیغ

کا ہے۔ کسی آدمی کا تقویٰ اختیار کر لینا، یعنی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مان لینا اگرچہ اس کی اپنی جان کے لئے دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہے، لیکن کافی نہیں، اپنی جان کے ساتھ وہ ان تمام جانوں کا، جن کا کہ اللہ نے اُسے حاکم بنایا ہے اُسی طرح دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذمہ دار ہے۔ جس طرح کہ اپنی جان کا

کسی بندے کا تقویٰ اختیار کر لینا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مکمل تابعداری نہیں، تابعداری کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی پوری کوشش کرے، اور پھر اپنی جان ہی کی طرح اپنے کنبے کے ہر چھوٹے بڑے کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی بھی پوری کوشش کرے دین میں کنبے کا لفظ بہت وسیع ہے، اپنے اہل وعیال

سے لے کر اللہ کی ساری مخلوق کنبے میں شامل ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے

اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو اللہ کے کنبے کے

ساتھ احسان کرے"

احسان کا لفظ اپنے اندر بے شمار معانی رکھتا ہے۔ مثلاً دنیاوی معاملات میں اس سے مروّت، نرمی، شفقت اور اخلاق سے پیش آئے، یہ احسان دنیوی آسائش و استراحت کا موجب ہے۔ بہترین اور ابدی احسان یہ ہے۔ کہ بندہ اسے دوزخ سے نکال کر جنت کی طرف لائے، یعنی ہر برے کام سے روکے اور ہر نیک کام کی دعوت دے۔ جن کاموں سے اللہ اور اللہ کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، انہیں کروائے، اور جن کے کرنے سے وہ ناخوش ہوتے ہیں، ان کے کرنے سے ہٹائے۔

اور

یہ کام کسی مخصوص محلّہ، بستی، قصبہ، شہر تک محدود نہ ہو۔ روئے زمین پر بسنے والی ہر مخلوق کے ساتھ ہو۔ اور جب

تک جان میں جان رہے — دین کی دعوت کا یہ فریضہ پوری آب و تاب سے جاری و ساری رہے — کوئی ناکامی اور کوئی رکاوٹ اسے اس فرض کی ادائیگی سے ہرگز روک نہ سکے۔ اللہ کا حکم سنانے والے اللہ کی خوشنودی کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں رکھا کرتے۔ اللہ کے بندے اللہ کے ملک میں اللہ کے لئے اللہ کے بھروسے پہ اللہ کا حکم سنانے پھرا کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی واسطہ نہیں رکھا کرتے۔ سب کے ہو کر سب سے بیگانے رہا کرتے ہیں، کسی سے کوئی امید نہیں رکھتے، اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرا کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی راہ میں چلنے کی توفیق عنایت فرمائے — آمین !!

یہاں سدا نہیں رہنا، اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے — یہ دین نہ تقریر سے پھیلا ہے، نہ تلوار سے۔ یہ دین عملی نمونے سے پھیلا ہے اور اخلاق سے — اسلام محض تقریر سے نہیں، نمونے سے پھیلا ہے، عمل تبلیغ کی وہ خاموش تقریر ہے، جس کا وار کبھی خالی نہیں

حباتا - قال کے ساتھ حال ضروری ہے ۔ قال محض قال ہے ، کوئی اثر نہیں رکھتا ، کہنے والے کا حال قال کے عین مطابق ہونا ضروری ہے - جو وہ کہے اُسے کرتا بھی ہو - اور جو کرتا ہو ، وہی کہے -

ہمیں یہ دین

صحابہ کرامؓ

کی بدولت نصیب ہوا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرامؓ کی ایک سی زندگی تھی ، سب کے سب ایک سا لباس پہنتے ، نہایت سادہ موٹا اور ظاہری نمائش کا نام تک نہ ہوتا ۔ جب تک کوئی کپڑا پیوند لگانے کے لائق رہتا ۔ پیوند پہ پیوند لگاتے رہتے ۔ بالکل نہ بدلتے ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ ۔ حضرت امیر المؤمنین

عمر فاروقؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعہ کے دن مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے، اور میں پہلی صف میں ان کے قریب بیٹھا تھا۔ میں نے آپؐ کے جُبّہ کے اگلے حصّے پہ کوئی بہتّر (۷۲) پیوند گنے، بہت سادہ کھانا کھاتے، اور کسی کے بھی دسترخوان پہ ایک سے زیادہ کھانا نہ ہوتا۔ ہماری طرح دسترخوان پہ طرح طرح کے پکوان نہ چنے جاتے، ایک دسترخوان پہ ایک ہی کھانا ہوتا، اور سب کے لئے ایک سا ہوتا۔ سب مل کر کھاتے۔ ہاتھ سے کھاتے اور کھا چکنے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹتے۔ کھانے کا برتن اسی وقت صاف کرتے، ہماری طرح پیٹ بھر کر نہ کھاتے۔ زندہ رہنے کے لئے کھاتے، ہماری طرح نہیں، کہ کھانے کے لئے زندہ رہتے۔ اگر کبھی کسی کی صحت میں خرابی پیدا ہوتی، روزہ رکھتے، عموماً پیٹ کی بیماریوں کا علاج روزہ ہی سے کرتے۔

ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔
اللہ رب العلمین کے حبیب ہیں!

اور

یہ ساری کائنات آپؐ ہی کے لئے بنائی گئی۔ لیکن آپؐ کے کھانے کا یہ حال تھا، کہ بعض اوقات پورا مہینہ گذر جاتا، کہ آپ کے چولھے میں آگ نہ جلتی، اور آپؐ

کا کھانا خشک کھجور اور پانی ہوتا۔ ہماری طرح آپؐ کسی کھانے کا ذخیرہ جمع نہ رکھتے۔ آپؐ کو یہ حق الیقین تھا کہ روزی روز ملتی ہے، آج کا رزق آج ہی کے لئے ہے، پس آج ہی کھایا جائے۔ کل کی روزی کل ملے گی، جو رزق اللہ آپؐ کے لئے بھیجتا۔ جب تک اُسے کھا نہ لیتے یا مساکین میں تقسیم نہ فرما لیتے، نہ بیٹھتے۔ اور رزق میں ہر شئے شامل تھی، یہاں تک، کہ درہم و دینار بھی۔ شاہِ کُل ہو کر آپؐ کے ہاں اکثر فاقہ رہتا۔ دانشوروں کے لئے

فاقہ اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے

جو اپنے محبوب بندوں کو دیا کرتے ہیں ـــــ فاقے کے ساتھ فہم ضروری ہے، ورنہ فاقہ کش اس نعمت پہ شکر کی بجائے ہمیشہ شکوہ کرتے ہیں۔

جب آپؐ کے صحابہؓ کے ہاں کھانا پکتا، تو اس کھانے کو تحفہ کے طور پہ دوستوں کے ہاں بھجواتے، تقریباً ہر کسی کو اپنے بھائی کے حال کا پتہ ہوتا۔ کہ فلاں آج کس حال میں ہے

ایک دفعہ

حضرت صدیق اکبرؓ فاقے کی حالت میں گھر سے نکلے

خیال تھا، کوئی ان کی دعوت کرے اور وہ قبول کر لیں۔
پھر حضرت عمرؓ بھی اسی حال میں اسی نیت سے اپنے
گھر سے نکلے۔ اور ہمارے تاجدارِ مدینہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک موڑ پہ ان دونوں سے ملے — اور
صدیق اکبرؓ سے پوچھا "کہاں جاتے ہو؟ انہوں
نے کہا — "کئی روز سے کھانا نہیں ملا۔ اس نیت سے گھر
سے نکلا ہوں! کہ کوئی دوست راہ میں ملے اور کہے — کہ
میرے گھر چلئے اور کھانا کھائیے، پھر میں اس کے ساتھ چلوں
اور کھانا کھاؤں"
پھر عمر فاروقؓ سے پوچھا — "آپ کہاں جانے کا
ارادہ رکھتے ہیں؟
انہوں نے عرض کی — "میں بھی اسی نیت سے گھر سے نکلا ہوں"!
میرے مولائے کریم رؤوف الرّحیم روحی
فداہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہ ہنس
پڑے، اور فرمانے لگے — کہ
"اسی نیّت سے میں بھی گھر سے نکلا ہوں"!
اب جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں،

ہمیں ان کے حال سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں،
ہمارے باورچی خانے رات دن گرم رہتے ہیں۔ طرح
طرح کے پکوان پکتے ہیں اور ہم ہر وقت کھاتے رہتے ہیں، پھر
بھی ہماری طبیعت سیر نہیں ہوتی، اور نہ ہی شکر کرتے ہیں
ہر ایک کھانے کی مذمت کرتے ہیں۔ اور کسی بھی کھانے پہ
شکر نہیں کرتے۔ رمضان کے مہینے میں سحری کا کھانا
دو دنوں کے کھانوں کی مقدار سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ شام
کو عصر کے وقت ہی سے افطاری کی تیاری شروع کر دی
جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا اور اتنا کھاتے ہیں ۔۔ کہ
کھانا کھانے والا خود حیران ہوتا ہے، کہ اتنی اور ایسی مقدار
میں یہ کہاں کھپایا گیا

وہ فاقہ مست تھے اور حق پرست تھے ۔۔
پھر کیونکر وہ دنیائے عالم کو فتح نہ کرتے

حضرت خالد بن ولید

نے جب یروشلم کا محاصرہ کیا۔ اور ایک مدت وہاں خیمہ زن
رہے، اندر داخل ہونے کی کوئی سبیل نظر نہ آئی۔

ایک دن آپؓ کی افطاری کے لئے جو کھانا آپؓ کے خیمے میں رکھا گیا۔ اُسے ایک کُتا اٹھا کر لے گیا۔ آپؓ نے اپنے خادم سے کھانا طلب نہیں کیا — اس خیال سے کہ شاید کھانے کی کوئی چیز موجود ہی نہیں، جو کھانا نہیں پکایا۔

حسبِ معمول خادم نے دوسرے دن اُسی خیمے میں کھانا رکھا وہی کُتا پھر اسے اٹھا کر لے گیا۔ آپؓ جب شام کو گھر آئے، اور دیکھا — کہ کھانے کی کوئی چیز نہیں، پھر خاموش رہے، یہی سوچا — کہ شاید کوئی چیز نہ ہو گی۔ تیسرے دن پھر اُسی طرح ہوا، اور آپؓ نے اپنے خادم کو بلا کر کہا — کہ مجھے افطاری کے لئے تین دن سے کوئی بھی چیز نہیں ملی۔ اس پہ خادم نے عرض کیا — کہ وہ تو حسبِ معمول آپ کا کھانا خیمے میں رکھ آتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ آپ نے کھا لیا ہو گا۔ اگر یہی واقعہ اس دنیا میں بسنے والے کسی بھی معیار کے متقی مسلمان سے ہو — تو نامعلوم کیا کچھ کرے — آسمان سر پر اٹھا لے — خالدؓ نے اس پہ بڑا غور فرمایا، اور خادم کو حکم دیا۔ کہ حسبِ معمول آج بھی وہ کھانا تیار کر کے اس خیمے میں رکھے،

اور پھر چھپ کر دیکھے ۔ اسے کونسی چیز کہاں لے جاتی ہے
چنانچہ اس نے دیکھا ۔۔۔ کہ شہر کی طرف سے ایک کتا آیا،
اور کھانے کو اٹھا کر لے بھاگا۔ خادم نے اس کا تعاقب
کیا، اور دیکھا، کہ شہر کی فصیل میں ایک چھوٹا سا شگاف
ہے۔ جس میں سے وہ کتا شہر سے باہر آتا اور کھانا اٹھا کر
اندر چلا جاتا ہے۔

جب خالدؓ کو پتہ چلا۔ تو اس نے شکر کیا۔ اور کہا۔
کہ اب ہماری فتح کی امید ہے۔ پھر اس مقام کا پورا فوجی معائنہ
کیا۔ اس شگاف کے سوا شہر کی ساری فصیل میں کوئی رخنہ
نہ تھا۔ جس سے کہ وہ اندر داخل ہوتے

اُس زمانے میں حضرت بارود نے میدان جنگ میں قدم
نہ رکھا تھا۔ اور نہ ہی کوہ شکن آلات ہوا کرتے تھے۔ پس
صحابہؓ کی چھوٹی سی جماعت سر پہ کفن باندھ کہ اس شگاف
کے بیچ میں سے پیٹ کے بل رینگتی ہوئی شہر میں داخل
ہو گئی۔ جن کے پیٹ بھاری تھے، وہ اس میں سے گذر نہ
سکے، اور اس کا انہیں بڑا قلق ہوا۔

جب سب اندر جا داخل ہوئے، اندر جا کر یلغار کی

اور نعرۂ حق بلند کر کے اہالیانِ شہر پر حملہ آور ہوئے، تو انہوں نے ان کی دہشت کی تاب نہ لاتے ہوئے ہتھیار پھینک دیئے شہر کی ملکہ نے فیصلہ دیا —

"کہ ان میں وہ تمام نشانات — جن کی کہ انہیں خبر دی گئی ہے - پائے جاتے ہیں، ہم انہیں کسی بھی طرح فتح نہ کر سکیں گے - ان کے سامنے ہتھیار پھینک دینے کے سوا کوئی دوسری راہ ہی نہیں"

یہ

لاکھوں صحابہؓ کے کروڑوں واقعات میں سے ایک واقعہ ہے —

ہماری تاریخ

ایسے واقعات سے اٹی پڑی ہے — لیکن ہمیں اسے پڑھنے کی کبھی فرصت نہیں - ہماری عمر کلائیو اور وارن ہسٹینگز کے مکارانہ اور ظالمانہ زندگی کے دور کو یاد کرنے میں مصروف رہی، اور ہمیں سنّوں کے ساتھ انہیں یاد کرنا پڑا - کاش! ہمارے بچوں کو صحابہ کرامؓ کی سیرت کی سیر کرائی جاتی — ایسے واقعات

کو از بر کرایا جاتا۔ یہ تاریخ ــــ قوم کی کایا پلٹ دیتی ــــ بچپن کا علم پتھر پہ لکیر ہوتا ہے کاش! بچپن میں بچّوں کو اس سیر سے روشناس کرایا جاتا ــــ یا حیُّ یا قیومُ!

یہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کا فیض تھا جو بات آپ سے سُن لیتے، اسی وقت اسی طرح مان لیتے مزید تلقین و ترغیب کے محتاج نہ ہوتے، جب حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ــــ

"خبردار! یہ دنیا ملعون ہے، اور جو چیز دنیا کے اندر ہے، وہ بھی ملعون ہے، مگر ذکرِ الٰہی اور وہ چیز جس کو اللہ پسند فرماتا ہے، اور عالم اور علم حاصل کرنے والا۔"

(ترمذی عن ابنِ عبّاسؓ)

اُسی وقت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے دفعتہً منہ موڑ لیا، ہر شَے سے دست بردار ہو گئے، اور پھر جیتے جی کبھی دنیا کی طرف راغب نہ ہوئے

جب یہ سُنا کہ :ــ

" اے ابنِ عمرؓ! دُنیا میں اس طرح رہ۔ گویا کہ تو ایک مسافر ہے، اور اپنے آپ کو اُن مُردوں میں شمار کر، جو قبروں میں ہیں (بخاریؒ)

پھر واقعی وہ مسافروں کی طرح رہے، اور اپنے رہنے کے لئے محل تعمیر نہ کئے، انہیں یہ ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ کہ رہنے کے لئے کوئی عمدہ گھر بنائیں۔ جہاں جس کو کوئی ٹھکانا مل جاتا، رہ لیتے۔ اکثر مساجد میں رہتے، اور اپنے پاس اپنی ضرورت کے سوا کوئی اور سامان نہ رکھتے، صحابہ کرامؓ کی ساری دنیا ایک بقچی سے زیادہ نہ ہوتی، اور وہ بقچی زندگی کی ساری حاجتوں کی کفیل ہوتی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے سے پہلے اور دنیاداروں کی طرح وہ بھی دنیا ہی کے غلام ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب ان پر دنیا کی بے ثباتی کا انکشاف ہوا۔ یکسر بدل گئے۔ پھر کبھی دنیا کے پیچھے نہ پھرے۔ بلکہ دُنیا ان کے پیچھے پھری

ساری دنیا صرف تین ہی کاموں میں مصروف ہے۔

اوّل کھانے میں مصروف ہے، ہر کوئی شب و روز انواع و اقسام کے کھانوں کے اہتمام میں بھاگا بھاگا پھرتا ہے، پھر بھی کھا کر سیر

نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کبھی شکم کرتا ہے۔ رو غنی غذاؤں کی کثرت معدے کا توازن بگاڑ دیتی ہے۔ اسی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں کا شکار بنا رہتا ہے۔

اسی طرح باقی ماندہ دن ملبوسات کی سلائی و دھلائی و صفائی کی نذر ہو جاتا ہے۔ بعض صاحب دن میں کئی کئی مرتبہ لباس تبدیل کرتے ہیں۔ ایک آدمی کے پاس پہننے کے لئے درجنوں کپڑے ہوتے ہیں، لیکن وہ پھر بھی اپنے لئے کپڑے تیار کرواتا رہتا ہے۔ ایک آدمی کے پاس اتنے کپڑے ہوتے ہیں، کہ ان کا حفاظت سے رکھنا ایک معمہ بن جاتا ہے۔ اور یہ **دوسرا شغل** ہے۔ کہ جس میں انسان مشغول رہتا ہے۔

امیروں کے مکانات ہمیشہ بنتے رہتے ہیں۔ انسان کی ساری عمر کی کمائی ان تینوں ہی کاموں نے کھائی، اور آخرت کے لئے کسی نے ایک پائی بھی نہ بچائی۔ دنیا کی کمائی دنیا ہی نے کھائی۔ انسان کی توجہ لذت و زینت و راحت و شہرت کے کاموں میں اس قدر لگی ہوئی ہوتی ہے، کہ دین کے کسی بھی کام کے لئے اسے کوئی وقت میسر نہیں آتا۔ دنیا کے کاموں کو ہر آدمی نے اتنا وسیع کیا ہوتا ہے کہ دین کے لئے کوئی بھی وقت نہیں بچتا۔ رات کو تھک کر سو جاتا ہے

دن کے خیال رات کے خواب بن جاتے ہیں۔ اسی حال میں صبح اٹھ کر اپنی منزل پہ پھر سے گامزن ہو جاتا ہے — یہ ہر روز ہونا ہے — اور یہ بندے کی زندگی کی منزل ہے۔

اے تہذیبِ حاضرہ کے دلدادہ! وہ صحرا نورد بوریہ نشین اللہ کی توحید کا امین تھا۔ وہ اپنے لئے نہیں اللہ کے لئے جیتا تھا۔ اُسے اپنے کھانے پینے اور رہنے کی کسی بھی چیز کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ سچ پوچھئے — جب اُسے بھوک لگتی، جیسے بھی اللہ رزق پہنچاتا۔ کھا کر شکر کرتا۔ حلوہ ہو، یا نانِ جویں — یہاں تک کہ درختوں کے پتوں پر بھی اکتفا کرتا۔

اللہ نے انہیں رعب بخشا تھا۔ کسی کو بھی ان کے سامنے دم مارنے کی جسارت نہ ہوتی۔ تھرتھرانے لگ جاتے، بدن پہ کپکپی طاری ہو جاتی، لیکن کسی کو بھی بولنے کی ہمت نہ پڑتی — سارا دن مخلوق کی بھلائی کے کاموں میں لگے رہتے — کسی کے کام آکر خوش ہوتے۔ اگر کبھی خوش ہوتے، تو کسی کی خدمت کر کے ہوتے نہ کہ کروا کر — کسی پہ ظلم و زیادتی نہ کرتے، اگر کوئی ان پر

کرتا تو معاف کر دیتے — کبھی انتقام نہ لیتے، اور نہ ہی دلوں میں کینہ رکھتے۔ جب بھی کسی سے ملتے صاف سینے سے ملتے، کسی بھی بات پہ کبھی نہ اتراتے، شیخی نہ بگھارتے۔ ہمیشہ عجز و انکساری کا لبادہ اوڑھے رکھتے۔ ساری عمر اللہ کی راہ میں چلتے رہتے — کہیں کوئی جائداد نہ بناتے۔ نہ مال و اسباب جمع کرتے، مسافروں کی طرح رہتے اور مسافروں ہی کی طرح مرتے، دنیا سے جب جاتے، اپنی کمائی کی کوئی چیز دنیا میں چھوڑ کر نہ جاتے۔ اپنی کمائی کی ہر شئے اپنے ساتھ لے کر جاتے — جب قاضی کی صدارت پہ بیٹھتے، حد کر دیتے

حضرت ابن عباسؓ کی چھت کا برساتی پرنالہ مسجد نبوی میں گرا کرتا تھا۔ لوگوں نے جب امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق سے اس کی شکایت کی، تو آپ نے اسے افادۂ عام تصور کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ کی غیر موجودگی میں اپنے حکم سے اکھڑوا دیا۔ جب حضرت ابن عباسؓ کو اس کا پتہ چلا۔ تو انہوں نے قاضی کی عدالت میں حضرت عمرؓ کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو عدالت میں طلب کیا گیا۔ قاضی نے فیصلہ دیا۔ کہ حضرت ابن عباسؓ کی عدم موجودگی میں ان کو ایسا کرنے کا حق نہیں تھا — قاضی نے حکم دیا — کہ حضرت عمرؓ خود اپنے ہاتھ سے وہ پرنالہ دوبارہ اپنی جگہ پر لگائیں۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اس حکم کی تعمیل کی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد نبوی سے متصل تھا۔
حضرت یعقوب ابن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن (مسجد میں آنے کے لئے) نکلے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے (مکان کے) پرنالے سے جو حضرت عمرؓ کے مسجد میں آنے کے راستے میں پڑتا تھا۔ (بوجہ بارش) ان پر چھینٹے پڑ گئے۔ اس وجہ سے حضرت عمرؓ نے اسے اکھیڑ دیا۔ (یہ حال دیکھ کر) حضرت عباس رضؓ نے انؓ سے کہا۔ آپؓ نے میرا پرنالہ اکھیڑ دیا ہے۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے خود اسی جگہ لگایا تھا۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے فرمایا ــــ کہ یقیناً میرے سوا آپ کے لئے کوئی سیڑھی نہیں۔ اور آپ ضرور اسے اپنے ہاتھ سے ہی لگائیں گے۔

اس کے بعد راویؓ بیان کرتے ہیں ــــ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو اپنی گردن پر اٹھا لیا۔ اور حضرت عباسؓ کے دونوں پاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں پر تھے ــــ اور انہوںؓ نے (کھڑے ہو کر) پرنالے کو پہلی حالت پر اسی جگہ لگا دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۲۰ مطبوعہ بیروت)

جب جہاد و تبلیغ کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلتے تو واپس لوٹنے کی امیدیں توڑ کر نکلتے۔ جس مورچے پہ اڑ جاتے، کبھی پیچھے نہ ہٹتے۔ یہاں تک کہ بازی لے جاتے۔ اگر جہاد کے لئے مال پیش کرنے کی دعوت دی جاتی، گھر میں جو کچھ بھی موجود ہوتا، ہر شئے لے کر حاضر ہو جاتے۔ اور — اللہ کے سوا کوئی بھی شئے گھر میں چھوڑ کر نہ آتے جب کسی کو کسی عدالت کی کرسی پہ بٹھاتے۔ اللہ اللہ — حد کر دیتے — آنکھوں پہ پٹی باندھ کر عدل کی میزان کو ناپتے۔ اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ رکھتے۔ کسی سے کوئی رعائت نہ برتتے۔

عدالت جب گرم ہو جاتی، عرشی و فرشی عش عش کرتے۔ جو فیصلہ قلمبند کرتے قیامت تک کے لئے آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہوتا آپ کا نام سُن کر بحر و بر کے رہنے والے چونک اُٹھتے اور کانپ اُٹھتے۔ امن و نظام کا جو حکم جاری کرتے فوراً مان لیا جاتا۔ کسی کو بھی چون و چراں کی ہمت نہ پڑتی۔ اور اس جلال و رُعب

کے باوجود قوم کے ادنیٰ ترین آدمی کو یہ جرأت ہوتی تھی، کہ سرِ محفل اس کے خلاف جو کچھ بھی کہنا چاہتا۔ کہہ سکتا۔ جب تک اُسے مطمئن نہ کر دیا جاتا۔ نہ بیٹھتا۔

ہر فریادی کو ــــ اگرچہ حبشی غلام ہوتا۔ ہر وقت ہر کسی کے خلاف فریاد کا پورا حق حاصل تھا، جب تک کہ فریادرسی نہ کر لیتے، اُسے رخصت نہ کرتے۔ اپنے رہنے کے لئے ایک معمولی سا بے قدر گھر رکھتے، اور اپنی ساری توجہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگائے رکھتے، قضا و امارت کے منصب کو حتی الامکان قبول نہ کرتے، اپنی کمی اور نااہلی کا اعتراف کرتے۔ لیکن جب انہیں یہ منصب عطا فرما دیا جاتا۔ پھر ایسے سچے، سالم صحیح اور پکے خطبات فرماتے ــ مثلاً یوں کہتے ــــ کہ

" لوگو! میں کسی طرح تم سے بہتر نہیں ہوں، مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے، جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حکم دوں، اُس کی تعمیل کرو ــ"!

پھر ایسا بھی فرماتے :

"اگر میں سچّی اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پہ چلوں، تو روک دو !"

جسے بھی کسی اسامی پہ فائز کیا جاتا، پوری دیانت داری سے اپنے فرض کو پورا کرتا۔ ذرا سی بھی خیانت نہ کرتا۔ اپنے فرض کی کارکردگی میں کسی سے کوئی تحفہ قبول نہ کرتا۔ جو روزینہ مقرر ہوتا، اسی پہ اکتفا کرتا۔ اپنے کھانے پینے، پہننے اور اپنی ضروریات کا خود ذمہ دار ہوتا۔ کسی پہ بھی بار نہ بنتا۔ جو تحائف گشت کے دوران ملتے۔ بیت المال میں پیش کر دیتا۔

ہر سائل کے سوال کو سنتا۔ حتی الامکان پورا کرتا اگر گھر میں دینے کے لئے کوئی بھی شَے میسّر نہ ہوتی، تو اپنے لڑکے ہی اس کو دے دیتا۔ لیکن سائل کو خالی لوٹانا پسند نہ کرتا۔ سائل کو دم بھر بھی سستانے کی مہلت نہ دیتا۔ بعض دفعہ ایک روٹی کے سوال کے بدلے اونٹوں کی قطار بخش دیتا اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار نہ سمجھتا۔ کدال لے کر بہت

ہی کم اجرت پہ نلائی کرتا۔ سارا دن محنت و مشقت سے کما کر جو روزی لاتا ــــ سبحان اللہ! ــــ اللہ پھر اپنے دوست کو کس انداز سے آزماتا ــــ

کہ اُس کے گھر پہنچتے ہی اللہ کسی سائل کو بھیج دیتا۔ جو سوال کرتا۔ اور سارے دن کی کمائی وہ سائل کے حوالے کر کے اللہ اور سائل دونو کا شکر کرتا۔ اور یہ کہتا ــــ کہ "تو نے یہاں آکر مجھ پہ احسان کیا ہے، ورنہ مجھے تیری تلاش میں تیرے پیچھے پھرنا پڑتا"

شجاعت

کے میدان میں سب کو مات کر جاتا۔ جب نیزہ ہاتھ میں لیتا، زمین ہلتی۔ جب کبھی جوش میں آکر نعرہ لگاتا۔ پہاڑ لرزتے ــــ جسے کوئی فتح نہ کر سکتا وہ آن کی آن میں کر لیتا۔ جَو کی خشک روٹی کھا کر شکر کرتا ــــ یہ سب اللہ کے لئے کرتا ــــ اگر کہیں اپنے نفس کا کوئی معاملہ پیش آجاتا خاموش ہو جاتا۔ صبر کرتا ــــ کسی سے کوئی مواخذہ نہ کرتا۔ جب کسی میدان میں علمبردار بن جاتا۔

چٹان کی طرح ڈٹ جاتا۔ سر دھڑ کی بازی لگا دیتا۔ کُشتوں کے پُشتے لگا دیتا۔ نیزوں سے چھلنی ہو جاتا۔ لیکن اسلام کے لہراتے ہوئے جھنڈے کو کبھی گرنے نہ دیتا۔ جھنڈے کو توحید کی امانت سمجھتا — جب تک دوسرے بھائی کو یہ امانت سونپ نہ دیتا، اللہ کو اپنی جان نہ دیتا — اپنے بھائی کی شہادت کی خبر سُن کر خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ شہادت کا سچّا جذبہ لیکر فوراً اُس کی جگہ آ لیتا

صحابہؓ کرام کو

حضورِ اقدس صلّی اللہُ علیہ وسلّمؐ

سے سچّی محبّت تھی

اللہ ہمیں بھی اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایسی محبت عنایت فرمائے۔ جیسی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تھی۔ وہ آپ کی محبت ہی کی بدولت آپ کی اتباع میں مصروف تھے آپ کی شان کے خلاف ذرا بھر بھی اور کوئی بھی بات دل میں

نہ لاتے ـــ ہماری طرح آپس میں کسی بھی مسئلے پہ کبھی ـــ نہ اُلجھتے ـــ نہ ہی کبھی اختلاف رکھتے ایک دوسرے سے سچی پکّی اور بے لوث محبت کرتے

یہ آپؐ کی محبّت ھی کی برکت تھی

کہ سب کے سب ایک جان بن کر زندگی بسر کرتے، آپس میں حلیم و سدید اور کفار کے لئے اشد و شدید ہوتے، ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے، جو اپنے لئے پسند کرتے، وہی اپنے بھائی کے لئے بھی کرتے، سب کے سب ایک ہی مسجد میں اور ایک ہی جماعت میں نماز ادا کرتے، دین کے کسی بھی معاملہ میں ایک دوسرے سے اختلاف نہ رکھتے۔

اور اس پہ غور فرمائیں کہ

اُن کا دِین بھی یہی دِینِ اِسلام تھا

جو ہمارا ہے!

صحابہ کرامؓ کا دور دین کا بہترین دور تھا۔ اِس

دَور میں کسی کو بھی اور کسی بھی امر پہ کوئی اختلاف نہ تھا۔ جس طرح پروانے اپنی ہستی سے بے نیاز و بیخود ہوکر اپنی جانیں شمع پہ وار دینے کے لئے شمع کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ عین اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ حضورؐ کی سچی محبت میں مدہوش ہوکر حضورؐ کے فرمان کی اتباع میں محو و منہمک رہتے۔ انھیں اختلافی مسائل کو کریدنے اور اُن پہ بحث کرنے کے لئے کوئی بھی وقت نہ ملتا

اُن میں سے کسی کو بھی یہ فرصت نصیب نہ ہوتی، کہ وُہ غیر ضروری باتوں میں اختلافات تلاش کریں، اور نہ ہی انہیں ایسا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی۔

دین ایک دوسرے کی محبت اور خیر خواہی کا نام ہے۔ محبّت اور خیر خواہی دونوں لازم و ملزوم ہیں، جسے کسی سے محبت ہوگی اس کا خیر خواہ ہوگا۔ بندہ اسی کا خیر خواہ ہوتا ہے، جس سے کہ اُسے محبت ہو۔

بحث محبّت اور خیر خواہی کی بجائے نفاق

اور بدخواہی پیدا کرتی ہے، اور یہ دونو دین کی ضد ہیں

جب سے دین میں بحث شروع ہوئی ہے، صالح اعمال رخصت ہوئے بندے کے ناقص خیال کے مطابق جب تک دین میں محبت اور خیر خواہی قائم رہتی ہے عمل بھی قائم رہتا ہے۔ صالح عمل کی توفیق ملتی ہے، اپنا محاسبہ خود کریں، اور خود ہی اس بیان کی تصدیق کریں ــ کہ ــ

" جب سے دین میں بحث نے قدم رکھا ہے۔ صالح اعمال رخصت ہوئے۔ ہماری ساری طاقت اور سارا وقت بحث ہی کی تفریحات میں گذر جاتا ہے ذکر جو دین کی اصل ہے۔ کہیں نہیں ہوتا۔ کوئی نہیں کرتا۔ نہ جلی ہوتا ہے ــ نہ خفی۔ نہ انفرادی نہ اجتماعی ــ یہاں تک کہ نماز بھی اچھی طرح ادا نہیں کی جاتی۔

اِس کے باوُجُود

اپنی ساری طاقت اور سارا وقت بحث ہی کی تیاریوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ نفاق بے لذتی کے سوا کوئی اور شے اپنے پہلو میں نہیں رکھتا۔ آپ ساری دنیا کے مذاہب کا ملاحظہ

فرمایئے ـــ جہاں بحث ہو گی، بے عملی ہو گی ـــ آزادی ہو گی، اور مذہب سے بے پرواہی ہو گی

یا حیّ یا قیّوم

مذہب کی تبلیغ

کرنے والے خود مذہب سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ نہ کسی سے کسی کو محبت ہوتی ہے نہ خیر خواہی ـــ یہ مذہب کیسا؟

اللہ ربّ العلمین

کی بھیجی ہوئی کتاب کا اتنا گہرا مطالعہ نہیں کیا جاتا ـــ جتنا کہ بندوں بیچاروں کے بولے ہوئے کلمات پہ تنقید و تبصرہ کیا جاتا ہے۔ بحث کے میدان میں اپنے بھائی کو ہرانے کی خاطر سروں پہ کتابوں کے بھار لئے پھرتے ہیں۔ اپنی پرواہ ہی نہیں رہتی۔ کہ کیا کہتے ہیں۔ جن باتوں سے منبر پہ کھڑے ہو کہ لوگوں کو باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ خود اُسی میں مبتلا ہو جاتے ہیں

اے جانِ من!

اگر آپ کو اللہ کے دینِ اسلام کی عزّت و ناموس کا

پاس اور آدمیّت کا احترام ہے، تو کسی سے بھی — اور کسی بھی امر پہ بحث و مباحثہ نہ کریں، دین کے فضائل و مسائل بیان کریں۔ اپنا عقیدہ و مسلک بیان کریں، کسی کے عقیدہ و مسلک کی ہرگز تردید نہ کریں، کسی بات پہ نہ اصرار کریں نہ ضد، کوئی دوسرا کرے، تو صرف یہ کہیں، — کہ جو بات آتی تھی بتا دی، اس سے زیادہ کی مجھے خبر نہیں، — پھر بھی نہ مانے، تو خاموشی اختیار کر لیں۔ ہار کر وہ بھی ہار جائے گا۔

یہ فطرت کا کلّی قاعدہ ہے،

جو دین میں محبّت اور خیر خواہی کو فروغ نہیں دیتا۔ اُسے عمل کی توفیق نہیں دیجاتی ابحاث میں اُلجھ کر عمل سے محروم رہ جاتا ہے —؛

آپس میں محبّت اور ایک دوسرے کی خیر خواہی دینِ اسلام کے دو بنیادی اصول ہیں، اِن کو فروغ دیں — جو چیز فطرت کو ناپسند ہے، اللہ کو بھی

ناپسند ہے — اور بے شک —

ابحاث فطرت کو ناپسند ہیں

یا حیّ یا قیّوم

وما علینا الا البلاغ

○

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم — یا حیّ یا قیّوم!

یا ذا الجلال والاکرام! یا حنّان! یا منّان

یا بدیع السّمٰوٰت والارض

کرّۂ ارض

پہ

بسنے والے تمام مسلمان بھائی آپس میں

متّحد ہوں

یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث
یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث
یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث یاحیّ یاقیّوم برحمتك استغیث

یاحیُّ یاقیّوم برحمتك استغیث

اٰمین اٰمین اٰمین

○

مسجدِ اقصیٰ کی بیحرمتی کرنیوالے اسرائیلیوں کیخلاف
یوں دُعا کریں :

حٰمٓ ○ لَا یُنْصَرُوْنَ ○

"یعنی حٰمٓ کی برکت سے (یااللہ!) نہ مدد کیے جائیں کفار"

اُس کے بعد پھر کہیں :

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ اَحْرَارَ الْمُسْلِمِیْنَ وَافْتَحْ جُیُوْشَ الْمُوَحِّدِیْنَ
الْمُجَاھِدِیْنَ الْجُمْھُوْرِیَّۃَ الْعَرَبِیَّۃَ وَالْعُشَّاقَ الْاِسْلَامِیَّۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ — اٰمین!

"اے اللہ! مدد کر تو احرار مسلمانوں کی اور فتح دے اللہ کو ایک ماننے والے مجاہدین جمہوریۃ العربیہ کو جو کہ عاشق ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے۔ یاحیّ یاقیوم۔ آمین!

○

اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَھُمْ وَخَرِّبْ بُنْیَانَھُمْ وَدَمِّرْ دِیَارَھُمْ وَشَتِّتْ شَمْلَھُمْ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اٰمین

"اے اللہ! اختلاف پیدا کر دے ان (کفار) کے منصوبوں میں اور ڈگمگا دے قدم ان کے اور منتشر کر دے جمعیت انکی اور اکھیڑ دے بنیادیں انکی اور تباہ کر دے بستیاں انکی اور پراگندہ کر دے گروہ ان کے۔ یاحیّ یاقیوم! آمین ○

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حی یا قیوم

دار الاحسان

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

ابو انس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ◎ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

ہر مؤرّخ

اپنی کتاب کے سرورق پہ کتاب کا تعارف لکھا کرتا ہے کہ اس کتاب کا کیا نام ہے ؟ کس نے لکھی ؟ کس سَن میں لکھی کس کے لئے لکھی ؟ اور کس مضمون پہ لکھی ؟ — کتاب کی قیمت، ملنے کا پتہ — غرضیکہ ہر شے پہلے صفحے ہی پہ لکھی ہوئی ہوتی ہے — اسی طرح

اللہ ربّ العٰلمین نے اپنی کتاب

قرآن کریم

کا تفصیلاً تعارف کرایا — کہ یہ کتاب نازل کی گئی ہے اللہ کی طرف سے، جو ہر شَے پہ غالب ہے۔ مگر حکمت کے ساتھ اللہ کے سوا ہر غالب رحم، حلم اور حکمت سے متصّف نہیں ہُوا کرتا — !

قرآن کریم میں جب بھی اللہ نے اپنی صفت عزیز سے اپنی ذات سے متعارف فرمایا ہے، اس کے ساتھ کسی جمالی صفت کا ضرور ذکر فرمایا ہے۔ اکیلا عزیز نہیں فرمایا۔ یعنی "عزیز" ہے، لیکن حکمت

کے ساتھ ــــ عزیز الرّحیم ہے، یعنی اللہ عزیز ہے (بہت غلبے والا) لیکن اس کا غلبہ رحم کے ساتھ ہے۔ اپنی اس کتاب کو کئی ناموں سے پکارا ــــ قرآن مجید، فرقان حمید، قرآن کریم، قرآن عظیم وغیرہ ــــ پھر فرمایا ــــ "یہ کتاب ایک برکت والی رات میں نازل کی گئی"۔ پھر فرمایا ــــ "یہ کتاب اللہ کی ساری مخلوق کے لئے ہے۔ اور قیامت تک کے لئے ہے"۔

اللہ رب العلمین نے فرمایا ــ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

یعنی ــ اس کتاب میں کسی بھی قسم کی اور کوئی بھی شک کی گنجائش نہیں، یہ کتاب متّقیوں کو ہدایت کی راہ دکھلاتی ہے۔ ہر کسی کو نہیں ــــ معلوم ہوا۔ تقوٰی انسانیت کی تکمیل کا سب سے ضروری جز ہے ــــ یا دوسرے لفظوں میں ــــ اس کتاب سے ہدایت پانے کے لئے بندے کا متّقی ہونا ضروری ہے۔ جو متّقی نہیں، اس کتاب سے ہدایت نہیں پا سکتا۔

چُونکہ تقوٰی اس کتاب سے فیض حاصل کرنے کی پہلی شرط ہے اس لئے اللہ رب العالمین نے خود ہی تقوٰی کی تشریح بھی فرما دی، کہ ــــ متّقی وہ ہیں، جو: ــــ

غائب پہ ایمان رکھتے ہیں، یعنی بن دیکھے اللہ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی جسمانی آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہوتے، پھر بھی اللہ کی ذات بابرکات کی بابت یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اللہ رب العالمین ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر، حافظ و ناصر، سمیع و بصیر، حیّ القیوم اور قادر المقتدر ہے، جو وہ کہتے ہیں، سنتا ہے، جو کرتے ہیں دیکھتا ہے، جو دلوں میں سوچتے ہیں، جانتا ہے، ان کی کوئی بھی شے اس سے اوجھل نہیں۔ اور وہ ہر شے پہ قادر المقتدر ہے، جو چاہتا ہے، جب چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُسے کوئی روکنے والا نہیں، جب تک بندے کو اللہ کی ذات اقدس پہ ایسا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ متقی نہیں بن سکتا۔

تقویٰ کی دوسری شرط نماز قائم کرنا ہے۔ بندہ جب اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نماز کی نیت باندھتا ہے، اور نماز کی نیت باندھتے وقت اسے یہ حق الیقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ اسے اور وہ اللہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے، نماز قائم ہو جاتی ہے۔

اس نمازی کے دل میں پھر ماسوا اللہ کوئی دوسرا خیال کبھی آسکتا ہی نہیں۔ جب تک نمازی اللہ کی ایسے عبادت نہیں کرتا جیسے

کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ نماز قائم نہیں ہوتی، دل وساوس میں گھرا رہتا ہے۔

تقویٰ کی تیسری شرط اللہ کے دئے ہوئے رزق کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ جو رزق اللہ دے، اسے جمع کر کے اپنے پاس نہ رکھے، بلکہ اسی وقت اللہ کی غریب و نادار مخلوق میں تقسیم کر دے، پھر اس پہ خوش ہو، کہ اللہ نے اسے وافر رزق دے کر تقسیم کی توفیق بخشی — گویا اللہ نے اس کی تکریم کی، — چاہیئے یوں تھا — اللہ اپنی مخلوق کو براہِ راست روزی پہنچاتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا — اپنے بندوں کو رزق کی تقسیم کا شرف بخشا — الحمد للہ!

رزق کا لغوی معنیٰ ہے **بخشش** — اور معروف یہ ہے۔ کہ جس سے حیوان نفع حاصل کریں۔ **امیروں** کا انفاق مال خرچ کرنا — **فقیروں** کا — جو علم و عرفان اللہ اسے عنایت فرمائے، اس کا ذخیرہ اہل و مستحق میں خرچ کرے۔

تقویٰ کی چوتھی شرط یہ ہے، کہ اللہ نے جو کچھ ان پہ نازل کیا ہے — **یعنی** — قرآن کریم اور — ان سے پہلوں پہ جو نازل کیا ہے — اسے حق جانے — واضح ہو، کہ اللہ نے

کل ایک سو تین صحائف اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں ہیں

* حضرت شیث علیہ السلام پہ پچاس ۵۰،
* حضرت ادریس علیہ السلام پہ تیس ۳۰
* حضرت ابراھیم علیہ السلام خلیل اللہ پہ بیس ۲۰
* حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ پہ توریت

توریت شریف کی یہ انوکھی بات قابلِ غور ہے، کہ اس میں ہزار سورتیں اور ہر سورۃ میں ہزار ہزار آیتیں تھیں

* حضرت داؤد علیہ السلام خلیفتہ اللہ پہ زبور
* حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ پہ انجیل کو نازل فرمایا۔
* قرآن کریم تمام گذشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور تنسیخ کرتا ہے۔ کہ اب وہ کتابیں رائج الوقت نہیں، جو کچھ ان سب میں لکھا تھا۔ صحت کے ساتھ اس ایک میں موجود ہے۔ پھر فرمایا۔

"میں نے یہ کتاب اس لئے بھیجی ہے، کہ میرے بندے اس پہ عمل کریں — جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس کے مطابق اپنی زندگی گذاریں۔ یہ کتاب اپنے ماننے والوں کو جنت کی بشارت اور دوسروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتی ہے اور اپنی تمہید ان الفاظ سے کرتی ہے۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ....

اب قیامت تک کسی اور آسمانی کتاب نے نہیں آنا جس طرح ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور ہم آخری امت ہیں، اسی طرح یہ کتاب قرآنِ کریم بھی اللہ کی آخری کتاب ہے۔

یہ کتاب ۱۱۴ سورتوں، تیس ۳۰ پاروں اور ۶۶۶۶ آیات پر مشتمل ہے۔

تقویٰ کی پانچویں اور آخری شرط یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مارے گا، مار کر پھر اٹھائے گا، پھر نہ مارے گا۔ اپنے ہر بندے سے، جو بھی اس نے دنیا میں کیا ہوگا۔ ذرّہ ذرّہ کا حساب لے گا۔

○

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ التوبہ ۱۱۹

○

اللہ رَبّ العٰلمین نے

بندوں کو تقویٰ کا حکم فرمایا ہے، تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دنیا میں اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ احکامات کے عین مطابق اپنی زندگی گذارے، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کرے، اور جن سے روکا گیا ہے، باز رہے، اور اس میں تمام احکام شامل ہیں، ایسا نہیں، کہ جس حکم کو چاہا، مان لیا، اور جس سے چاہا — باز رہے

اوامر و نواھی

میں بندے کی اپنی مرضی کو کوئی دخل نہیں، بعض باتیں نفس پر بڑی گراں ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی احکام کی بجا آوری میں نفس کی پوری مخالفت کرے انسان کا نفس بڑا مکار اور شیطان کا دستِ راست ہے، اپنے مطلب کی

ہر چیز کر والیتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح بندے کو اپنی تابعداری پہ مجبور کر لیتا ہے، لیکن پرہیز گاری کی اتنی پرواہ نہیں کرتا، جتنی اپنی مطلب برآری کی۔ اللہ رب العلمین نے بندوں کی راہنمائی کے لئے اپنی کتاب — قرآنِ کریم میں بار بار تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ تلقین فرمائی ہے، اور ترغیب دلائی ہے۔ متقی کے لئے وعدہ اور غیر متقی کے لئے وعید فرمائی ہے۔ یہاں تک فرمایا ہے — کہ

"اللہ متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے، اور متقین کو دوست رکھتا ہے"

اللہ کا اپنے کسی بندے کو اپنا دوست بنا لینا بہت ہی بڑا انعام ہے۔ اسی طرح جو غیر متقی ہیں۔ یعنی اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے ان کے لئے درد دینے والے عذاب کی وعید فرمائی ہے۔

تقویٰ کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ بندہ دنیا میں ہر برائی سے اس طرح محتاط ہو کر رہے، — جیسے کہ کانٹے دار جھاڑیوں والے راستے میں ململ کے لباس میں ملبوس اپنے دامن کو بچا کر چلتا ہے۔ اسے ہر وقت کانٹوں میں الجھنے کا خطرہ رہتا ہے۔ دم بھر کے لئے لاپرواہی نہیں کرتا۔ ذرا سی غفلت سے سارا لباس تار تار ہو جانے کا خدشہ ہوتا ہے — اسی طرح اللہ کے بندے دنیا میں نیکی اور برائی کے درمیان بچ بچ کر جیا کرتے ہیں — بات بات پہ ڈرا

کرتے ہیں۔ معمولی سی لغزش پہ بھی خوف زدہ ہو کر توبہ کرتے ہیں۔ معمولی سے معمولی خطا پہ بھی نادم و پشیمان ہو جاتے ہیں۔ کسی کام کو بے دھڑک نہیں کرتے، ہر کام کو کرنے سے پہلے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے انہیں نیکی کی توفیق دی۔ جب کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ فوراً توبہ کرتے ہیں۔ اپنے کئے پہ نادم ہو کر آئندہ باز رہنے کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں — اللہ غفورٌ رحیم ہے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ جب تک اللہ چاہتا ہے گناہوں سے باز رہتے ہیں، اور جس نیکی کی توفیق دیتا ہے کرتے ہیں۔ جب پھر کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں، پہلے کی طرح پھر توبہ کرتے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں، جب گناہ گار توبہ کیلئے حاضر ہو کر رحمت کے دروازے پہ دستک دیتے ہیں، کھول دیا جاتا ہے۔ اگرچہ دن میں ستّر دفعہ ہو۔

تقویٰ کی دوسری مثال

یہ بھی ہے۔ کہ جیسے کوئی دہکتی ہوئی آگ کے پاس سے اپنے

آپ کو بچا کر گذرے — یا جیسے کوئی لکڑی کے تختے پہ بیٹھا دریا میں سفر کرے۔ اپنے لباس کو بھیگنے سے اور جان کو ڈوبنے سے بچائے۔ غرضیکہ تقویٰ کی راہ زندگی کی پوری جدّوجہد کی راہ ہے۔ متقی وہ ہے، جو کسی بھی وقت کسی بھی شَے سے ذرا بھر غافل نہ ہو جسکے ایک ہاتھ میں اللہ کی کتاب اور دوسرے میں اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہو۔ ہر قول و فعل ان دو ہی کے تابع ہو۔ بیشک متقی کے لئے دنیا ایک قید خانہ ہے۔ اور قید میں لذّت و راحت کا نام تک نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے!
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے!

اہل ذوق کے لئے یہ کافی ہے — یاحیُّ یاقیوم

○

اللہ ربّ العٰلمین نے

پہلے تقوے کا حکم دیا — پھر اس کے بعد خود ہی تقوی حاصل کرنے کی ایک واحد سبیل بتلائی اور فرمایا —

وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ

یعنی اگر تم متقی بننا چاہتے ہو، جس تقویٰ کا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے، اُسے حاصل کرنا چاہتے ہو، تو کیا کرو! —

"صادقین کے ساتھ جا ملو، ان کے ہو جاؤ"

اُن کے ساتھ رہو

— جیسے وہ کرتے ہیں کرو

— جیسے وہ رہتے ہیں رہو

— اور پھر وہ جو حکم دیں مانو، متقی ہو جاؤ گے

— ان کی زندگی تمہارے لئے ایک نمونہ ہے

— اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالو

— جو وہ حکم دیں مانو

— جس بات سے روکیں رک جاؤ

اس پہ غور فرمائیں

کہ تقویٰ کے بعد یہ نہیں فرمایا — کہ نماز پڑھو، یا تسبیح و تحمید کرو — بلکہ تقویٰ حاصل کرنے کا کلّی قاعدہ فرمایا کہ یہ صرف ایک ہی طرح حاصل ہو سکتا ہے — اور وہ یہ ہے — کہ —

صالحین کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لو،
اور ان کے ساتھ ایسے مل جاؤ، جیسے کہ دودھ میں پانی،
اور۔ اصطلاحِ طریقت میں اسے نسبت کہتے ہیں،

نسبت

جس طرح بجلی کے پاور ہاؤس اور بلب کے درمیان ایک بہت ہی معمولی و بے قدر سے تار (فیوز) کی نسبت سے بلب روشن ہوتا ہے، اسی طرح اللہ اور بندے کے درمیان شیخ کی نسبت کا معاملہ ہے۔ اگر پاور ہاؤس پوری آب و تاب سے چل رہا ہو۔ دیگر اسباب اپنا کام صحیح طور سے کر رہے ہوں، اور کٹ آؤٹ کے اندر سے ایک باریک سا تار نکال دیا جائے، تو سارے کا سارا انتظام کسی بھی کام نہیں آتا۔

جس طرح پاور ہاؤس سے روشنی حاصل کرنے کے لئے بلب کے ساتھ فیوز کی نسبت ضروری ہے۔ اسی طرح طریقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض و نور حاصل کرنے کے لئے ہر دل کی کسی فیضیاب

دل سے نسبت ضروری ہے ۔ یا حیّ یا قیّوم!

نسبت کے منبع حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں

بندے کا دِل

اللہ کے لطف و کرم ہی سے روشن ہُوا کرتا ہے۔ چونکہ ہر شے حاصل کرنے کے لئے ایک منزل ہوتی ہے۔ دل کی دنیا روشن کرنے کے لئے یہ منزل ہے۔ کہ جب ذکر کرنے لگو ۔ دل سے یوں تسلیم کرو ۔ کہ

اللہ کا نُور

حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر میں

اور

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر سے ۔

میرے شیخ کے قلب میں

اور

میرے شیخ کے قلب سے ۔ میرے اس قلب میں

پھر کہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

پس ذکر شروع ہوا — اور
اس ذکر کی قطاریں باندھ دو
جو فرش تا عرش استواروں — ماشاءاللہ

○

جب بھی کسی نے کوئی مراد پائی، اسی کلمے کی برکت سے پائی
جو مطلب و مدعا اس کلمے میں ہے، کسی دوسرے میں نہیں
اِس کلمے کی فضیلت اس ایک ہی بات سے واضح ہو جاتی
ہے، کہ کسی کا اسے ایک ہی بار سچے دل سے پڑھنا دوزخ
سے نکال کر جنت میں لے جاتا ہے — اور — رات
دن پڑھنے کا کیا مرتبہ ہوگا —؟ ماشاءاللہ

○

اگر یہی بلب براہِ راست "جنریٹر" کے ساتھ لگا دیا جائے،
اُسی وقت جل جائے — یہی حال بندے کے دل
کا ہے، — کوئی بندہ کسی وسیلے کے بغیر کہیں سے کوئی فیض حاصل
نہیں کر سکتا — اور —

طریقت کی یہ ختم الکلام ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنَ ○ اور مجھ ہی سے ڈرو

(البقرہ : ۴۰)

وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنَ ○ اور مجھ ہی سے ڈرو

(البقرہ : ۴۱)

فَ : اس لئے، کہ اللہ کے سوا اللہ کے ملک میں کسی اور کو کسی بھی امر پہ کسی بھی قسم کی کوئی قدرت حاصل نہیں، مگر اللہ کے حکم سے۔ جب یہ حال ہے، تو پھر ہر معاملہ میں کیوں اللہ ہی کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ کے سوا کسی اور سے کبھی نہیں ڈرتا۔ نہ ہی کسی اور کو اُسے ڈرانے کی جرأت ہوتی ہے خالق کی موجودگی میں مخلوق سے ڈرنا خالق کی شان میں گستاخی کرنا ہے" ڈر" اللہ ہی کی ذات کے لائق و سزاوار ہے۔ جو اللہ سے ڈرا، اسے پھر کسی اور سے ڈرنے کی حاجت نہیں۔ جو اللہ سے ڈرا، اُس سے بھی ہر کوئی ڈرا۔ اگرچہ خود اس نے کسی کو بھی نہ ڈرایا۔

○

اللہ رب العالمین نے بار بار لوگوں کو تقویٰ کی تعلیم فرما کر

تقویٰ کا حکم دیا۔ حالانکہ ایک بار کا بھی کہہ دینا کافی تھا۔ ایک بار کہنے پر اکتفا نہیں کیا۔ ایک بات کو بار بار دہرایا ہے۔ انسان جب بھی کوئی برائی یا بے حیائی کا کام کرنے لگتا ہے۔ تو لوگوں سے ڈرتا ہوا خلوت میں کرتا ہے۔ لوگوں کے سامنے نہیں کرتا۔ اسی لئے اللہ سبحانہٗ نے بار بار فرمایا ہے، کہ مجھ سے ڈرو۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ یعنی جب بھی تم برائی کا کام کرنے لگو، یا کرنے کا خیال تمہارے دل میں آئے، تو اللہ سے ڈرو۔ یعنی یہ سمجھ کر، کہ اللہ اسے دیکھتا ہے، یا جو میں دل میں سوچ رہا ہوں، اللہ اُسے جانتا ہے۔ پس

اللہ سے شرم کرو، اور رُک جاؤ!"

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ پس اُن (کافروں) سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

(البقرہ : ۱۵۰)

ف : اس لئے، کہ کافر کو کسی بھی امر پہ کوئی قدرت حاصل نہیں، وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے قبضہ میں کوئی شَے نہیں، وہ قدر کا مقدور اور حکم کا محکوم ہے، جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ اللہ کے بندے کیونکہ اس سے ڈر سکتے ہیں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ ! (البقرہ : ۱۸۹)

ف : جب آدمی اللہ سے ڈرتا ہے، اس سے اللہ کی نافرمانی کا امکان ... نہیں، اللہ سے ڈرنے والے اللہ کی مرضی کے خلاف کبھی کچھ نہیں کیا کرتے۔ اور یہی فلاح کی حقیقت ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو، کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (البقرہ : ۱۹۴)

ف : اللہ کی ذات بابرکات کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ اللہ ہمیشہ متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے، ایسا ہی ضروری ہے، جیسا کہ متقی ہونا اس لئے کہ اس سے تقویٰ کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔ اور جب تک کسی آدمی کو ایسا حق الیقین نہیں ہوتا۔ کہ اللہ اس کے ساتھ ہے — وہ متقی نہیں ہو سکتا۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ — اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے

(البقرہ : ۱۹۶)

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ — اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرو!

(البقرہ : ۱۹۷)

ف : یہ اُولِی الْاَلْبَابِ (عقل والوں) کی دوسری تشریح فرمائی ہے۔ پہلی میں "اولی الالباب" ان لوگوں کو کہا گیا ہے۔ کہ جو کھڑے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ واضح ہو، کہ ذکر و تقویٰ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ذاکر متقی بھی ہوتا ہے، اور متقی وہ ہے جو ذاکر بھی ہو، تقویٰ ذکر اور ذکر تقویٰ کا ایک ضروری جزو ہے

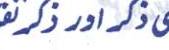

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ — اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو، کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کیے

(البقرہ : ۲۰۳) جاؤ گے۔

ف : جس طرح کہ مدرسے میں استاد بچوں کو سوال حل کرنے کے لئے دیتا ہے۔ بچوں کے دل میں خوف ہوتا ہے۔ کہ اگر سوال صحیح نہ نکالا گیا، تو استاد سزا دے گا۔ انسانی زندگی بھی ایک ایسا ہی سوال ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو دیا۔ اور اس کے لئے ہمیں اللہ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ جو کہ ہماری مسلسل کامیابی اور کامرانی کا باعث ہو سکتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (البقرہ: ۲۲۳)

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اس سے ملنے والے ہو۔ اور اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کو بشارت دے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو۔ کہ اللہ ہر شے کو جانتا

(البقرہ : ۲۳۱) ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ — اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ تم جو کرتے ہو، اللہ دیکھتا ہے

(البقرہ : ۲۳۳)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ (البقرہ : ۲۳۵) — اور جان لو، کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، تو اس سے ڈرتے رہو، اور جان لو، کہ اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

ف : جب تک انسان کا دل ناپسندیدہ خیالات سے پاک نہیں ہوتا کبھی صاف نہیں ہوتا۔ دل کی طہارت دل کی نماز کا وضو ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ — مسلمانوں اللہ سے ڈرو۔ اور جو

وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (البقرہ : ۲۷۸)

سُود باقی رہا ہے، اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (البقرہ : ۲۸۲)

اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تم کو تعلیم دیتا ہے، اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط (البقرہ : ۲۸۳)

اور اس کو چاہیے کہ وہ اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے۔ ڈرے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ (العمران : ۲۸)

اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے

ف : جس طرح ایک شفیق باپ کا بیٹا انگلستان چلا جاتا ہے، باپ بیٹے کو خط لکھتا ہے "کہ تم نوکری کرنے کے لئے گئے ہوئے ہو۔ اگر برائیوں میں پھنس گئے، تو یاد رکھو، آخر کو تو میرے پاس ہی آنا ہے نا" ـــــ جس طرح باپ بیٹے کو برائیوں سے باز رہنے کے لئے خبردار کرتا رہتا ہے۔ اُسی طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور خبردار کرتا ہے، کہ آخر موت کے بعد تو میرے پاس ہی آنا ہے۔ میری گرفت بڑی سخت ہے۔ اس دنیا میں اگر تمہاری رسّی ڈھیلی چھوڑ دی گئی ہے، تو کوئی بات نہیں، تمہیں وہ وقت بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ جبکہ پسینے میں شرابور، نفسی نفسی پکارتے ہوئے میرے دربار میں روزِ محشر کو حاضر کئے جاؤ گے، اس دن کوئی مجھ سے بچ نہیں سکے گا۔ مگر میری رحمت کے ساتھ۔ اللہ تعالےٰ اس لئے بار بار اِتَّقُوا کا حکم دے رہا ہے کہ بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ ورنہ میں یہ کرتا وہ کرتا ـــــ چونکہ اللہ تعالےٰ، بچے پر ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان ہے، اس لئے بار بار خبردار کرتا ہے۔ جس کام کے لئے تمہیں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ وہی کام کرنا۔ اسے چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول نہ ہونا ـــــ جس طرح باپ اپنے بیٹے کو بار بار خط لکھتا ہے

کہ جس کام کے لئے تم اپنے ملک، بہن بھائیوں، عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر گئے ہو۔ وہی کام کرنا۔ کسی اور کام میں پھنس کر اپنے مقصد کو نہ بھول جانا۔ اگر ایسا کیا، تو یاد رکھو، آخر تو ایک دن میرے پاس ہی واپس آنا ہے۔ پھر تمہاری خبر لے لوں گا۔ یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ (العمران : ۲۹)

اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

ف : کوئی انسان دوسرے انسان پر، کوئی بھائی دوسرے بھائی پر، کوئی دوست کسی دوست پر، کوئی والد اپنے کسی بچے پر، کوئی ماں اپنی اولاد پر اس قدر مہربان نہیں ہو سکتی۔ جتنا کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ یعنی اللہ اپنے بندوں پہ ماں سے سو گنا زیادہ مہربان ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا
(الشعرآء : ۱۰۸) مانو!

ف : تقویٰ کے تین مراتب ہیں — پہلا یہ ہے۔ کہ بندہ شرک و کفر سے پوری طرح بچے — دوسرا یہ ہے۔ کہ تمام کبائر سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ صغائر سے بھی پوری طرح بچنے کی پوری کوشش کرے — تیسرا یہ ہے، کہ اپنے دل کو ماسوا اللہ سے پاک کرے، اور کسی غیر کا خیال بھی دل میں نہ آئے — یہ مبارک مشغلہ کوئی ایک دو دن کے لئے نہ ہو۔ ساری عمر کے لئے ہو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا مسلمانو! اللہ سے ڈرو! جیسا
اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ مسلمان ہو کر مرو۔

(العمران : ۱۰۲)

ف : یعنی ایسے ڈرے، جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے، اور یہ ڈر بھی کسی مقررہ میعاد کے لئے نہ ہو۔ ہمیشہ ہو۔ کسی کتاب میں شیر کا قصہ پڑھ کر ڈر نہیں آتا۔ جب تک کہ

بندہ جنگل میں کسی شیر کو دیکھ نہیں لیتا۔ یا شیر کے دہاڑنے کی آواز سن نہیں لیتا۔ ڈر نہیں آتا

جوں جوں کوئی اللہ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ ڈر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جتنا جسے قرب حاصل ہوتا ہے۔ اتنا ہی وہ متقی ہوتا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (العمران : ۱۲۲) — پس اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم شکر گذار ہو

ف : متقی شکر گذار بھی ہوتا ہے۔ تقویٰ بہت سی صفات کے مجموعہ کا اصطلاحی نام ہے۔ شکر گذاری صرف تقویٰ ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ تقویٰ اللہ کی بڑی عطا ہے۔ جسے عطا ہو جائے، وہ اللہ کا شکر گذار بن جاتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا — لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُسی (جان) سے اس کا جوڑا

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النّسآء : ۱)

پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو پھیلایا اور اللہ سے ڈرو۔ جس کے ذریعہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتوں سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ (النّسآء : ۹)

اور ڈریں وہ لوگ، کہ اگر وہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ دیں تو ان کے بارہ میں انہیں خوف ہو تو انہیں چاہیئے کہ اللہ سے ڈریں اور راہ کی بات کہیں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا

اور ہم نے ان لوگوں کو، جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی، اور تم

اللّٰہَ ط (النسآء: ۱۳۱) کو تاکیدی حکم دیا۔ کہ اللہ سے ڈرو

ف : اس لئے کہ جو بھی اللہ سے ڈرا کامیاب ہوا۔ اللہ سے ڈرنے والے نافرمانی کے کام نہیں کر سکتے۔ اللہ کا خوف برائی کے کاموں سے روکے رکھتا ہے۔ انہیں یہ جرأت نہیں پڑتی، کہ اللہ کی موجودگی میں اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کریں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ (المائدہ: ۲) اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ ط (المائدہ: ۳) آج کافر تمہارے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

ف : کافروں کو ثابت ہو گیا ہے۔ کہ سچے اور پکے مسلمان کو نہ تو ڈرایا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی انہیں کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے لہٰذا وہ اپنے دینِ اسلام سے کبھی بھی اعراض نہیں کر سکتے۔ کٹ

تو سکتے ہیں، مگر ہٹ نہیں سکتے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ (المائدہ : ۴)

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (المائدہ : ۷)

اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ جانتا ہے جو سینوں میں (چھپا) ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدہ : ۸)

اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمھارے عملوں سے خبردار ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

اور اللہ سے ڈرو، اور چاہیئے کہ مومن اللہ ہی پہ بھروسہ رکھیں

(المائدہ : ۱۱)

ف : اس لئے۔ کہ اللہ کے ملک میں اللہ کے سوا نہ تو کوئی کسی کو کسی بھی قسم کا نفع پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ ہی نقصان — مگر جتنا کہ اللہ نے کسی کی قسمت میں مقدر کیا ہوتا ہے۔ پھر کیوں نہ ہر معاملہ میں اللہ ہی کی طرف رجوع کیا جائے۔ یا حی یا قیوم! واضح ہو۔ کہ متوکل کو اعلیٰ درجہ کے ایمان کی ضرورت ہوتی ہے جس کا جتنا پکا ایمان ہوتا ہے، اتنا ہی وہ کامل متوکل ہوتا ہے۔ اور متوکل کو اللہ پہ ایسے ہی بھروسہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ بچہ کو ماں پر

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

مسلمانو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(المائدہ : ۳۵)

ف : واضح ہو۔ کہ اس آیت مقدسہ میں وسیلہ سے مراد شیخ کامل کی ذات ستودہ صفات ہے۔ صرف نماز روزہ نہیں۔ کیونکہ صوم وصلوٰۃ تو اِتَّقُوْا میں ہی آ گئے ہیں۔ اور اگر وسیلہ میں بھی یہی مراد لئے جائیں، تو تحصیل حاصل لازم آتا ہے۔ اور یہ باطل ہے۔ اور اہلِ علم وفضل پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

جس طرح کہ روٹی پکانے کے لئے روٹی اور آگ کے درمیان توے کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح خدائے عزّوجلّ کو پانے کے لئے شیخ کا وسیلہ ضروری ہے۔ میاں صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

جے لکھ حیلے نال دلیلے کریئے باہجھ وسیلے
پُور بیڑی دا پار نہ لگّے باہجھ ملّاح رنگیلے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (المائدہ : ۴۴)

تو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو۔

ف : پس معلوم ہوا۔ کہ دینِ اسلام کے کسی کام پر اجرت نہیں

لینی چاہیئے۔ ہر دینی کام کو اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرنا چاہیئے اور یہ اجرت اگرچہ لاکھوں کی تعداد میں ہو۔ رضائے الٰہی اور آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (المائدہ : ۵۷)

اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو

(المائدہ : ۸۸)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ (المائدہ : ۹۲)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو

ف : یاد رہے۔ کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اطاعت الٰہی ہے۔ اس کے بغیر اطاعت الٰہی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور انبیاء کرام علیہم السّلام کی بعثت سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ ورنہ کفار بھی اطاعت الٰہی کے مدعی تھے۔ مگر ان کی اطاعت کوئی رنگ نہ لاسکی۔ کیونکہ وہ اطاعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ — اور اللہ سے ڈرو۔ جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے

(المآئدہ : ۹۶)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ — سوائے عقلمندو! اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ

(المآئدہ : ۱۰۰)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۔ اور اللہ سے ڈرو اور سنو
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ اور اللہ بدکار لوگوں کو ہدایت
الْفٰسِقِيْنَ ○ نہیں کرتا۔

(المائدہ : ۱۰۸)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ (عیسیٰ نے) کہا۔ کہ اللہ سے
مُّؤْمِنِيْنَ ○ (المائدہ: ۱۱۲) ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور یہ کہ تم نماز کو قائم رکھو
وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اور اس سے ڈرو۔ اور وہی ہے
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ جس کی طرف اکٹھے کئے جاؤ
(الانعام : ۷۲) گے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

○

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الانعام : ۱۵۵)

اور یہ کتاب ہے۔ اس کو ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے۔ تو اسکی پیروی کرو اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ف : بے شک تقویٰ اللہ کی رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانفال : ۶۹)

اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ف : اللہ رب العزت سے ڈرنا تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ انسان دل و جان سے اس کے اوامر و نواہی کی پابندی اختیار کرے۔ ورنہ زبانی جمع خرچ سے کچھ فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے

مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ط

گا۔ اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے کچھ کام آنے والا ہے۔

(لقمٰن : ۳۳)

ف : اس آیت مقدسہ اور دیگر آیاتِ مبارکہ میں جہاں یوں فرمایا گیا ہے۔ کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ وہاں ہر مقام پر کافر ہی مراد ہے۔ کہ کوئی کافر کسی کافر کے کام نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان کسی کافر کو فائدہ پہنچا سکے گا۔ ہاں! مومن اپنے مومن بھائی کے ضرور کام آئے گا۔ ایک دوسرے کی شفاعت بھی کرے گا۔ بے شمار آیات و احادیثِ مبارکہ اِس دعوٰی پر ناطق و شاھد ہیں۔

○

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۱)

اے نبیؐ! اللہ سے ڈر۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مان۔ بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ اتَّقِیِنَّ اللّٰہَ ط (الاحزاب : ۵۵) — اور (اے نبیؐ کی بیبیو!) اللہ سے ڈرو !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ — مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ اور درست بات کہو

(الاحزاب : ۷۰)

ف : اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم ہوا ہے۔ تقویٰ اور صداقت — اور یہی دو باتیں انسانی زندگی کی کامیابی و مغفرت کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ تقویٰ و صداقت سے عند اللہ نجات حاصل ہوگی۔ اور عند الناس ایک ذمہ دار قابل انسان ٹھہرایا جائے گا۔ اور اس کا ہر قول و عمل ہر کسی کے لئے سند اور حجت ہوگا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — (اے نبیؐ! میری طرف سے) کہدے

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ط — کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو
(زمر : ۱۰) — اپنے پروردگار سے ڈرو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ط — یہ (عذاب) اللہ اس سے اپنے
يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○ — بندوں کو ڈراتا ہے۔ تو اے میرے
(زمر : ۱۶) — بندو۔ مجھ سے ڈرو !

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا — مسلمانو! اللہ اور اس کے رسولؐ
تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ — سے آگے نہ بڑھا کرو۔ اور اللہ
وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ — سے ڈرو۔ بے شک اللہ سننے
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ — والا جاننے والا ہے۔

(الحجرات : ۱)

ف : اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس چیز کو وہ حرام و حلال قرار دیں۔ اسی پر اکتفا کرو۔ اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام و حلال نہ کہا

کرو۔ کیونکہ شارع تو وہ ہیں۔ اور تم تو ایک محکوم بندے ہو۔

الحاصل — اس کے اوامر و نواہی واضح ہیں۔ ان میں کسی نوعیت کی کمی بیشی نہ کرو۔

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الحجرات : ۱۰)	اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم پہ رحم کیا جائے۔

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○	اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے

(الحجرات : ۱۲)

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ	مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحدید : ۲۸)

حصّہ دے۔ اور تمھارے لئے نور پیدا کر دے۔ جس کی روشنی میں تم چلو۔ اور تمھیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

○

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا ہے :

لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (الحدید : ۲۹)

تاکہ اہلِ کتاب جان لیں، کہ وہ اللہ کے فضل سے کسی چیز پر قادر نہیں ہیں۔ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

○

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک جان اس شے پر نظر رکھے، جو اس نے کل

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الحشر : ۱۸)

کے لئے آگے بھیجی ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ ان باتوں سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا (تغابن : ۱۶)

پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ اور (حکم) سنو اور اطاعت کرو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ (الطلاق : ۱)

اور اللہ اپنے پروردگار سے ڈرو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○

پس اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو۔ وہ عقلمند جو ایمان لائے ہیں اللہ نے تمہاری طرف نصیحت

(الطلاق : ۱۰) اتاری ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○ (نوح : ۳)

یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا حکم مانو !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ط (الاحزاب : ۳۷)

اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے اور اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ط (المدثر : ۵۶)

وہی اس کا اہل ہے۔ کہ اس سے ڈریں۔ اور وہی مغفرت کرنے کا اہل ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ	اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی
نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا	جان کسی جان کی طرف سے کچھ
يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا	کفایت نہ کرے گی اور نہ اس کی
يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ	طرف سے سفارش ہی قبول کی
لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○	جائیگی۔ اور نہ اس سے کچھ عوض
البقرہ	لیا جائے گا۔ اور نہ اس کی مدد ہی
۴۸	کی جائے گی۔

ف :- خوب یاد رہے۔ کہ یہاں پہلے نفس اور دوسرے نفس سے مراد کافر ہے۔ یعنی کوئی کافر نفس کسی کافر نفس کے کام نہیں آئے گا۔ مگر مومن نفس مومن نفس کے ضرور کام آئے گا۔ اور ہر مومن نفس اپنے بھائی کی شفاعت وغیرہ کرے گا۔ آیات واحادیث اس مضمون پر منطبق ہیں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ	اور اس دن سے ڈر، جس دن کوئی
نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا	جان کسی جان کے کچھ کام نہ آئے

يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○
(البقرہ : ۱۲۳)

گی اور نہ اس سے عوض ہی قبول کیا جائیگا اور نہ اس کو سفارش ہی نفع دے گی۔ اور نہ ان کی مدد ہی کی جائے گی

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
(البقرہ : ۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر ایک جان کو، جو اس نے (اچھا یا بُرا) کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ف : یعنی کسی کی نیکیاں گھٹائی نہ جائیں گی اور بدیاں بڑھائی نہ جائیں گی۔ ہر نیکی کا پورا پورا ثواب عطا کیا جائے گا۔ اور ہر بدی کی پوری سزا مرتب ہو گی۔ بشرطیکہ اس نے توبہ نہ کی ہو ورنہ بدی بھی نیکی ہی بن جائے گی۔ اور ظلم کا یہی معنیٰ ہے۔
اللہ تعالےٰ ارحم، اکرم اور اغفر ہے۔ اس کے کرم کی وسعت انسان کے درک میں نہیں آسکتی۔ بعض دفعہ اللہ بندے کی توبہ

سے ایسے خوش ہوتے ہیں۔ کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور یہ کرم کی وسعت کی ایک حد ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (التوبہ : ۳۶)

اور جان لو۔ کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

ف : پھر اُسے کسی دوسرے کی کیا حاجت رہی۔ جس کے پاس کل کائنات کا خالق و مالک و معبود موجود ہو۔ اُسے پھر کسی اور کی معیت کی کیا ضرورت رہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ (النحل : ۱۲۸)

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو نیکوکار ہیں۔

ف : جب کسی صالح انسان کو اللہ تعالےٰ کی معیت حاصل ہو جائے، تو پھر کوئی شیطان جن اور موذی چیز اس پر غالب نہیں آسکتی۔ بلکہ اس کے سامنے زیر رہے گی۔ "جہاں

رب ۔ وہاں سب ۔"

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ اور اللہ متقیوں کا دوست ہے

(الجاثیۃ : ۱۹)

ف : اور اللہ کا دوست اللہ کے ملک میں اللہ کے سوا کسی اور کا اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہیں ہوتا ۔ کسی گاؤں کے بے قدر چوہدری کے دوست کے مزاج کی انتہا نہیں ہوتی ۔ تو پھر اللہ کے دوست کے تو کیا کہنے ۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○

ہاں ! جس نے اپنے عہد کو پورا کیا ۔ اور ڈرا ۔ تو بیشک اللہ متقیوں سے محبت رکھتا ہے ۔

(العمران : ۷۶)

ف : جس خوش بخت انسان سے اللہ تعالےٰ محبت کرے اس سے دنیا کی ہر چیز محبت کرنے لگ جاتی ہے ۔ اور وہ

ہر چیز کا محبوب و مقبول بن جاتا ہے۔ فَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ فَكَانَ اللّٰهُ لَهٗ ۔ "جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے"!

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○ (البقرہ : ۲۴)

پس اُس آگ سے ڈرو۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں وہ آگ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ف : دوزخ کا ایندھن انسان تو ہوئے اور پتھروں کو ایندھن اس لئے بنایا جائے گا۔ تاکہ کافروں کو پتہ چلے۔ کہ یہ ہمارے خدا بھی ہمارے ہی ساتھ دوزخ میں ڈالے گئے ہیں۔ ہمیں کسی بھی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (البقرہ : ۵)

یہی لوگ (جو متقی ہیں) اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

ف : ہدایت کے دو معنی ہیں۔ ایک ارادۃ الطریق۔ یعنی مطلوب کا راستہ دکھا دینا۔ دوسرا ایصال الی المطلوب۔ یعنی طالب کو مطلوب تک پہنچا دینا۔ یہاں دوسرا معنیٰ مراد ہے۔ کہ یہ متقی لوگ اللہ تعالےٰ تک پہنچ چکے ہیں۔ اور یہی حقیقی کامرانی و کامیابی ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (الاعراف : ۲۰۱)	بیشک جو لوگ ڈرتے ہیں جب انہیں شیطانی وسوسہ پہنچتا ہے، تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر فوراً ہی وہ بینا ہو جاتے ہیں۔

ف : وسوسہ کا معنیٰ ہے شیطان بندے کے دل میں بری بات کا القا کرے۔ اگر انسان اس کی تعمیل کر دے۔ تو ماخوذ ہوگا۔ اگر اُسے برا خیال کرتا رہے۔ اور تعمیل نہ کرے۔ پھر خواہ کتنے ہی وساوس و خطرات آتے رہیں۔ تو ایسا شخص عند اللہ ماخوذ نہ ہوگا اور وہ وسوسہ کیا گیا ہے۔

دل ایک گذرگاہ ہے۔ اس پر جیسے بادشاہ کو گذرنے کا حق ہے

اُسی طرح چمار کو بھی۔ یہی حال نیک و بد خیالات کا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ (المائدہ : ۲۷)

اور تو بس متقیوں ہی سے (اعمال) قبول کرتا ہے

ف : اللہ رب العالمین کے نزدیک صرف وہ اعمال مقبول ہوتے ہیں، جو کتاب اور سنت کی اتباع میں کئے جائیں، اور جن میں اخلاص پایا جائے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ○ (التوبہ : ۴)

بے شک اللہ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا

جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف بنا کر اکٹھا کریں گے۔

○

ف : پرہیزگاروں کو نہایت عزت وعظمت اور شان وشوکت سے براقوں پر بٹھا کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ عالم پناہ میں پیش کیا جائے گا۔ اور وہ اس روز دید کی عید سے نہایت محظوظ ومسرور ہوں گے۔ اور حقیقی مسرت اسی کا نام ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (الحجرات : ۱۳)

بیشک اللہ کے نزدیک تم سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

ف : عند اللہ بزرگی اُسے ہی حاصل ہے، جو زیادہ متقی ہو۔ ورنہ مال و دولت زر وجواہر سے تو عموماً مقبولیت چہ معنیٰ۔ یہ تو اس سے دوری کے اسباب و وسائل بنا کرتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ!

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ (النسآء : ۷۷)

اور آخرت اس کے لئے جو ڈرا بہتر ہے۔

ف : آخرت تو ہر شخص کے لئے ہے۔ خواہ وہ کافر ہو یا مومن

مگر بہتر آخرت اسی کو حاصل ہوگی، جو مومن ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ سے ہر حال میں ڈرنے والا ہوگا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (الانعام : ۳۲)	اور دنیا کی زندگی تو کھیل اور دل بہلاؤ ہے، اور بے شک آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں۔ بہتر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

ف : دنیا کی کوئی چیز عند اللہ کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ بلکہ وہ تو واقعی ایک کھیل و کود ہے۔ اور عند اللہ آخرت ہی بڑی نعمت ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو۔ کہ اللہ نے دنیا کو زندگی اور کھیل کود سے تشبیہ دی ہے۔ اور کھیل کھیلنا بچوں کا کام ہوتا ہے۔ عقلمندوں کا کام نہیں۔ کبھی کسی نے کسی عقلمند کو بھی بچوں کے سے کھیلوں میں مشغول دیکھا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ اور نیک انجام متقیوں کا ہے

(الاعراف : ۱۲۸)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اور آخرت کا گھر ان کے لئے بہتر ہے۔ جو ڈرتے ہیں۔

(الاعراف : ۱۶۹)

ف : یہ دنیا کا بے قدر مٹی کا گھر بھلا آخرت کے گھر کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ ناپائیدار اور فانی، وہ ابدی اور باقی۔ اس میں سدا نہیں رہنا اور وہاں سدا رہنا ہے۔ یا حیُّ یا قیوم! دنیا کی بڑی سے بڑی چیز آخرت کی کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کے برابر نہیں ہو سکتی۔ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ بیشک نیک انجام متقیوں کا ہے

(ھود : ۴۹)

ف : ہر شے کا دار و مدار انجام پہ موقوف ہوتا ہے — اور

اہلِ تقویٰ کو اللہ سے ڈرنے کی بدولت ۔ اللہ بے خوفی کا لبادہ اوڑھا دیتا ہے ۔ اور اُسے کسی بھی قسم کا نہ غم باقی رہتا ہے نہ خوف

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (یوسف : ۱۰۹)	اور بے شک آخرت کا گھر اُن کے لئے جو ڈرتے ہیں، بہتر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں ؟

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰہٰ : ۱۳۲)	اور نیک انجام تقویٰ کا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○	وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے ۔ جو زمین میں نہ بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد ۔ اور نیک انجام

(القصص : ۸۳) متقیوں کا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ اور آخرت تیرے پروردگار کے
(الزخرف : ۳۵) ہاں متقیوں کے لئے ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○
(الانفال : ۲۹)

مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے (فتح کے ذریعے حق و باطل میں) امتیاز پیدا کر دے گا۔ اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○

مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ اور درست بات کہو۔

(الاحزاب : ۷۰)

ف : ایسی کلام، جس میں کہ بداخلاقی کا نام تک نہ ہو صحیح اور شیریں کلام بہترین اخلاق اور فطرت کو محبوب ہوتا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

(الاحزاب : ۷۱)

وہ تمام اعمال درست کردے گا۔ اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا تو بیشک اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ○

(یٰسٓ : ۱۱)

(اے نبیؐ) تو تو بس اسی کو ڈرا سکتا ہے۔ جو نصیحت کے پیچھے لگا۔ اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرا۔ تو تُو اسے مغفرت اور عزت کے اجر کی بشارت دے۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (زمر : ۳۳)

اور جو سچی بات لایا اور (جس نے) اس کو سچ جانا۔ تو وہی لوگ متقی ہیں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ○ۚ (زمر : ۳۴)

ان کے لئے جو وہ چاہیں، ان کے پروردگار کے ہاں موجود ہے یہی نیکوکاروں کی جزا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ زمر : ۳۵

تاکہ اللہ ان سے وہ برے کام جو انہوں نے کئے ہیں دور کردے اور انکو ان کے اچھے کاموں کا جو وہ کر رہے ہیں۔ اجر دے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ○ الطلاق : ۵

اور جو اللہ سے ڈرے گا، اور اس کے گناہ اس سے دور کر دیگا اور اس کو بڑا اجر دیگا۔

ف : ہر انسان سے عموماً گناہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے۔ تو اس کا گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسا کہ اس نے کوئی بھی گناہ نہیں کیا ہوتا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ (ملك : ۱۲)

جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ (البينة : ۸)

خدا ان سے خوش ہوا۔ اور وہ خدا سے خوش ہوئے۔ یہ (اجر) اس کیلئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرا

ف : یاد رہے۔ کہ اگرچہ دنیا و آخرت میں بے شمار نعمتیں

موجود ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کی رضاء و لقاء سے کوئی بھی نعمت بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ جسے یہ دو نعمتیں ملیں، اسے ہر چیز نصیب ہوئی، ورنہ کچھ بھی نہ ملا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط (الطلاق : ۲)

اور جو اللہ سے ڈرے گا۔ اللہ اس کیلئے راہ نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیگا۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

ف : اس آیت مبارکہ میں توکل کی تعلیم دی گئی ہے۔ کہ متوکل انسان کا کوئی بھی کام کبھی رک نہیں سکتا۔ ؏

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

اور حقیقی توکل یہی ہے۔ کہ اسباب کو چھوڑ کر مسبب کی طرف متوجہ ہو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ○

اور جو ڈرے گا اللہ سے۔ سو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا

(الطلاق : ۴) کر دے گا

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (البقرہ : ۲۱۲)

اور جو ڈرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن ان (کافروں) کے اوپر ہوں گے

○

اللہ رب العلمین نے فرمایا ہے :

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝

العمران

۱۵

(اے نبیؐ) کہدے۔ کیا میں تمھیں اس سے بہتر بتلاؤں ؟ اُن لوگوں کیلئے جو ڈرے۔ اُن کے پروردگار کے ہاں ایسے باغ ہیں جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی طرف سے رضامندی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

ف : جنت میں ہر مسلمان کو بہتر حوریں نصیب ہوں گی اور چار نہریں دودھ، شراب، پانی اور شہد کی ہونگی۔ ایک دفعہ کا پی لینا ہی کافی ہوگا۔ پھر کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ ہاں! تلذذ کے طور پر سب کچھ ہوگا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (العمران : ۱۶)

وہ (ڈرنے والے) جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے۔ ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ○ (العمران : ۱۷)

وہ ہیں صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبردار اور خرچ کرنے والے اور ہر صبح کے وقتوں میں معافی مانگنے والے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○

(العمران : ۱۹۷)

لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرے ان کے لئے باغ ہیں، جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں یہ اللہ کے پاس مہمانی ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کیلئے بہتر ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ○

(الحجر ۴۵، ۴۶)

بیشک متقی باغوں اور چشموں میں ہیں (کہا جائیگا) ان میں امن سے سلامتی کے ساتھ داخل ہو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

اور ان لوگوں سے جو ڈرے پوچھا گیا۔ کہ تمھارے پروردگار نے کیا اتارا ہے ؟ انہوں نے کہا خیر جن لوگوں

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(النحل : ۳۰)

نے اس دنیا میں نیکی کی۔ ان کے لئے نیکی ہے۔ اور آخرت کا گھر بہتر ہے۔ اور بیشک متقیوں کا گھر اچھا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(النحل : ۳۱، ۳۲)

ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان کے لئے ان باغوں میں وہ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ اللہ متقیوں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے۔ جن کو فرشتے ایسی حالت میں مارتے ہیں۔ کہ وہ پاک ہیں (اور) کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو جنت میں داخل ہو بدلہ اسکا جو تم کرتے تھے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط (الفرقان : ۱۵)

(اے نبیؐ) کہہ بھلا یہ (عذاب) بہتر ہے یا ہمیشہ کا بہشت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ (الشعرآء : ۹۰)

اور بہشت متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

هٰذَا ذِكْرٌ ط وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ○ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ○ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ○

یہ تو نصیحت ہے اور بیشک متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کیلئے کھلے ہوں گے۔ ان میں وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ ان میں وہ بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگواتے ہوں گے، اور ان کے پاس ہی نیچی آنکھیں رکھنے والی ہم عمر عورتیں ہونگی یہ ہے

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ	جس کا تم سے قیامت کے دن کے
مِنْ نَّفَادٍ ۝	لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ
(صٓ : ۴۹ تا ۵۴)	ہمارا رزق ہے جس کیلئے ختم ہونا نہیں ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے
لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا	ڈرے۔ ان کے لئے بالاخانے
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ	ہیں۔ ان بالاخانوں کے اوپر بالاخانے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ	بنائے ہوئے ہیں۔ انکے نیچے نہریں جاری
وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ	ہیں۔ اللہ کا وعدہ کیا ہوا ہے
اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝	اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا
الزمر (الزمر : ۲۰)	

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے
اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى	ڈرے، گروہ در گروہ بہشت کی
اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ	طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○

(الزمر : ۷۳، ۷۴)

جب وہ اس میں آئیں گے اور اسکے دروازے کھولدیئے جائیں گے۔ اور اس کے خزانے کہیں گے۔ تم پر سلام ہو تم خوشحال ہوئے پس اس میں داخل ہو ہمیشہ کیلئے اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کیلئے ہی ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اس زمین کا وارث کیا۔ کہ ہم بہشت میں سے جہاں چاہتے ہیں جگہ لیتے ہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا اجر اچھا ہی ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○

بے شک متقی امن کے مقام میں ہیں۔ باغوں اور چشموں میں

(الدخان : ۵۱ تا ۵۲)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ
اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○
كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
عِيْنٍ ○ يَدْعُوْنَ فِيْهَا
بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ○
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ
اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ
وَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○

(الدخان : ۵۳ تا ۵۶)

وہ ریشمین، مہین اور دبیز لباس پہنیں
گے ایک دوسرے کے آمنے سامنے
بیٹھے ہونگے، یہ حال ہوگا۔ اور ہم ان
کو بڑی بڑی آنکھوں والی گوری عورتوں
سے بیاہ دیں گے، وہاں امن کے
ساتھ ہر ایک میوہ منگواتے ہونگے
اس میں سوائے پہلی (دنیا کی) موت
کے موت نہیں چکھیں گے اور اللہ ان کو
دوزخ کے عذاب سے بچائے گا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(الدخان : ۵۷)

یہ تیرے پروردگار کا فضل ہے یہی
بڑی کامیابی ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور جنت متقیوں کے قریب کی جائیگی

عَنِيْدٍ بَعِيْدٍ ○ دور نہیں ہوگی

(قٓ : ۳۱)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ (الذاریات : ۱۵) بے شک متقی باغوں اور چشموں میں ہیں

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ○ (الطور : ۱۷) بے شک متقی باغوں اور نعمت میں ہیں

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ○ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○ بے شک متقی باغوں اور نہر میں ہیں۔ سچ کی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے پاس

(القمر : ۵۴ تا ۵۵)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ (القلم : ۳۴)	بے شک متقیوں کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں والے باغ ہیں۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ (المرسلٰت : ۴۱ تا ۴۴)	بے شک متقی سایوں اور چشموں میں ہیں۔ اور میووں میں جس قسم سے چاہیں کھاؤ اور پیو۔ خوشگوار بدلہ اس کا۔ جو (عمل) تم کرتے تھے۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی عوض دیتے ہیں

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ۝ وَّ	بے شک متقیوں کیلئے کامیابی ہے۔ (یعنی) باغ اور انگور اور

كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝

(النبا : ۳۱ تا ۳۶)

کنواری ہم عمر عورتیں ۔ اور چھلکتے پیالے ۔ نہ اس میں بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھٹلانا ۔ تیرے پروردگار کی طرف سے یہ بدلہ ہے ۔ حساب کی رُو سے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝

(النبا : ۳۷)

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان چیزوں کے پروردگار رحمٰن کی طرف سے لوگ اس کی ہیبت کی وجہ سے اس سے بات پر قادر نہ ہونگے ۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ

اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہش

هِيَ الْمَأْوٰى ○ (النّٰزعٰت: ۴۰ تا ۴۱)

سے روکا۔ تو بے شک اس کا جنت ہی ٹھکانا ہے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ (الرّحمٰن: ۴۶)

اور اس کے لئے — جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا وہ جنت ہیں ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ○ مریم: ۷۲

پھر ہم ان کو جو ڈرے (دوزخ سے) بچالیں گے اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ

اور اللہ ان کو جو ڈرے ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا۔

اَلسُّوْٓءُ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ نہ انکو تکلیف ہی پہنچے گی اور نہ وہ
زمر : ۶۱ غمگین ہی ہوں گے ۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب
سے بچالے گا ۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ (الطور : ۱۸)

خوشیاں کرتے ہونگے اس پر، جو انکو ان کے پروردگار نے دیا اور ان کے پروردگار نے انکو دوزخ کے عذاب سے بچالیا

ف : انہیں عورتیں اور غلام نصیب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار پر انوار عطا ہوگا۔ یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ دوست اس دن بعض بعض کے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ دشمن ہوں گے۔ مگر متقی (ان
يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ سے کہا جائیگا) کہ اے میرے بندو!
الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ آج نہ تم پر کچھ خوف ہے اور نہ تم
(الزخرف : ۶۷) غمگین ہوگے

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا مسلمانو! اللہ سے ڈرو
اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ اور سچے لوگوں کے ساتھ
(التوبہ : ۱۱۹) ہو رہو۔

ف : نیکوں کے ساتھ رہنے میں بے شمار دینی، دنیوی برزخی اور اُخروی فوائد پوشیدہ ہیں۔ اور نیکوں کے ساتھ رہنا عام ہے۔ خواہ ظاہری ہو، خواہ باطنی۔ ظاہری تو یہ ہے۔ کہ انسان اپنے جسم کو ان کی بارگاہ میں پیش کرے۔ اور باطنی یہ ہے۔ کہ اپنے دل و دماغ کو ہر وقت ان کے جمال میں مستغرق رکھے۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ط اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ○ (ھود : ۷۸)

پس اللہ سے ڈرو۔ اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی شائستہ آدمی نہیں ہے ؟

ف : یہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم میں کوئی بھی سمجھدار نہیں۔ اگر ایک دانا و فرزانہ ہو۔ تو دوسروں کو سمجھا سکتا ہے !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ○ (الحجر : ۶۹)

اور اللہ سے ڈرو۔ اور مجھے رسوا نہ کرو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ○ (النحل : ۲)

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو مجھ ہی سے ڈرو !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ پس خاص مجھ ہی سے ڈرو

(النّحل : ۵۱)

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو
اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ بے شک قیامت کا دھکا بڑی
شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ چیز ہے۔

(الحج : ۱)

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ اور میں تمھارا پروردگار ہوں تو مجھ
(المؤمنون : ۵۲) ہی سے ڈرو۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ اور اللہ سے ڈرو۔ جس نے
بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ تم کو اس چیز کے ساتھ مدد دی
(الشعرآء : ۱۳۲) جو تم جانتے ہو

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ○

(الشعراء : ۱۸۴)

اور اللہ سے ڈرو۔ جس نے تمھیں اور پہلی خلقت کو پیدا کیا۔

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

العنکبوت : ۱۶

اور (اے نبیؐ) ابراہیمؑ کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈرو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو !

○

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○

(الروم : ۳۱)

اس کی طرف رجوع ہو کر اور اس سے ڈرو اور نماز پڑھو اور مشرکوں میں نہ ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ
سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اٰمِيْن

○

لِلتَّقْسِيْمِ وَالتَّوْزِيْعِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

لِانْتِفَاعِ وَالنَّفْعِ

لِجَمِيْعِ اُمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

لِمَرْضَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اٰمِيْن

○

طریقت کی ہر شے
نسبت ہی پہ موقوف ہے

جسے جس سے جتنی قوی نسبت ہوگی،
اتنی ہی اس کی رُوحانیت بلند ہوگی۔

نسبت ختم ـــــ ہر شے ختم
اور یہ ختم الکلام ہے!

نسبت کی اصل یہ ہے کہ
دم میں دم ہو ـ اور ـ قدم میں قدم
دِل میں دِل ہو اور ـ ہوش میں ہوش

جان میں جان ہو اور رُوح میں رُوح
کسی کی

اپنی کوئی مرضی ہو اور نہ ہی کوئی تمنّا
اُن کی مرضی ہی اس کی مرضی۔ اور
جس حال میں بھی وُہ رکھے،
اسی پر راضی ہو

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

○

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ سُبْحَانَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اٰمِيْن

امروز سعید : یکشنبہ یکم رجب المرجب ۱۳۸۹ ہجری المقدّس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلۂ اشاعت ۴۹
دعوت و تبلیغ الاسلام

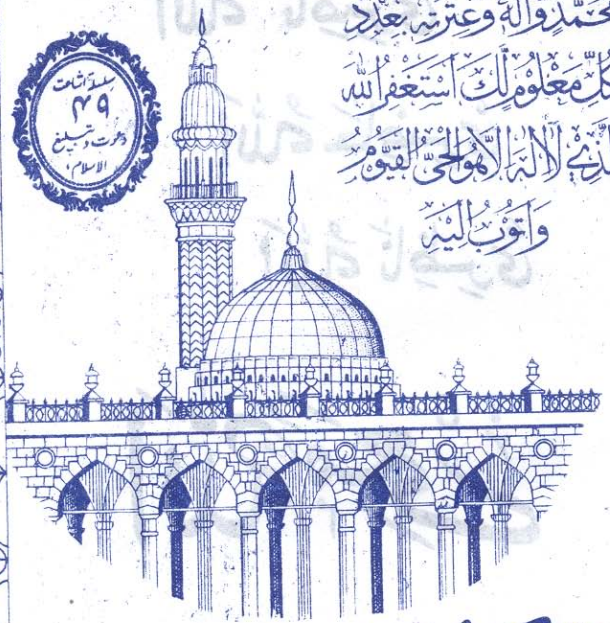

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ

ابوانس محمد برکات علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

اَللّٰہُ حَافِظِیْ

اَللّٰہُ نَاصِرِیْ

اَللّٰہُ حَاضِرِیْ

اَللّٰہُ نَاظِرِیْ

اَللّٰہُ مَعِیْ

فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا

ادبؔ

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ ـــ فَاللّٰہُ خَیْرٌ اً حَافِظًا

بندہ ہر شئے کر سکتا ہے

مگر ادب ـــ ہر قسم کے مجاہدہ کی تاب لاسکتا ہے

ـ دن بھر روزہ رکھ سکتا ہے

ـــ بھوک و پیاس کی شدت برداشت کر سکتا ہے

ـــ بڑے سے بڑے واقعہ پر صبر و شکر کر سکتا ہے

ـــ سر بازار بک سکتا ہے

ـــ قید و بند کی صعوبت جھیل سکتا ہے

ـــ لیکن ـــ

ادب کی میزان

پر کبھی پورا نہیں اتر سکتا

ہماری مسجد کی شمالی دیوار میں ہوا کے آنے جانے کے لئے ایک باریک جالیدار طاقی لگی ہوئی ہے۔ مسجد کے اندر بیٹھنے والے جالی دار طاقی کے بیچ میں سے باہر کھڑے ہونے والے ہر کسی کو اچھی طرح سے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن باہر کھڑے ہونے والوں کو اندر بیٹھنے والے بالکل دکھائی نہیں دیتے۔ اور وہ بے تکلف ایک دوسرے سے ہمکلام ہوتے اور جو منہ میں آئے بولتے اور ہاتھوں سے حرکات کرتے ہیں۔ ان کی تمام حرکات اندر بیٹھنے والے بخوبی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں بالکل پتہ نہیں ہوتا۔ کہ اندر کوئی ہے بھی کہ نہیں۔ یا ان کی یہ حرکات وہ دیکھ رہے ہیں۔ یا کہ نہیں۔ جب وہ طاقی کے ساتھ آنکھ لگا کر دیکھتے ہیں۔ کہ ساری مسجد بندوں سے بھری پڑی ہے، چُپ کر جاتے ہیں، کوئی حرکت نہیں کرتے

اِسی طرح

اللہ اور بندوں کا معاملہ ہے۔ جو ہم کہتے ہیں اللہ سنتا ہے۔ جو کرتے ہیں دیکھتا ہے۔ جو سوچتے ہیں وہ جانتا ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے دل میں نہیں اُترتی۔ کہ اللہ ہمیں

دیکھتا ہے ۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں۔کہ اللہ
ہمیں دیکھتا ہے ۔ یہ حجاب ہے ۔ اگر
یہ حجاب اٹھ جائے ۔ پھر ہم سے کبھی کوئی
بھی ناپسندیدہ حرکت سرزد نہ ہو ! "
جس طرح کہ اللہ کے ادب کا حق ہے ۔ اس طرح کسی نے
بھی نہیں کیا ۔ ساری دنیا میں گنتی کے چند بندے ہوں گے ، جو
اللہ کا ادب کرتے ہوں گے ۔

اللہ

ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ۔ باوجود اس کے ـــ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ،
اور ایسے کرتے ہیں ۔ جیسے کہ کوئی دیکھنے والا حاضر ہی نہیں ہوتا ـــ اسی
طرح ـــ بولتے وقت کوئی پرواہ نہیں کرتے ، کہ ہم جو کہہ رہے ہیں ، اللہ
اسے سُن رہا ہے ۔ لیکن اللہ کے سوا اگر کوئی دوسرا ہمارے پاس موجود
ہو ، پھر ہم اس کی موجودگی میں بہت سی بری باتوں کو کرنے کی جرأت
نہیں رکھتے ۔ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں ۔ جو ہم کسی کے بھی سامنے کبھی نہیں
کر سکتے ۔ بعض دفعہ کسی معمولی سے آدمی کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے
سوچ سوچ کر بولا کرتے ہیں ۔ مبادا کوئی نامعقول کلمہ ہم سے بولا جائے
" اسے ناپسند ہو ۔ لیکن جب ہم اکیلے ہوتے ہیں ـــ جو جی میں

آئے ۔ کہتے اور کرتے رہتے ہیں ۔ حالانکہ
کسی بھی وقت کوئی آدمی اکیلا نہیں ہوتا۔ ہر آدمی کے ساتھ
اللہ اور اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے دو محافظ حاضر و
موجود رہتے ہیں۔ جو ہماری بولی ہوئی ہر بات اور کیا ہوا ہر کام
قلمبند کیا کرتے ہیں۔ وہ ہم پہ مامور کئے گئے ہیں۔ کہ جو بھی
ہم کہیں اور کریں۔ اسی طرح لکھ لیں۔ اور پھر صبح و شام
بندے کی ساری کارگذاری کو اللہ کے حضور میں پہنچائیں۔
حالانکہ ان کے بغیر بھی اللہ ہماری ہر بات کو سنتے اور ہر
کام کو دیکھتے ہیں۔ ہماری کوئی بھی شئے اللہ سے اوجھل نہیں

اللہ اور بندے کے درمیان

یہ سب سے بڑا حجاب ہے

جب تک یہ نہیں اٹھتا۔ یہ بات دل میں نہیں اتر سکتی
بندہ کی کوشش سے یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا۔ یہ حجاب
اور دیگر تمام حجابات اللہ کی رحمت سے اٹھا کرتے ہیں۔
اللہ جب اپنے کسی بندہ پر احسان فرماتے ہیں ۔ یہ
حجابات اٹھا دیتے ہیں!

دنیا میں کون نہیں جانتا

کہ اللہ حاضر و ناظر ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی کام و کلام کے وقت نہ اس کے ادب کی پاسبانی کی جاتی ہے۔ اور نہ ہی اس سے ڈرا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ہمارے پاس کوئی معمولی سا حاکم بھی موجود ہو۔ تو اس کی موجودگی میں ہم پورے ادب کے پابند ہوتے ہیں۔ ڈر کے مارے کوئی فضول بات نہیں کرتے کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہیں نکالتے، جس میں ذرہ بھر گستاخی ہو۔

اے جانِ من!

تو کس کی تلاش میں کہاں کہاں مارے مارے پھرتا ہے؟ جس طرح ہم اللہ کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ بھی بندوں کی تلاش میں ہے — جس طرح ہم اللہ کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت بھی بندوں کی جستجو میں رہتی ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے کس بندے کے دل میں میری یاد ہے؟ میرا کون بندہ میری طرف متوجہ ہے، صرف میری طرف — میرے بندوں میں سے کون ایسا بندہ ہے۔ جس کا میں اور صرف میں مطلوب و مقصود ہوں۔ جو میرے سوا کسی اور شئے کا طلب گار نہیں —

وہ کون سا دل ہے ـــ جس دل میں کہ میری یاد کے سوا کوئی اور یاد نہیں ـــ اللہ بھی ہمیشہ اپنے ایسے بندوں کی تلاش میں رہتا ہے ـــ جو

اللہ کے لئے صرف اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ جنہیں اللہ کی رضا کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں ہوتی۔ جن کا جینا اور مرنا صرف اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے ـــ!

اللہ کی رحمت

اپنے ان بندوں کی جستجو میں رہتی ہے۔ جو اللہ کے دئے ہوئے حکموں کی فرمانبرداری کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ بڑا ہی قدردان ہے۔ اللہ کے فرمانبردار بندے بے شک اللہ کو مقبول و محبوب ہوتے ہیں، وہ اللہ سے ایسے ڈرا کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ اُن کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے ڈر کے مارے ذرا سی بھی برائی کا کام و کلام کبھی نہیں کیا کرتے۔ جھجک جھجک کر بولا کرتے ہیں۔ اللہ اپنے ایسے بندوں

کا ہر بات میں ہادی مطلق ہوتا ہے۔ قدم قدم
پہ راہنمائی فرماتا ہے ۔

شیخ کامل نے طالب کو یہ کلمہ سکھلا کر توحید کی شاہراہ پہ چلا
دیا ۔۔۔ کہ

اَنت الھادی اَنت الحق
لیس الھادی اِلاَّ ھُو

اُس نے یہ پوری وضاحت سے سمجھا دیا۔ کہ تیرا ہادی۔ تیرا
ربّ ہے، اور تیرے رب کے سوا تیرا کوئی ہادی نہیں

یہ ہے توحید کی راہ

تُو اس پہ اللہ کا برکت والا نام لے کر قدم رکھ!

اگر تو اپنے عشق میں سچا اور پکا ھوُا ۔۔ تو
اللہ کی قسم! ۔ اللہ کی رحمت تجھے کبھی گمراہ
نہ ھونے دیگی۔ اس راہ پہ شوق کی سواری پہ
سوار ھو کر گھوڑا دوڑائے چل ۔۔ آخر ایک
دن منزلِ مقصود پہ جا پہنچے گا ۔!
بندہ مخلوق ہے ۔۔ عقل سے توحید کا عارف نہیں ہو سکتا

خالق کی عنایت ہی سے مخلوق خالق کی عارف ہو سکتی ہے۔
بندے کے بس میں کوئی شئے نہیں ۔ بندے کو اللہ نے
پانی کے ایک قطرے سے مخلوق کیا ۔ اور اُسے
کیا کیا مقامات بخشے ۔ اس میں بندے کا کوئی کمال نہیں۔
بندے کو جو بھی کچھ عطا ہوا یا ہوگا ۔ اللہ کی عنایت ہی کی بدولت ہے

بندہ

کسی بھی بات پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ نہ
اپنی مرضی سے آیا ۔ اور نہ ہی اپنی مرضی
سے جانے والا ہے۔ اللہ نے بھیجا ۔ آیا۔ جب
اللہ چاہے گا ۔ واپس لے جائے گا
اُسے یہ بالکل معلوم نہیں۔ کہ
وہ پل بھر کے بعد کیا کرنے والا ہے۔ یا کیا کچھ اس سے ہونے
والا ہے۔ اس کی کسی بھی معاملہ میں کبھی اپنی مرضی نہیں چلتی
جو یہ چاہتا ہے کبھی نہیں ہوتا ۔ لیکن جیسے وہ چاہتا ہے
ہو کر رہتا ہے ۔ اسے یہ کبھی روک نہیں سکتا ۔ بندہ
بیچارہ ہر وقت ہر معاملہ میں اللہ کی قدر کا مقدور۔
اور حکم کا محکوم ہے ۔ اپنی ذات کے لئے بھی کچھ کرنے

کی قدرت نہیں رکھتا — بیٹھے بیٹھے بیمار ہو جاتا ہے۔
بڑے سے بڑا حاذق حکیم بھی اپنے مرض کا علاج نہیں کر سکتا
جب تک اللہ کی طرف سے شفا نہیں آتی — کوئی دوائی کارگر
نہیں ہوتی — !

جب چاہتا ہے

معمولی سے آدمی کو سرداری بخش دیتا ہے۔ جس سے چاہتا
ہے، چھین لیتا ہے۔ کسی کو اپنے ملک میں عزت کا تاج پہنا
دیتا ہے — اور کسی کو ذلیل کر دیتا ہے — اپنے جس بندے
پہ خوش ہو کر اس سے بھلائی کرنا چاہتا ہے — تو اسے اپنے
دین کا فہم عطا فرما دیتا ہے۔ اپنے دین کی تبلیغ کے
لئے مقبول فرما لیتا ہے

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! یا حیُّ یا قیّوم!

جب تک تو اپنے لطف و کرم سے ہمیں

وَھُوَ مَعَکُمْ

کی حقیقت کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں فرماتا۔

ہم گنہگار اگرچہ لاکھ کوشش کریں، تیری ذاتِ گرامی کا وہ

ادب

جیسا کہ تیرا حق ہے، نہیں کر سکتے۔!

○

اِس

دارُالاحسان

کی عزت و حرمت اس میں ہے، کہ ہم گنہگار ہر وقت ہر حال میں ایسے رہیں۔ جیسے کہ تجھ کو دیکھ رہے ہوتے ہیں — یا جیسے کہ تو ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے، جب تک ہم پہ

احسان کی حقیقت

کا یہ راز پوری طرح منکشف نہیں ہوتا — ہم کسی بھی طرح صحیح الحال بندے نہیں بن سکتے — نہ کسی برائی سے بچ سکتے ہیں۔ اور نہ کسی نیکی کو اخلاص کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

ہمارا یہ حال وقتی نہ ہو — ہمہ وقتی ہو

یاحیُّ یاقیُّومُ!

بندہ پہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت آتی ہے، اللہ کو حاضر وناظر مان لیتا ہے۔ اور سچے دل سے یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ اس کا رب اس کے پاس ہے۔ ہر وقت، ہر جگہ اس کے ساتھ ہے۔ کسی بھی وقت اس سے دور نہیں۔

جب یہ حالت ہوتی ہے

گناہ ختم ہو جاتے ہیں — اور

بندہ ماسوا سے بے نیاز ہو جاتا ہے

نہ کسی سے دوستی رہتی ہے نہ دشمنی

مگر اللہ کے لئے — صرف اللہ کے لئے

نہ کسی سے کوئی خوف رہتا ہے، نہ امید

اور نہ ہی کوئی پرواہ!

اللہ کی معیّت بہت بڑی معیّت ہے — بندہ جب

اَللّٰہُ مَعِیْ

کے خیال میں محو ہو جاتا ہے — بُت بن جاتا ہے

حُکم کا محکوم ہو جاتا ہے — اپنی مرضی سے کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتا — پھر اس کے تمام امور دینی ہوں یا دنیوی — اللہ کے حوالے ہوتے ہیں۔

اور

اللہ ربّ العلمین، ارحم الراحمین
اکرم الاکرمین اور احکم الحاکمین
اُس کے وکیل بن جاتے ہیں
اور ۔ کفیل بن جاتے ہیں
۔ حفیظ بن جاتے ہیں
اور ۔ نصیر بن جاتے ہیں
اللہ کی رحمت یہ گوارا ہی نہیں کرتی ۔ کہ اس کا
کوئی معاملہ اس کے سوا کسی اور کا محتاج ہو ۔
اس کا ہر معاملہ ۔ اللہ کا اپنا معاملہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ

سلطان الملک

محاذ پہ لڑنے والے ہر مجاہد کی ہر شے کا
کفیل ہوتا ہے ، اُسی طرح اللہ بھی اپنی راہ میں
چلنے والے ہر کسی کے ہر معاملہ کا والی وارث
ہوتا ہے ۔ اس کا کوئی معاملہ اللہ کے سوا کسی اور
کا کبھی محتاج ہو سکتا ہی نہیں ۔ !

یا حیّ یا قیّوم

* یہاں نفس کی لذّات کا خاتمہ ہو جاتا ہے
* کوئی لذّت باقی نہیں رہتی
* اس حال میں نفس جینے پہ مرنے کو ترجیح دیتا ہے
* اسے اس حال میں جینا مشکل ہوتا ہے، مرنا مشکل نہیں ہوتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمُ

* معیّت کی محویّت جب تیز ہو جاتی ہے
* آنکھوں میں حیا آجاتی ہے، نیچی ہو جاتی ہیں، پھر کبھی اوپر نہیں اٹھتیں، کسی غیر محرم کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتیں، ایسے ہو جاتی ہیں، جیسے کہ ان میں بینائی ہی نہیں ہوتی

اسی طرح

اُس خوش نصیب بندے کی زبان گُنگ ہو جاتی ہے۔ گویائی کی طاقت نہیں رہتی — بندہ جب خاموشی کی لذّت سے واقف ہو جاتا ہے۔ گذری ہوئی عمر پہ پچتاتا ہے۔ کہ وہ کیوں اتنی عمر بولا — کیا ہی اچھا ہوتا — کبھی کچھ نہ کہتا — ہمیشہ گُنگ رہتا — بندہ کے دل پہ یہ بات جم جاتی ہے۔ کہ اللہ کے حضور میں بولنا اگرچہ حکمت بھرے کلمات ہوں، پھر بھی گستاخی ہے

باتیں اگرچہ کیسی ہوں، خاموشی سے کبھی
افضل نہیں ہو سکتیں۔ خاموشی حکمت
ہے — عین حکمت — اور سراسر حکمت
ہر بات میں آفت ہے — کوئی بھی بات کسی
نہ کسی آفت سے خالی نہیں۔ لیکن خاموشی میں
راحت ہے — لذّت ہے — اور — نجات۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"خاموشی نجات ہے۔!"
پھر فرمایا :۔
"مرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم
رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔!"
برائی کی تمام باتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے — آپ اس بات پہ
غور فرمائیں
کہ اگر آپ کو کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم ہو جائے
تو کیا کیا تیاریاں کریں — جانے سے پہلے غسل کریں، حجامت
بنوائیں، شاہی دربار کے مطابق لباس پہنیں۔ آداب
سیکھیں اور دربار میں داخل ہوتے وقت جان کے لالے

پڑھ جائیں۔ کبھی ادھر ادھر نظر نہ دوڑائیں۔ اور ایسے کھڑے ہو جائیں۔ جیسے کہ جسم میں جان ہی نہیں ہوتی

لیکن

اللہ کے حضور میں کوئی بھی احتیاط نہیں برتی جاتی!

اور

اللہ ہر جگہ ہر وقت حاضر و موجود ہے، اور کوئی بھی بندہ کسی بھی وقت اللہ سے کبھی اوجھل نہیں،

○

جوں جوں معیّت (یعنی اللہ میرے ساتھ ہے) کی مشق قوی ہوتی جاتی ہے۔ ماسوا سے تعلقات ٹوٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندے کا تمام تر تعلق ایک اللہ ہی سے رہ جاتا ہے ــــ!

کان کوئی بُری بات سننے کو تیار نہیں رہتے ــــ بہرے ہو جاتے ہیں ــــ کسی کہنے والے کی کوئی بات مطلق نہیں سنتے ــــ!

معیّت

جب پوری طرح طاری ہو جاتی ہے!

اللہ اللہ! — بندہ غسلخانے میں جانے تک سے شرماتا ہے۔
کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں لیٹتا
مذاق ختم ہو جاتا ہے۔

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

یہ صدا سدا گونجتی رہتی ہے
دم بہ دم یہ آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آتی رہتی ہے،
اور بات بات پہ — قدم قدم پہ اللہ رب العلمین
اپنی مخلوق سے یہ خطاب فرماتے رہتے ہیں — کہ —

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟
میرے بندے! کیا میں تیرے لئے کافی
نہیں — میرے سوا کون ہے، جو تیری
کسی بھی قسم کی کوئی حاجت روائی کر سکے —،

* میں تیرا رب ہوں!
* میرا کوئی شریک نہیں!
* میں ہی کل کائنات کا خالق و مالک و معبود ہوں!
* میرے ملک میں میرے سوا کسی دوسرے کو کسی بھی امر پہ کوئی قدرت

نہیں ۔ مگر میرے حکم سے !

* جو میں چاہتا ہوں، کرتا ہوں، مجھے کوئی روکنے والا نہیں !
* جسے میں دوں، اُسے کون روک سکتا ہے ۔ اور
* جسے نہ دوں ۔ اُسے کون دے سکتا ہے ۔!
* ہر شئے میرے ہی قبضۂ قدرت میں مقدور ہے !
* میں جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ مجھے کسی تکلف سے کوئی واسطہ نہیں پڑتا ۔ میں "کُنْ" (ہوجا) کہتا ہوں، "فَیَکُوْنَ" پس وہ اسی وقت ہوجاتی ہے۔
* میں نے تجھ کو اپنے لئے اور کائنات کی ہر شے کو تیرے لئے بنایا ہے
* تو میری طرف رجوع کر !
* میرے سوا کسی اور سے کوئی امید نہ رکھ اور نہ ہی کوئی خوف
* میرے سوا میرے ملک میں تجھے کوئی کچھ نہیں دے سکتا ۔ نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان ۔ مگر میرے حکم سے !
* جب تک میرا حکم نہیں ملتا۔ کسی کو بھی کچھ کرنیکی ہمت وجرأت نہیں ہوتی

میرے بندے !

میں تیرا رب ہوں ۔ میری طرف آ ۔ مجھ سے کہہ ۔ مجھ سے مانگ ۔ میں تیری ہر بات کو سُنتا اور تیرے سوال کو پورا کرنے

والا سمیع و بصیر اور قاضی الحاجات ہوں۔

میں تیری ہر کمی کو نظر انداز کر سکتا ہوں۔ مگر میری غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی — کہ تو میرے در سے اٹھ کر کسی اور در پہ جائے — اور میری ذات کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے — ہر قسم کی عبادات میری ہی ذات کے لائق و سزاوار ہیں — میری رحمت ہر شے پہ حاوی ہے — تیرے گناہ اگرچہ کتنے ہوں — میری رحمت کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے — اور میں —

اپنے بندے کے گناہوں کو بخشنے کی پوری قدرت رکھتا ہوں۔

میں ہر گناہ بخش سکتا ہوں — مگر یہ — کہ تو میری ذات کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے —

شرک ظلم عظیم ہے

○

بندے کا دل اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور یہی دل اللہ کا عرش بھی ہے۔ بات بات پہ اور قدم قدم پہ ایسی صدائیں دل پہ وارد ہوتی رہتی ہیں۔ اور کوئی بھی دم

خالی نہیں جاتا۔ جب کہ حال کے مطابق بندے کا رب اپنے بندے کی رھنمائی نہ فرماتا ہو۔ بندہ جب اللہ و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف چلنے لگتا ہے روک دیا جاتا ہے۔ سیدھے راہ کی پوری رہنمائی کی جاتی ہے ہدایت کی راہ دکھائی جاتی ہے۔ کہ یہ کام جو تو کرنے لگا ہے۔ اس طرح نہیں، اس طرح کر — ایسے کرنا گناہ اور ایسے کرنا ثواب ہے۔

کرنا نہ کرنا بندے بیچارے کی تقدیر پہ موقوف ہوتا ہے،
اگرچہ بندہ فعل مختار ہے

اور اسی اختیار ہی کی بدولت جزا و سزا کا مستحق ہے — حقیقت میں ہر شے — خیر ہو یا شر — اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے —

اللہ ہمیں سیدھی راہ پہ مستقیم رکھے — آمین!
اپنی مرضی سے ھم کچھ بھی کرنے پہ قدرت نہیں رکھتے — ھر معاملہ میں اللہ ھی کی توفیق کے محتاج ھیں!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ - بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اللہ

اگر ہر معاملہ میں ہر وقت ہدایت نہ فرمانے والے ہوتے، تو ہادی کیونکر کہلاتے — بے شک اللہ ہی بندوں کا ہادی ہے — ہادیٔ مطلق! — اپنے بندوں کو نیکی کی ترغیب اور بدی سے باز رہنے کی تلقین فرماتا رہتا ہے،

اللہ

ہمیں اپنے ذکر اور اپنے دینِ اسلام کی — دعوۃ و تبلیغ کی توفیق عنایت فرمائے — آمین!

یاحیّ یاقیّوم

○

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں ہم سب نے

بَلٰی کہا

جس طرح الست بربکم کی صدا گونجتی رہتی ہے اسی طرح اللہ کے بندے بھی اس کے جواب میں دم بہ دم یہی اقرار کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی تو ہمارا رب ہے تیرے سوا اور کون رب ہو سکتا ہے۔

ہم تیرے بندے ہیں فقط تیرے۔

ہم گنہگار ہیں، بدکار ہیں، سبھی کچھ ہیں مگر ہیں تیرے صرف تیرے۔

تیرے سوا نہ کوئی دوسرا رب ہے اور نہ ہی ہم کسی اور کے بندے ہیں۔

تو ہمارا رب کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔

تو نے ہی ہمیں پیدا کیا، تو ہی ہمیں مارے گا۔ تو ہی ہمارا رازق، تو ہی ہمارا حافظ، تو ہی ہمارا ناصر اور تو ہی ہمارا والی و وارث ہے۔

ہمارا ہر معاملہ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔ اپنی طرف سے ہم کچھ بھی کرنے پر قادر نہیں۔

ہم سب تیرے در کے فقیر اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں تو ہمارا رب ارحم الراحمین، اکرم الاکرمین، حاکم الحاکمین اور مالک السموات والارض ہے۔ ہم تیری دنیا میں مقدور و محکوم ہیں ہمارے بس میں کوئی شے نہیں۔ ہر شے تیرے ہی بس میں ہے تو اپنی رحیمی کریمی کے صدقے ہم گنہگاروں سے درگزر فرما کر ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ وہ راہ جو ہمیں تجھ تک پہنچا دے۔ تیرے سوا کون ہمیں تیری راہ بتا سکتا ہے اور اس پر چلا سکتا

ہے۔ ہم سب کے سب گمراہ ہیں مگر جسے کہ تو نے ہدایت بخشی ہیں جو علم تو نے بخشا ہے اس پر عمل کی توفیق بخش۔ آمین۔ ہم خاک نشین گنہگار و بدکار تو ہیں تیرے کسی بھی معیار پر پورے نہیں اترتے مگر ہیں تیرے۔ تیرے سوا تیری دنیا کی کسی بھی شے کے کبھی طالب نہیں اور نہ ہی کسی شے کو پا کر کبھی مطمئن ہو سکتے ہیں۔ تیری یاد میرے دل کا قرار ہے تو مجھ کو اپنی یاد عنایت فرما۔ آمین!۔ تیری یاد کے بغیر کوئی اور نعمت دلوں کو کیوں کر مطمئن کر سکتی ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ ہماری یہ زبانیں تیرے ہی ذکر سے تر رہیں اور من کے ساتھ ساتھ تن کے سارے اعضا تیرے ہی کاموں میں محو و منہمک رہیں۔ یہ ہماری تمنا ہے کہ ایسے ہو لیکن ہم ایسا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

جب تک تو ہمیں اپنی بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام سے توفیق عنایت نہیں فرماتا ہمارے دلوں پر تیرا ذکر جاری نہیں ہو سکتا۔ تیرے ذکر ہی کی بدولت تو یہ ساری کائنات قائم ہے۔ جب تک دنیا میں تیرا ذکر جاری رہے گا دنیا قائم رہے گی قیامت برپا نہ ہوگی۔ اس میں ایک نہایت لطیف رمز مضمر ہے

کہ جس طرح جب تک دنیا میں ایک بھی ذکر کرنے والا باقی رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی۔ اسی طرح جب تک ہمارے دلوں میں تیرا ذکر جاری رہے گا یہ زندہ رہیں گے۔ لیکن جب دل میں سے تیرا ذکر ختم ہو جائے گا دل مُردہ ہو جائے گا اگرچہ بظاہر زندہ ہو۔ جس دل میں تیری یاد نہیں مُردہ ہے۔ بالکل مردہ ہے، تیری یاد ہی سے دل زندہ اور بیدار رہتے ہیں۔ ہمیں تیری دنیا اور دین کے کسی منصب سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جسے تو ملا اسے ہر شے ملی۔ جسے تو نہ ملا اسے کچھ بھی نہ ملا اگرچہ ہر شے ملی۔ اس لئے کہ تیرے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہے۔

یا ربّ یا حی یا قیوم

اور یہ ختم الکلام ہے۔

معیت کی ایک مثال

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ دشمن سامنے آیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

یا مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

راویؓ نے کہا۔ میں نے دیکھا لوگوں (کافروں) کو کہ ان کو آگے سے اور پیچھے سے فرشتے مارتے تھے۔

عمل الیوم واللیل سنی صفحہ ۹۰ شمار ۳۳۴

گویا یہ کہنے ہی کی دیر تھی کہ فوراً ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے بھیج دیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے جب اپنے دل سے یہ تسلیم کرلیا کہ اللہ میرے ساتھ ہے اپنے تمام کام اللہ کے حوالے کر دیئے۔ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اللہ کے کاموں میں مصروف ہوگئے۔

جب آپ خلیفہ بنائے گئے ایک یتیم بچی رونے لگی کہ صدیق اکبر تو اب خلیفہ بن گئے ہماری بکریوں کے دودھ کو کون دوہا کرے گا آپ نے حاضرین کے سامنے برملا کہا۔ لوگو گواہ رہنا میں ہر روز اُمورِ خلافت میں مصروف ہونے سے پہلے بدستور ان یتیم بچوں کی بکریوں کا دودھ دوہ کر آیا کروں گا۔

اسی طرح جب حضرت عمرؓ خلافت پر بیٹھے تو فجر کی نماز کے فوراً بعد ایک اندھی بڑھیا کے گھر جا کر اس کے گھر کا سارا کام کر آتے۔ ایک دن افسردگی کے عالم میں واپس لوٹے اور کہنے لگے آج میرے بھائی عباسؓ مجھ پر سبقت لے گئے۔ جس بڑھیا کی میں خدمت کرنے جایا کرتا تھا آج عباسؓ کر آئے۔ یہ زمانہ کبھی پھر واپس آسکتا ہے۔ دنیا کی کوئی تاریخ صحابہ کرامؓ کے اس اخلاق و کردار کی ایسی تصویر پیش کر سکتی ہے۔ اللہ نے ان کو اپنا رعب بخشا تھا۔ کسی کو بھی ان کے سامنے کھڑے ہونے کی تاب نہ ہوتی، کانپنے لگ جاتا۔

دربارِ رسالت مآب کا ایک واقعہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاں تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ ایک صاف اور روشن طشت میں نہایت اعلیٰ درجے کا شہد حضور اقدسؐ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اصحابؓ ثلاثہ بھی حاضر خدمت ہیں۔ حضور اقدسؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی فرما سکتا ہے کہ یہ طشت شہد اور بال اس میں کیا راز ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ :۔ مومن کا دل اس طشت سے زیادہ درخشاں ہے۔ اس کا ایمان شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اس ایمان کو آخر دم تک سلامت لے جانا بال سے بھی باریک کام ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ :۔ بادشاہت اس طشت سے زیادہ روشن ہے۔ حکمرانی شہد سے زیادہ میٹھی ہے اور عدل و انصاف بال سے زیادہ باریک کام ہے۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ :۔ علم دین اس طشت سے زیادہ روشن ہے۔ اس کا پڑھنا شہد سے بھی زیادہ شیریں

ہے ۔ اور اس پہ عمل کرنا بال سے بھی زیادہ باریک معاملہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ :

"مہمان طشت سے زیادہ روشن ہے"

"مہمان کی خدمت شہد سے زیادہ لذت رکھتی ہے"

مگر

"مہمان کی خوشنودی اور دلنوازی بال سے بھی باریک ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ بیٹی فاطمہؓ!

تم نے کچھ نہیں کہا ؟

اے اللہ کے سچے اور آخری رسولؐ ! ـــ حضرت بی بی فاطمہؓ گویا ہوئیں :

"عورت کی حیا اس طشت سے زیادہ منور ہے"

"اس کے چہرے پر نقاب اور چادر شہد سے بڑھ کر شیریں ہے"

اور

"نگاہِ نامحرم سے بچنا بال سے باریک تر ہے۔"

حضرت جبریل امین حاضر ہوئے ـــ

اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم)

"اللہ کی راہ اس طشت سے بڑھ کر منور ہے"

"اُس پر چلنا اس شہد سے زیادہ لذت بخش ہے"

اور

"اُس پر آخر دم تک قائم رہنا بال سے باریک تر ہے!"

پھر

آقائے نامدار، تاجدارِ مدینہ، سرورِ سینہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ ارشاد فرمایا :

"بہشت اس طشت سے زیادہ صاف اور روشن ہے!"
"جنّت کی نعمتیں شہد سے بڑھ کر شیریں ہیں۔"

اور

"جنّت کو جانے والا راستہ بال سے زیادہ باریک ہے!"

امروز سعید : چہارشنبہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۹ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ط

ابو انس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الانعام ۹۲)

"اور نہیں قدر کی (لوگوں نے) اللہ کی جیسا کہ قدر کا حق تھا"

جس طرح اللہ کی قدر و منزلت کا حق ہے۔ اس طرح کبھی کسی نے نہیں کی — یہ اللہ رب العالمین ہی کی ذات عالی صفات ہے، جو اپنی قدر ناشناس مخلوق کو اپنی تمام تر قدرت کے باوجود کچھ نہیں کہتے — اور متواتر و مسلسل درگذر فرماتے رہتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی کو اپنی نعمتوں سے محروم رکھتے ہیں۔

قدر

ایک کثیر الاستعمال لفظ ہے۔ جو اِلّا ماشاء اللہ ہر کس و ناکس کی زبان پہ ہر وقت جاری و ساری رہتا ہے۔ مسلمانوں کی طرح اسے غیر مسلم بھی عام استعمال کرتے ہیں۔ لفظ قدر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کا اردو میں ترجمہ بھی قدر ہی ہے اور ہر کوئی اسے ہر جگہ استعمال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی کسی کے یہاں جاتا ہے۔ اسے دو ہی الفاظ میں ادا کیا

جاتا ہے — اوّل یہ۔ کہ — " اس نے اپنے مہمان کی خوب قدر کی "۔ یا یہ کہ — " اس نے اپنے مہمان کی نہایت بے قدری کی "۔

کسی شخص کی صحیح قدر کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی شخصیت کا علم ہو۔ جس مقام کا آدمی ہوتا ہے۔ ویسی ہی اس کی قدر کی جاتی ہے۔

اللہ کی قدر

یہ ہے۔ کہ بات بات پہ اللہ کا ذکر و شکر کیا جائے، ہر کام و کلام کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر اُس سے شرمایا جائے۔ اور اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے ڈرا جائے — ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کو دیگر تمام احکامات پہ ترجیح دی جائے — چونکہ اللہ ہر وقت بندے کے پاس شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اس لئے کسی وقت بھی کوئی ناجائز کام و کلام نہ کیا جائے۔ خاموشی اختیار کی جائے، اور اطاعت گذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔

اللہ کی قدر کے چند نمونے

شہید

اللہ کی راہ میں اللہ ہی کے لئے اپنی جان قربان کرتا ہے گویا اللہ کی قدر کرتا ہے ۔ اللہ کے احکامات کی تعمیل اللہ کی قدر ہے ۔ !

فقیر

کون و مکان کی ہر شے سے منہ موڑ کر اور تمام دنیاوی تعلقات توڑ کر اللہ کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے گویا اللہ کی قدر کرتا ہے ۔ اللہ کو دنیا کی ہر شے سے افضل و اکمل جان کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اور ماسوا کو ٹھکرا دیتا ہے ۔

مالدار

جب اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے لئے اللہ کی محتاج مخلوق میں فی سبیل اللہ مال خرچ کرتا ہے ۔ گویا اللہ کی قدر کرتا ہے ۔ اس کو پتہ ہوتا ہے ۔ کہ اس کا مال اللہ کا دیا ہوا ہے ۔ جس اللہ نے

اُسے مال عنایت فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ جس نے مال کی محبت پر اللہ کے حکم کو مقدم جانا۔ اس نے بھی گویا اللہ کی قدر کی۔

جس مومن نے

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں محض یہ جان کر نفسِ امّارہ کی مخالفت کی — کہ یہ اللہ کا حکم ہے ایسے کیا جائے چاہے نفس کو شاق گذرے — اس نے امر و نہی کا اکرام کیا — اس نے بھی اللہ کی قدر کی — کیونکہ اس نے نفس کی خواہش پر اللہ کا حکم مقدم جانا۔

جس عالم نے

بلا خوف و خطر حق بات کہی، اور کسی بھی حق بات کو نہ چھپایا — اس نے بھی گویا اللہ کی قدر کی۔

اگر کسی کو

برائی پہ قدرت حاصل ہو، لیکن وہ اس لئے اس برائی سے باز رہا — کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے، اس نے بھی اللہ کی قدر کی۔

جو اللہ کے دین و اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے لئے

اپنا دنیاوی کاروبار بند کر کے بندوں کی طرف اللہ کا پیغام سنانے کے لئے اللہ کے ملک میں چلا۔ اُس نے بھی اللہ کی قدر کی۔

جس نے

اللہ سے اللہ ہی کو مانگا — اور اللہ کے سوا کسی اور شئے کا طلب گار نہ ہوا — گویا اس نے بھی اللہ کی کمال قدر کی

کوئی آدمی

کہیں کسی مجمع میں شریک ہو، یا کسی سواری پر سفر کرتا ہوا جا رہا ہو۔ اپنا سفر ترک کر کے، سواری سے اتر کر اذان دے اور نماز کے لئے لوگوں کو بلائے۔ خود نماز پڑھے لوگوں کو پڑھائے — گویا اس نے بھی اللہ کی قدر کی۔

جس امیر آدمی نے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق سادگی اختیار کی، اور قدرت کے باوجود آسائش و تکلفات سے کنارہ کشی کی — گویا اس نے اللہ کی قدر کی۔ مثلاً

دسترخوان پہ صرف ایک کھانا کھایا — اپنے دسترخوان کو طرح طرح کے کھانوں سے نہ سجایا

گویا اس نے بھی اللہ کی قدر کی ۔!

اِسی طرح

اگر کسی نے صرف تن ڈھانپنے کے لئے معمولی لباس پہنا، اور قیمتی ملبوسات سے احتراز کیا، اس نے اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر کے اللہ کی قدر کی۔

اگر کسی نے اللہ کے نام پر کسی سے کوئی سوال کیا، اور اس نے اللہ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے اسے پورا کیا۔ اس نے اللہ کی قدر کی۔

اگر

کسی جھوٹے نے اپنی جان بچانے کے لئے اللہ کی قسم کھائی، اور کہا ۔ کہ اللہ کی قسم وہ سچا ہے ۔ بندہ اپنے اللہ کے نام کی قسم کی تعظیم کرتے ہوئے اُسے سچا سمجھے۔ تو ماشاءاللہ ۔ اس نے بھی اللہ کی قدر کی۔

اگر کسی نے

اللہ کا نام لے کر کسی قصور کی معذرت چاہی ۔ تو جس شخص نے معذرت قبول کی ۔ اس نے بھی اللہ کی قدر کی

اہلِ وفا

اللہ کی کبھی بے قدری نہیں کرتے ۔ نہ ہی اپنی موجودگی میں کسی دوسرے کو اللہ کی بے قدری کرتے برداشت کر سکتے ہیں۔ اپنی بے قدری کی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن اللہ کی بے قدری نہیں ہونے دیتے۔ جسطرح ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی قدر بھی اللہ ہی کے لئے ہے ۔ جو اللہ کے لئے۔ اللہ کے ملک میں بے قدر ہوا ۔ اللہ نے اُس کی کمال قدر کی ۔

طریقت

میں نفس کی بے قدری میں قدر رونما ہوا کرتی ہے، جو اس دنیا میں جتنا بے قدر ہوا ۔ اتنی ہی اس کی قدر ہوئی ۔ دیکھ لیجئے ۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمیل اللہ

کی کتنی بے قدری ہوئی ۔ کنوئیں میں گرائے گئے ۔

مصر کے بازار میں بردہ کی حیثیت میں بکے، اور آپ کی قیمت ایک اُوقیہ سونا پڑی — پھر قید کئے گئے جب تمام منازل طے کر چکے

نبوّت بھی ملی — اور — مصر کی بادشاھی بھی

اھل وفا

اپنی بے قدری کا کبھی گلہ نہیں کیا کرتے — نہ ہی کبھی اپنی قدر کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن ہر حال میں — اللہ کو کبھی بے قدر نہیں دیکھتے۔

اللہ کی قدر کی ایک مثالی زندگی

یہ ہے — کہ بندہ اس طرح دنیا میں رہے —— دین کا ضروری علم حاصل کرے — پھر ہر روز جیسے جیسے اُسے ضرورت پڑتی رہے، کسی کتاب سے پڑھ کر — یا کسی عالم سے پوچھ کر اپنی زندگی اُس کے مطابق آہستہ آہستہ ڈھالتا رہے۔ جب کسی ایک حکم یا بات پہ عمل شروع کر لے — پھر حتی الامکان اُسے کبھی ترک نہ کرے — اور جس کسی بُری بات کو ایک بار چھوڑ دے، پھر اُسے کُلّی

طور پر چھوڑ ہی دے ۔۔۔ دوبارہ اس کی طرف کبھی قصداً رجوع نہ کرے ۔۔۔ اللہ کو اپنا رب جانے اور قریباً ہر معاملہ میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے، اور سچے دل سے اقرار کرے، کہ اس معاملہ کے حل کرنے والے ظاہری اسباب اللہ ہی کی طرف سے جاری ہوں گے جس کام کو جیسے اللہ حکم دیں گے ۔۔۔ اُسی طرح بندے اس کام کو کریں گے ۔۔۔ جب تک اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتے ۔۔۔ اگرچہ ساری دنیا کوشش کرے، وہ کام کبھی نہیں ہوگا ۔۔۔ مگر جب اس کام کے ہونے کا اللہ حکم دیں گے ۔ اگرچہ سارا زمانہ اُسے روکنے والا ہو ۔۔۔ کبھی نہ رکے ۔۔۔ دنیا کے تمام ظاہری اسباب اللہ ہی کے حکم کے ماتحت ہیں ۔۔۔ ہر شئے کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ مشیّت الٰہی کے مطابق عالمِ امر میں ہوتا ہے ۔۔۔ جو ملائکہ میں نازل کر دیا جاتا ہے ۔ اور پھر عالمِ دنیا میں اُسی فیصلہ کے مطابق تمام معاملات ظہور پذیر ہوتے ہیں!

آپ اس بات کو ذہن نشین کر لیں ۔۔۔ کہ ۔

جو کچھ بھی دُنیا میں ہوتا ہے

اُسی طرح ہوتا ہے — جیسے کہ اللہ کرنا چاہتے ہیں، اللہ آپ ہی مالک الملک ہے — اپنے ملک میں جو حکم چاہتا ہے، نازل فرماتا ہے — کسی دوسرے کو کسی بھی معاملہ میں مداخلت کی جرأت نہیں — مگر اللہ کے حکم سے —

یہ ایک مسلمان کا وہ ضروری ایمان ہے، جس کے بغیر وہ توحید کی منزل میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پھر ہر وقت کسی نہ کسی ذکر و فکر میں مشغول رہے —

* کبھی نماز میں کھڑا ہو — کبھی تلاوت قرآن میں مشغول ہو،
* کبھی روزہ دار ہو، اور کبھی تسبیح میں مصروف،
* کبھی تحمید، کبھی درود پڑھ رہا ہو، اور کبھی دعا و استغفار میں لگا ہوا ہو۔

غرضیکہ

شب و روز کے لمحات میں اس کا وجود اور اعضا و جوارح کسی نہ کسی ذکر و فکر و شکر میں مصروف ہوں —

ہر نعمت پہ شکر کرے، ہر بندے پہ ہر وقت اللہ کی بے شمار نعمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں ۔ یہ شکر کرے ۔۔ کہ ۔۔

اللہ تیرا شکر ہے ۔ کہ تو نے مجھ کو انسان بنایا ۔ اگر حیوان بنا دیتا، تو میں کیا کر سکتا تھا ۔ تیرا شکر ہے، کہ تو نے مجھ کو مسلمان بنایا ۔ اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ۔ تمام اعضاء درست کئے ۔ تندرستی بخشی ۔ کسی کا محتاج نہ کیا ۔ کفایت کی روزی دی ۔ بیوی بچے دیئے ۔ دین کا شوق دل میں ڈالا ۔ علم کے مطابق عمل کی توفیق بخشی ۔ اور پسندیدہ اخلاق سے نوازا ۔۔

اگر کسی کو کوئی تکلیف دینے والی بات پہنچے ۔ اس پہ صبر بھی کرے، اور شکر بھی ۔۔ اس بات میں آپ کے بیشمار فوائد ہیں ۔ ہر شے حکمت سے نازل ہوئی ۔ اور بندہ کسی بھی شے پہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتا ۔ مگر توفیق الٰہی سے ۔۔ اس سے اعمالِ سعادت کا صدور ہوتا ہے اور افعالِ شقاوت سے پرہیز اور نفرت کی ہمت حاصل ہوتی ہے ۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ میں اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ۔۔ کہ

اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کی قوت اور افعالِ قبیحہ سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ

ھی دینے والا ہے۔ اِس لئے — انسان کے
سامنے اچھی یا بُری جو حالت بھی پیش آئے
اُسے اللہ تعالیٰ ھی کی طرف سے نازل شُدہ
سمجھ کر اس حالت کے مطابق صبر و شکر
عجز و نیاز، توبہ و استغفار، دعا و الحاح
میں مشغول ھونے میں ھی انسان کی فلاح و
نجات ہے!

○

اب ہم آپ کی خدمت میں اللہ کی کتاب قرآن مجید
کی قدر کا ایک بے مثل واقعہ پیش کرتے ہیں :

یہ واقعہ ۱۹۴۰ء میں سی پی کے ایک ضلع بلاسپور میں ظاہر
ہوا۔ ایک گاؤں میں مسلمان کا ایک ہی گھر تھا۔ جب وہ فوت
ہوا، تو اس کی بیوی نے گرد و نواح کے مسلمانوں کو اس کی تجہیز و
تکفین کے لئے مطلع کیا۔ جب لوگوں نے جنازہ پڑھ چکنے کے
بعد اُسے لحد میں اتارا۔ تو اس کے منہ کے قریب دفعتاً گلاب
کا ایک پودا اُگ آیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوشبودار پھول
ٹہکتا ہوا نمودار ہوا۔ تمام لوگ اس پر بے حد متعجب ہوئے اور

دفن کر چکنے کے بعد واپس آکر اس کی اہلیہ سے دریافت کیا۔ کہ یہ شخص کیا عمل کرتا تھا؟ اُس نے کہا "کہ یہ بے چارہ ان پڑھ تھا۔ صبح جب اُٹھتا — منہ ہاتھ دھو کر اس کتاب کو جو طاق میں رکھی ہوئی ہے۔ کھولتا — اور چند اوراق پر اپنی انگلی پھیرتا جاتا، اور یہ کہتا جاتا — "یہ بھی سچ ہے۔ یہ بھی سچ ہے یہ بھی سچ ہے!" — اسی طرح چند صفحات الٹتا۔ اور پھر کتاب کو بند کر کے رکھ دیتا۔ اور اپنے کاروبار میں لگ جاتا — اس کا یہ عمل تھا!

لوگوں نے جب اس کتاب کو کھول کر دیکھا۔ تو وہ قرآن حکیم تھا!

سبحان اللہ! واللہ اعلم بالصواب! (از محمد اکبر صاحب چیف انجینئر پی ڈبلیو ڈی۔ لاہور)

امروز سعید: جمعۃ المبارک ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلہ اشاعت ۵۱
دعوت و تبلیغ
الاسلام

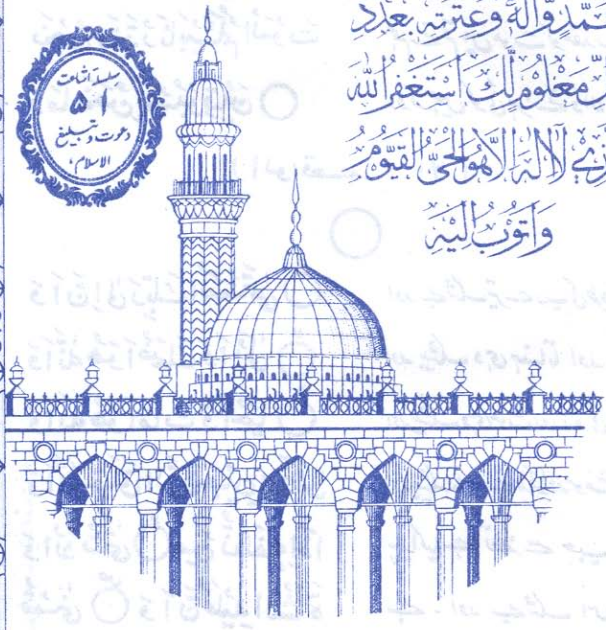

مراقبہ عند الموت

ابو احمد محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفیٰ ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

اللہ رب العلمین نے فرمایا :-

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ	ہم نے تم میں موت کو مقدر کیا ہے
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ○	اور ہمیں کوئی ہرانے والا نہیں

(الواقعہ : ۶۰)

وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ○	اور بے شک تیرے رب کی طرف انتہا ہے
وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ○	اور بیشک وہی ہنساتا اور رلاتا ہے
وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ○	اور بیشک وہی موت اور زندگی دینے والا ہے
وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ	اور بیشک اس نے مذکر اور مونث جوڑا جوڑا
وَالْأُنثَىٰ ○ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا	پیدا کیا ہے نطفہ سے جب ڈالا جاتا
تُمْنَىٰ ○ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ	ہے ۔ اور بے شک اس کے ذمہ
الْأُخْرَىٰ ○	ہے دوبارہ زندہ کرنا

(النجم : ۴۲ تا ۴۷)

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

فرما دیجئے۔ بے شک جس موت سے تم بھاگتے ہو۔ وہ تم کو ملنے والی ہے پھر تمہیں لوٹایا جائے گا اس ذات کی طرف جو غیب اور شہادت کو جاننے والی ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال بتلا دے گا

(الجمعہ : ۸)

○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جس شخص نے ایسا کیا۔ وہ خسارہ پانے والے ہیں اور خرچ کرو اس رزق سے جو ہم نے تم کو دیا اس سے قبل کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس وقت کہے اے رب! مجھے تھوڑے سے وقت کیلئے مہلت دیدے تاکہ میں صدقہ کر کے نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں اور (اسوقت) کسی جی کو ذرہ بھر

جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ	بھی مہلت نہیں دی جائیگی۔ جب کسی کی
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝	موت آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا
(المنافقون : ۹ تا ۱۱)	ہے تمہارے اعمال کی۔

مُرَاقَبَہ عِنْدَ الْمَوْت

ہر بندے کی زندگی گنتی کے دنوں پر مشتمل ہوتی ہے — دن چڑھا چھپ گیا — گویا زندگی کا ایک دن ختم ہُوا — اسی طرح ایک ایک کرکے زندگی کے سارے دن ختم ہو جائیں گے — اور ایک آخری دن آجائیگا جس دن کہ بندے نے اس دنیا سے کوچ کرکے دوسری دنیا میں جانا ہوگا — زندگی کے دن جیسے بھی ہوں، گذر جاتے ہیں — امیروں کے با آرام گذر جاتے ہیں — غریبوں کے بھی بہر حال گذر ہی جاتے ہیں — دن جب گذر جاتا ہے، گذر جاتا ہے۔ کسی دن کی کوئی یاد باقی نہیں رہتی، نہ کوئی خوشی یاد رہتی ہے، نہ کوئی غمی

حالانکہ

جب خوشی ہوتی ہے۔ بندہ پھولے نہیں سماتا۔ یہ سوچا کرتا ہے کہ یہ خوشی اب ہمیشہ رہے گی۔ اس سے پہلے کا کوئی غم اسے یاد

نہیں رہتا ــــ گویا ــــ ایک خوشی سارے غموں کو بھلا دیتی ہے، عموماً خوشی کے عالم میں اللہ رب العلمین کا شکر نہیں کیا جاتا۔

بندہ یہ بھول جاتا ہے!

کہ اسے یہ خوشی اللہ کی طرف سے ملی ہے، پس اللہ کا شکر ادا کیا جائے ــــ اس کی حمد و ثنا کی جائے۔ اسے ایک سجدہ کیا جائے، جس سے وہ راضی ہو کر اس کے دل کو ہمیشہ کے لئے ابدی مسرت سے سرفراز فرما دے ــــ بندہ خوش ہوتا ہے لیکن ــــ ہمیشہ خوش نہیں رہتا، جب تک بندے کو خوشی کی ساری حقیقت سے آگاہی نہیں ہوتی، ہمیشہ خوش نہیں رہ سکتا

خوشی نفس کا ایک حال ہے

جو اللہ کی طرف سے وارد ہوتا ہے، تھوڑی دیر بعد خود بخود غائب ہو جاتا ہے ــــ بندہ کسی حال کو نہ تو لا سکتا ہے، نہ ٹلا سکتا ہے، حال جب کسی پہ وارد ہو جاتا ہے۔ کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ لیکن جب بدل جاتا ہے پھر اسے کوئی لا نہیں سکتا ــــ بندہ حال کے ماتحت ہے ــــ حال بندے کے ماتحت نہیں،

اسی طرح

بعض دن پریشانی کے عالم میں گذرا کرتے ہیں ۔ بندہ جب کسی وجہ سے پریشان کیا جاتا ہے، خوشی کی ساری گھڑیاں بھول جاتا ہے ۔ ایک پریشانی زندگی کی تمام خوشیوں پہ پانی پھیر دیتی ہے۔ کوئی خوشی یاد نہیں رہتی ۔ ایسے معلوم ہوتا ہے ۔ جیسے وہ کبھی خوش ہوا ہی نہ تھا ۔ پھر بندہ پر مایوسی کا عالم طاری ہوتا ہے ۔ چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے، راحت کی کوئی کرن کسی طرف نظر نہیں آتی۔ سینہ دہکنے لگ جاتا ہے ۔ چہرے کا رنگ اترجاتا ہے، ہونٹ خشک ہوجاتے ہیں، کسی بات میں کوئی کیف باقی نہیں رہتا ۔ مذاق ختم ہوجاتا ہے ۔ بندہ یہ کہنے لگ جاتا ہے ۔ کہ شاید اب پھر وہ کبھی خوشی نہ دیکھے گا۔ یہ پریشانی اسے ختم کردے گی ۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ جلد ہی اللہ اس بندے کا حال بدل دیتے ہیں، ۔ بیٹھے بیٹھے کسی خوشی کا ایسا باب کھول دیتے ہیں ۔ کہ وہی بندہ ۔ جو چند منٹ پہلے ۔ زندگی کی رعنائیوں سے مایوس ہو چلا تھا ۔ پھر ہنسنے لگتا ہے، اور غمی کی کوئی بھی بات

اُسے یاد نہیں رہتی — اسے یوں محسوس ہوتا ہے — کہ اُسے کبھی غمی آئی ہی نہیں تھی ——— بندہ زندگی کی ان دو مشہور حالتوں پہ ذرا اور روشنی ڈالنا چاہتا ہے۔

آپ اِس پہ غور فرمائیں

یہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہونگی

خوشی اور غمی

نفس ہی کی دو حالتیں ہیں

ہر نفس — ہر وقت ان دو میں سے کسی نہ کسی حالت میں ضرور رہتا ہے ——— خوش رہتا ہے۔ یا معصوم!

یہ دونوں حالتیں

کسی آدمی پہ ایک سی نہیں رہتیں — ہر وقت بدلتی رہتی ہیں، جس طرح انسان کے لئے خوش ہونا ضروری ہے — اسی طرح معصوم ہونا بھی ضروری ہے — بندہ نے اس سے پہلے اسی مضمون کو رسالہ ۱۶ میں بھی ذکر کیا ہے — وہ حال اس سے مختلف ہے — اگرچہ دونوں کی نوعیت ایک ہے — اس میں بندے نے لکھا ہے :

اللہ کی راہ میں چلنے والے سالکِ طریقت
کے قلب میں تجلّیات ہمیشہ وارد رہتی
ہیں، کبھی جمالی، کبھی جلالی ـــ
ـــ اور ان تجلیات سے قبض و بسط کی
دو حالتیں بندے پر وارد ہوتی ہیں،
بسط میں تمام کلفتیں دُور فرما دی جاتی ہیں
اور بندہ نہایت راحت و آرام سے رہنے
لگتا ہے۔ اِس حال میں کوئی ترقی نہیں
ہوتی ـــ اور ہر کوئی اس کی تاب لا سکتا
ہے ـــ دوسری حالت قبض کی ہے ـــ اور
یہ مشکل کی حد ہے ـــ اللہ ہی کی طرف
سے آتی ہے ـــ اور اللہ ہی کی توفیق سے بندہ
اُس کی تاب لا سکتا ہے۔ اس پر ثمرات و درجات
ملا کرتے ہیں ـــ اور طریقت میں ترقی
کی یہ صرف ایک ہی راہ ہے

قبض بمنزلہ خزاں ہے

اور

خزاں کے بعد بہار آیا کرتی ہے۔ جو قبض کے عالم
میں ثابت قدم رہا، شکر کیا، شکوہ و شکایت نہ کی۔
صبر سے رحمت کا منتظر رہا۔ بامراد ہوا ــــ اور ــــ
جس نے بھی اس راہ میں مراد پائی، قبض ہی کی منزل کو
طے کر کے پائی۔

اللہ ہمیں عزم و استقلال سے نوازے! آمین!

○

یہی اس زندگی کے شاہ مہرے ہیں
جس طرح خوشی کی گھڑیاں سدا نہیں رہتیں، مقررہ وقت پر ختم
ہو جاتی ہیں ــــ اسی طرح غم کی حالت بھی ہمیشہ قائم نہیں رہتی ــــ
بدل جاتی ہے ــــ اور یہ دونوں حالتیں نفس ہی کی حالتیں ہیں،

اور ہر نفس

ان دو حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ضرور رہتا ہے،
یا خوش رہتا ہے ــ یا مغموم

اور

اس کا ان میں سے کسی ایک حالت میں رہنا اس کی مرضی پہ موقوف
نہیں، اللہ کی مرضی پہ موقوف ہے ــــ (اللہ جس نفس کو

جس حالت میں رکھنا چاہتے ہیں، رکھتے ہیں ۔ کسی اور کو اس میں مطلق کوئی دسترس نہیں ۔۔۔۔۔ جس بندے کو اپنی جناب سے فہم عطا فرما دیتے ہیں، وہ زندگی کی اس کشمکش سے پاک ہو جاتا ہے، اُسے اور کسی خوشی اور غمی سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ نہ وہ کبھی خوش ہوتا ہے، نہ مغموم ۔ اس کے نزدیک خوشی اور غمی دو بے بنیاد حالتیں ہیں ۔ جیسے کہ ہوا کا جھونکا ۔ اِدھر سے آیا، اُدھر گیا

اللہ کے بندے

جب اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں،
خوشی اور غمی سے حقیقتاً بے نیاز ہو جاتے ہیں
اللہ کے نام کی محویت کا سُرور
ان دو حالتوں پہ ہمیشہ غالب رہتا ہے

اِس طرح

ہر کسی کی دنیاوی زندگی کے دن ایک ایک کر کے ایک دن ختم ہو جاتے ہیں، اور وہ دن آجاتا ہے، کہ اس کے بعد پھر کوئی اور دن اس کے لئے نہیں چڑھنا۔ بندے کا آخری دن بھی زندگی کا بڑا دن ہوتا ہے۔

انسانی زندگی کے دو دن بڑے دن ہوتے ہیں ——

ایک دن وہ، جس دن کہ یہ دنیا میں آتا ہے

دوسرا دن، کہ جس دن اپنی منزل ختم کر کے یہاں سے واپس لوٹ کر اپنے اصلی وطن کو جاتا ہے۔

یہ دن

پہلے دن سے واقعی بڑا ہوتا ہے، اس دن یہ صرف تشریف لاتا ہے، اور دوسرے دن یہ اپنا کام ختم کر چکنے کے بعد اپنے مالک کے حضور میں اپنی زندگی کی پوری روئیداد لیکر حاضر ہوا کرتا ہے۔

یہ مراقبہ

انسانی زندگی کو اللہ کے فرمائے ہوئے راہ پہ مستقیم رکھنے کے لئے ایک اہم حیثیت رکھتا ہے

آپ

اس دن کو مدِ نظر رکھیں

جس دن کہ آپ کی زندگی کا آخری دن ہوگا

مراقبہ عند الموت

صرف ایک دن میری زندگی کا آخری دن ہوگا

وہ دن بھی کیا دن ہوگا،

- بندہ بسترِ مرگ پہ لیٹا ہوا ہوگا
- عزیز و اقارب اردگرد بیٹھے عمر درازی کی دعائیں مانگتے ہوں گے
- دم دم پہ نظر ہوگی
- چند ایک حکیم بھی صحت کی چارہ سازی میں محوِ عمل ہونگے
- ہر کوئی پریشان ہوگا
- آنکھوں سے اشکوں کی جھڑیاں جاری ہوں گی
- کوئی کسی کے لئے کوئی کسی کے لئے روتا ہوگا
- ہر سمت ہُو کا عالم ہوگا
- ہر کوئی بندے کی طرف اور بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہوگا
- گھبراتا ہوگا ـــــ بسمل کی طرح لوٹ رہا ہوگا
- نہ معلوم ـــ بندے سے قبر میں کیا کچھ ہوگا
- بندہ اپنے مال کو دیکھے گا، جو مال اس نے دنیا میں کمایا
- اُسے دیکھ کر بڑا پچھتائیگا، کہ اُس نے اِس مال کو کیوں جمع کیا؟
- اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہ کیا، جو آج اس کے کام آتا
- ہر بندہ اپنے مال پہ پچھتاتا ہے کہ اس نے یہ مال کیوں جمع کیا!

اُس وقت

بندے کی یہ تمنّا ہو گی

کہ کیا ہی اچھا ہوتا، کہ وہ اس کمائے ہوئے مال کو اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا

بندے کی سب سے بڑی تمنّا یہ ہو گی

کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ وہ اپنا کمایا ہوا مال اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور آج اپنی کمائی کی ہر شے اپنے ساتھ لے جاتا۔ اور کوئی بھی شے یہاں چھوڑ کر نہ جاتا۔

زندگی آخرت کی تجارت ہے

زندگی میں جو کماتا — آخرت ہی کے لئے کماتا اور صرف وہ کمائی کرتا — جسے کہ وہ جاتے وقت اپنے ساتھ لے جاتا —

ہر بندہ

دنیا کے بازار میں ایک تاجر کی حیثیت سے بھیجا جاتا ہے، عقلمند تاجر وہ ہے۔ جو اپنی تجارت کا پورا نفع صحیح سلامت گھر لے آئے — اگر کسی تاجر نے لاکھوں کا منافع کمایا۔ لیکن جہاں کمایا، وہیں چھوڑ آیا، اپنے ساتھ کوئی بھی شے

لے کر اپنے گھر نہ آیا ۔۔۔ وہ تاجر کیسا ؟ اور اس کی تجارت کیسی ؟

جس مال کو بڑی ہی جانفشانی سے کمایا، اس کے کسی بھی کام نہ آیا ۔ دنیا کا مال دنیا ہی میں چھوڑ آیا ۔ اس مال کا کیا فائدہ ۔؟ مال زندگی کا ایک بہت بڑا فتنہ ہے، اور ہر کوئی اس میں مبتلا ہے

اللہ کرے

مال کی حقیقت کا راز آپ پہ منکشف ہو

اور ۔ ضرورت سے زائد مال کے آپ طلب گار نہ ہوں،

اللہ ھمیں کفایت کے درجہ کی روزی دے

اور ۔ مال میں سے صرف اتنا مال کافی ہے، جس سے زندگی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں، اس سے زیادہ جو مال اللہ دے، اسی وقت اللہ کی راہ میں اللہ کی مستحق مخلوق میں تقسیم کر دیں ۔

وھی مال

جو آپ نے اللہ کی راہ میں دیدیا ۔ آپ کا مال ہے، اس کی آپ کو دو برکتیں حاصل ہوں گی

دنیا میں یہ کہ اللہ آپ کو اس سے دس گنا اور زیادہ دیں گے

آخرت میں آپ کی راحت و نجات کا موجب ہوگا۔

جو مال

اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ بے شک اللہ اُسے دنیا و آخرت دونوں جہان میں اجر دیتے ہیں اُس کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتے، جس مرنے والے نے اپنا جو مال اپنی زندگی میں اللہ کے پاس بھیجا ہوگا۔ بڑے ہی اطمینان سے مرے گا۔

ماشاء اللہ

جس کے پاس کوئی مال نہیں۔ کوئی فتنہ نہیں نہ چور کا ڈر۔ نہ حساب کا ڈر

بندہ جب

آخری بار اپنی آسائش و استراحت کے مال پہ الوداعی نظر ڈالتا ہے، بڑا پچھتاتا ہے، واویلا کرتا ہے، کہ ہائے اس نے کیوں اسے اپنے لئے جمع کیا؟۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اپنی زندگی سادگی میں گذارتا، اُسے محل کی بجائے کوئی ایک معمولی سا مکان بنا کر اپنی گذران کر لیتا۔ مٹی کے چند برتن رکھتا۔ اور پہنے ہوئے لباس ہی پہ اکتفا کرتا، تو کیا ہی خوب ہوتا۔ جس مال کو کسی کو ہاتھ تک لگانے نہیں دیتا تھا۔

ہمیشہ کے لئے چھوڑ چلا

مال بندے کی بہت بڑی آزمائش ہے

جیتے جی بندہ اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، اور اس کے بغیر زندگی گذارنا پسند نہیں کرتا۔ ساری عمر بندے کی توجہ مال جمع کرنے پر لگی رہتی ہے، بعض اموال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی کہ اُسے کبھی ضرورت ہی نہیں پڑتی، پھر بھی وہ انہیں زندگی کا ضروری اسباب سمجھتا ہے — حالانکہ اس کے بغیر زندگی نہایت راحت سے گذر سکتی ہے۔

زندگی ایک کھیل ہے

اور

کھیل میں جو مزہ مزدور کے بیٹے کو آتا ہے، بادشاہ کے بیٹے کو کبھی نہیں آسکتا، مزدور کا بیٹا ننگ دھڑنگ مٹی میں قلابازیاں مارتا ہے۔ لیکن — اطلس و کمخواب میں ملبوس نوابزادے کو ویسا مزہ نہیں آسکتا، اس کی ساری توجہ لباس کی احتیاط پہ ہوگی، کہیں اُسے مٹی نہ لگ جائے، یا پھٹ نہ جائے، غریبوں کے بچے ہی کھیل سے پورا لطف اٹھایا کرتے ہیں —

اِسی طرح

اس دنیا کے کھیل میں اگر کسی کو کوئی لطف ہے، تو سادگی میں ہے، سادگی مطلوب ہو، تو ہر شے سادہ ہو۔ کھانا پینا۔ پہننا۔ رہنا۔ سہنا۔ ایک دوسرے سے ملنا جُلنا۔ یہاں تک کہ ہر قسم کی عبادات میں بھی سادگی ہی جلوہ گر ہو۔ جس نے سادگی کو اپنا نصب العین بنایا۔ سدا شاد رہا۔

وقت انسان کی قیمتی متاع ہے

اور

سادگی میں کوئی وقت خرچ نہیں ہوتا

کھانا پکا، ایک چھوٹی سی پیالی میں سالن اور چھابے میں دو روٹی رکھ کر فرش پہ ہی بیٹھ کر کھا لیا۔ اور چند ہی منٹوں میں فارغ ہو گیا۔ لیکن یہی کھانا اگر پورے آداب سے دسترخوان پر کھایا جائے، پہلے میز بچھایا جائے، پھر اُس پر میز پوش۔ پھر اُس پہ طرح طرح کے کھانے چُنے جائیں۔ ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگے گا۔ گویا زندگی کا $\frac{1}{24}$ حصہ فضول ضائع گیا

ایک آدمی کو ایک وقت کے کھانے میں پانچ تا دس منٹ کا

وقفہ درکار ہے۔ اسی طرح قمیص شلوار پہنی، اور کام پر چلا گیا ٹوپی، قمیص اور پاجامہ ہر بندے کا ضروری لباس ہے، اس سے زیادہ اگر زینت کا لباس پورا پہنا جائے، تو اس میں بھی تیار ہونے کو کافی دیر لگتی ہے، اور وہ ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی ہر کسی کا ہر شعبہ میں کام چل سکتا ہے ـــــ ایک آدمی ایک وقت میں دس تا پندرہ کپڑے پہنا کرتا ہے، ـــــ گویا اپنا کافی وقت پہننے اور اتارنے، پھر انہیں تہہ لگا کر رکھنے میں ضائع کرتا ہے۔ جرابیں، شلوار، انڈرویئر، بنیان، کرتہ، واسکٹ، سویٹر، کوٹ، مفلر کالر، ٹوپی کلاہ ـــــ یہ ملبوسات داخلِ تہذیب ہیں، ان کے بغیر موجودہ دور میں کوئی مہذب نہیں کہلا سکتا ـــــ حالانکہ تہذیب کا تعلق تمام تر اخلاق سے ہے ـــــ نہ کھانے سے ہے، نہ لباس سے ـــــ اسی طرح ـــــ ہم زندگی کے ہر معاملے میں سیدھی راہ پہ نہیں چلتے، یہی وجہ ہے، کہ کسی کو کوئی وقت اللہ کی یاد کے لئے میسّر نہیں، ہر کوئی ہر وقت مصروف نظر آتا ہے، اور فضول کام میں مصروف ـــــ فضول سے مراد وہ کام ہوتا ہے ـــــ جس کو اگر نہ کیا جائے، تو کسی

کام کی ترقی پہ کوئی اثر نہ پڑے ۔۔۔ کام سے فارغ ہو کر جب گھر میں آتے ہیں، تو دوسرے دن کام پہ جانے تک کا وقت دوستوں کی فضول ملاقاتوں کی نذر ہو جاتا ہے، جس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وقت اگر اللہ کی یاد میں لگایا جائے، دین کا علم حاصل کیا جائے تو کیا خوب تجارت ہو۔

آج کا زمانہ

پرانے زمانے سے کہیں مختلف ہے، آج ہدایت کی ہر شئے بازار سے بھی مل سکتی ہے، ایسی ایسی سادہ، عمدہ اور بندے کو اللہ تک پہنچانے والی کتابیں موجود ہیں، ناول پڑھنے کی بجائے انہیں پڑھا جائے، بری مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ کے ذکر کی مجالس آراستہ کی جائیں، جن میں معاشرے کی اصلاح کو زیر بحث لایا جائے اور اس کے لئے عملی اقدام اٹھانے کے منصوبے بنائے جائیں، اسی طرح تمام دینی و دنیاوی رسومات میں کافی سے زیادہ وقت ضائع کیا کرتے ہیں ۔۔۔ اگر یہ سب چیزیں سادہ ہوں، یعنی اسلامی ہوں۔ تو

ہر شئے میں سراسر راحت ہو ــــ کسی کو کسی بھی تکلّف سے
کوئی واسطہ نہ ہو، بے شک
تکلیف تکلّف میں ہے ــــ سادگی میں نہیں،
بات ذرا مرکز سے دور ہٹ چلی ــــ

بندے کی نظر

جب اپنے باغات پہ پڑتی ہے، بڑا روتا ہے۔ کسی بُوٹے
سے کسی کو ایک پھل تک توڑنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔
اور آج سارے کا سارا باغ چھوڑ چلا ــــ یہ خیال بھی بار
بار اس کے دل میں آتا تھا ــــ کہ اگر ان باغات کا میوہ
غریبوں کے بچوں کے لئے وقف کئے رکھتا، تو اپنی باغات
کو ضرور وہیں پاتا ــــ غریبوں کے معصوم بچّوں کے
کھائے ہوئے پھلوں کا باغ یقیناً وہاں اگتا، کبھی ضائع
نہ جاتا۔ وہ اس دن بڑا پچھتایا ــــ اس کے یہاں سے
جانے کا تماشا ایک دیکھنے کی چیز تھی، وہ اپنی ہر بات پر
روتا، اور واویلا کرتا تھا ــــ اس ایک ہی بات کو بار بار
دہراتا ہوا کہتا تھا ــــ کہ اُس نے
کیوں ایسے کیا؟ ــــ ایسے کیوں نہ کیا؟

اگر ایسے کرتا — بے شک آج کے دن اس کے کام آتا — ہر کسی کا یہی حال ہوتا ہے، اور ہر کوئی یہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ناپائیدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہیں، پھر بھی اس سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ کسی بھی بات کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ بڑے سے بڑا عالم تحصیلِ علوم کے باوجود جس طرح دنیا کی ان فانی چیزوں کی طرف رجوع ہے — اللہ کی طرف نہیں — جس دلچسپی سے ہم دنیاوی امور میں محو و منہمک ہوتے ہیں، دینی کاموں میں نہیں ہوتے — یہاں تک — کہ نماز جیسے اہم رکن میں کسی کو بھی یک سوئی نصیب نہیں ہوتی — اس لئے — حقیقتاً ہمارا دل اللہ کی طرف نہیں، دنیا کی طرف متوجہ ہے جس طرف دل متوجہ ہوگا — وہی دل کی منزل ہے — اگر ہمارا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو، تو کیا کبھی یہ بھی ہوسکتا ہے — کہ اللہ کے سوا کوئی اور اس دل میں داخل ہو

بادشاہو! — تھانیدار

جس گاؤں میں جاتا ہے، تمام چور کمادوں میں جا چھپتے ہیں — چور کو صرف یہ پتہ ہونے

کی دیر ہے، کہ گاؤں میں کسی کام کے لئے تھانیدار آیا ہوا ہے، تو وہ کبھی گھر میں نہیں رہتا۔ فوراً کہیں باہر جا کر چھپ جاتا ہے۔ جب تک تھانیدار گاؤں سے رخصت نہیں ہو جاتا گاؤں میں داخل نہیں ہوتا۔

نماز تھوڑی ہو، لیکن ــــ نماز میں یکسوئی ہو،

میرے دوستوں میں

ایک بالکل ان پڑھ اللہ کا بندہ ہے، جب اس کے دل میں آئی ــ کہ جب میں "منہ طرف کعبہ شریف" کہتا ہوں، کعبہ نظر آنا چاہیئے ــــ یہ بات اس نے مجھ کو بھی نہیں بتلائی، اِس کو اُس نے دل ہی دل میں رکھا۔ اور ہر نماز میں نیت باندھتے وقت یہ تکرار کرتا رہتا۔ "منہ طرف کعبہ شریف، منہ طرف کعبہ شریف، منہ طرف کعبہ شریف" ــــ حتیٰ کہ ــ اللہ کو اس کا یہ بھولا پن اس قدر پسند آیا ــ کہ

اُس کو کعبہ نظر آنے لگا۔!

سبحان اللہ! الحمد للہ! اللہ اکبر

اِسی طرح

میرے ایک دوست

بالکل ان پڑھ، جاہل ہیں۔ اسی طرح ان کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا، جو اس سے کہیں نازک تھا۔ اللہ کی رحمت اس کی سادگی پر مسکرائی، پھر جب جوش میں آئی، اسی وقت اُس نے مراد پائی ــــ !

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ

○

ھر دل ہر وقت آوارہ ہے، صرف وہ دل ــ جس میں اللہ آجاتا ہے، اللہ کے نور کی برکت سے مخمور ہو جاتا ہے، پھر کسی اور طرف کبھی نہیں جھکتا، نہ ہی کوئی شئے کبھی اس کے نزدیک آسکتی ہے، اگرچہ بندے کو اللہ نے فعل مختار ٹھہرایا ہے۔ اور ہر شئے کو حاصل کرنے کے لئے جدّ و جہد کی تلقین فرمائی ہے۔ پھر بھی یہ چیزیں اللہ ہی کے لطف و عنایت سے بندے کو عطا ہوا کرتی ہیں ــــ جب تک اللہ کی رحمت بندے کے شامل حال نہیں ہوتی، بندہ اگرچہ لاکھ کوشش کرے، اپنی کوشش سے کسی بھی چیز کو کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یٰحیُّ یٰقیوم

اللہ کرے ـــ ہمارے دلوں کی آوارگی ختم ہو
اور ہمیں صرف نماز ہی میں نہیں ـــ ہر حال
میں یکسوئی نصیب ہو! ـ
یا حیُّ یا قیّوم! ـ آمین!

بندہ کی آخری نظر

خویش و اقارب پہ پڑتی ہے، اور اس میں ہر کوئی شامل ہے ـــ
ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچّے، یار دوست ـ غرضیکہ ہر وہ
آدمی جس نے دنیا میں اس سے کسی بھی قسم کی آشنائی کی ہوتی
ہے۔ یاد پڑتا ہے، اللہ کی ساری مخلوق میں سے محبت اور شفقت
میں جو درجہ ماں کو حاصل ہے، کسی کو بھی نہیں ـــ ماں کی مامتا
لازوال اور سرمدی ہوتی ہے۔ ماں کے سوا ہر کسی کو بندے سے
درجہ بدرجہ محبت ہوتی ہے۔ دنیا کے بازار میں کوئی شئے ناپید
نہیں ہوا کرتی ـــ ساری دنیا میں صرف ایک ہی جنس نایاب ہے،
اور وہ محبّت ہے۔ محبّت کے سوا ہر بازار میں ہر شئے کے ڈھیر
لگے پڑے ہیں۔ بعض چیزیں ایسی کثرت سے پائی جاتی ہیں ـــ کہ
کوئی پوچھتا تک نہیں، لیکن محبت ایک ایسی انمول جنس ہے، جو

دنیا کے کسی بھی بازار میں کہیں نہیں پائی جاتی ۔ جوہری اسے دل کی ڈبیوں میں ہر کسی کی نظروں سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ مشرق اور مغرب کی کائنات میں بسنے والی کل مخلوق میں محبّت کی مردم شماری کے دفتر میں ہزار سے بھی کم لوگ ہیں۔ محبت کی جنس جو دنیا کے بازاروں میں بکتی ہے ۔ بالکل ناقص ہے ۔ اصلی نہیں ۔

لعل بادشاہوں کے تاجوں میں جڑے ہوتے ہیں ۔ بازاروں میں نہیں بکا کرتے ۔ جو بازار میں بکتا ہے ۔ مصنوعی پتھر ہے ۔ لعل نہیں ۔ لعل کی قدر بھی بادشاہ ہی کو ہوتی ہے ۔ بندہ جب اپنے نقلی دوستوں سے جدا ہونے لگتا ہے بڑا روتا ہے ۔ کہ اس نے اپنی اتنی قیمتی زندگی ایسے بے وفاؤں کی دوستی میں گذاری ۔ اُس وقت بندے کی یہ طلب ہوتی ہے ۔ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کبھی دوست نہ بناتا

دُنیا میں

بندے کے دوست بنتے ہی رہتے ہیں ۔ اور کوئی بھی بندہ کسی بھی وقت بغیر دوست کے زندہ رہنا پسند نہیں کرتا ۔ حالانکہ ساری عمر میں شاید ہی کوئی دوست ملتا ہو ۔ دُنیا

کے دوستوں کی دوستی مطلب تک محدود ہوتی ہے۔ کسی کو کسی سے کوئی مطلب ہوتا ہے۔ کسی سے کوئی۔ اور یہی غرضیں دوستی کا باعث بنتی ہیں۔ ورنہ سچ پوچھو۔ تو دنیا میں کوئی کسی کا دوست نہیں۔ مطلب ہی مطلب کا دوست ہے۔

مجھے ایک قصّہ یاد ہے

کسی کی کسی سے دوستی تھی، وہ دونوں ہندو تھے، ایک ان میں سے تانگہ چلایا کرتا تھا۔ اس کا دوست مرگیا اور اسے ہندو دھرم کے مطابق لکڑیوں کی ارتھی پہ رکھ کر آگ دیدی گئی۔ جب وہ تانگہ بان تانگہ چلا کر واپس گاؤں آیا، تو راہ ہی میں لوگوں نے اسے بتایا۔ کہ جس سے تیری دوستی تھی، وہ مرگیا۔ اس نے وہیں تانگہ چھوڑ دیا، اور چابک پھینک دیا۔ اور سیدھا مرگھٹ میں آکر جلتے ہوئے "سیبے" کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ اُس کے دل میں آتا تھا۔ کہ جلتے ہوئے سیبے میں کود پڑے اور اس کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو جائے۔ جب یہ خیال تکمیل کو پہنچا۔ اللہ کی رحمت آئی۔ وہیں سے

کسی طرف نکل گیا — بندہ نے اس آدمی کو دیکھا ہے
ظاہری مسلمان تو وہ نہ ہُوا — شاید اس کے کان میں
کسی نے کوئی آواز نہیں پہنچائی — اس کے تمام احوال
پرانے فقیروں کے سے ہو گئے — اور —
وہ مرجعِ خلائق "مہنت" بنا

○

دوستی کے کسی بھی مُعیار میں

ہم پورے نہ اُترے - ہماری دوستی مطلب
تک محدود رہی - مرنے والا دوستوں سے بیزار
مرا کرتا ہے - اور زندوں کو یہ پیغام دے کر
جایا کرتا ہے - کہ
"اللہ کے سوا تیرا کوئی دوست نہیں -
اور — تُو کسی کا دوست نہیں"

○

مرنے سے پہلے

بندہ اس حقیقت کو سمجھتا نہیں

کہ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں۔ ساری دنیا
مطلب کی ہے

تعلّق باللہ

بندہ

پہلے مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر جب اسے یہ
حق الیقین ہو جاتا ہے۔ کہ مخلوق کے قبضہ میں
کوئی شئے نہیں، ہر شئے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے
مخلوق سے نظر پھیر کر اللہ کی طرف کر لیتا ہے

بندہ کو

یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ کہ مخلوق بے وفا ہے اور
سو فیصدی مطلب پرست ہے۔ بندے کی بندے سے دوستی
کسی نہ کسی مطلب پہ مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دوستی
کے میدان میں کبھی کوئی پورا نہیں اترتا۔ جب تک کسی کو کسی
سے مطلب رہتا ہے۔ دوست رہتا ہے۔ جب وہ مطلب
پورا ہو جاتا ہے۔ دوستی ختم ہو جاتی ہے۔ یا۔ جب کسی
کو کسی سے مطلب پورا ہونے کی امید نہیں رہتی۔ پھر بھی

دوستی ختم ہو جاتی ہے۔

ھر حال میں دوستی کی میعاد مطلب تک محدود و موقوف ہوتی ہے۔ جب تک بندہ کو یہ دو باتیں اچھی طرح سے حاصل نہیں ہوتیں — اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔

بندے کا

اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے ضروری ہے — کہ بندہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف کبھی متوجہ نہ ہو۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے۔ کہ بندہ کا دل مخلوق سے کھٹا ہو جائے۔ بندہ جب اللہ کی طرف متوجہ ہونے لگتا ہے — پھر اللہ کی بندہ پر رحمت آتی ہے۔ اور اللہ بندے کو اپنی طرف متوجہ کر دیتے ھیں،

اِسے غور سے پڑھیں

بندہ جب مخلوق سے نا امید ہو جاتا ہے —
اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے
اللہ اُسے اپنی طرف متوجہ کر دیتے ہیں

اور

بندے کا اپنی طرف متوجہ ہونا ہی

اللہ کی قسم

اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے

اللہ کو جس نے بھی دیکھا — جب بھی دیکھا — اپنے ہی اندر دیکھا

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

بندہ صرف اپنے خالق و مالک کی رضا کو راضی کرنے کیلئے مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے — گویا — میرا تیری طرف متوجہ ہونا اے اللہ کے بندے — میرا اپنے اللہ کو راضی کرنے کیلئے ہے۔ کہیں کوئی اور مطلب سمجھ نہ لینا — توبہ توبہ ! تجھ سے مجھ کو کسی بھی قسم کی کوئی امید نہیں — تُو اللہ کی ایک ضعیف و عاجز مخلوق ہے۔ اللہ رب العلمین نے تیرے بس میں کوئی بھی شے نہیں دی ہوئی، یا دوسرے لفظوں میں تُو ہر معاملہ میں بے کس و بے بس ہے۔ میں تجھے اللہ کی رضا کو راضی کرنے کا ایک وسیلہ سمجھ کر تیری خدمت میں اپنی عظمت سمجھتا ہوں — بندہ کی ہر شے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور — اللہ کی قسم — یہ بالکل سچ ہے

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

بندہ اللہ کا طالب ہے
اللہ کے طالب کا (بھی) طالب ہے
جو اللہ کا طالب نہیں ــــ بندہ اس کا طالب نہیں۔
اور ــــ وہ بندے کا طالب نہیں
اللہ کا طالب ہی بندے کا طالب ہو سکتا ہے
جو اللہ کا طالب نہیں ــــ تیرا طالب کیونکر ہو سکتا ہے۔

اللہ ہمیں
اپنی طاعت و عبادت کی پوری توفیق بخشے ــــ
یاحیّ یاقیّوم
اور ــــ یہی ــــ دنیا و آخرت کی تجارت ہے۔!

یاحیُّ یاقیّومُ

موت سے پہلے
غفلت کا یہ پردہ کبھی چاک نہیں ہوتا
موت ہی کے وقت بندے کو ہر شئے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے، کہ دنیا کی ہر شئے ناپائیدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہے
وہ دنیا کی کسی بھی چیز کا مالک نہیں، ہر شئے کا مالک اللہ ہے

اُس کے پاس جو بھی چیز ہے اللہ کی ہے ۔ اللہ نے اُسے استعمال کے لئے دی تھی، اس دنیا سے ۔ کبھی کوئی ہنستا ہوا رخصت نہیں ہوا۔ جو بھی گیا، روتا ہوا گیا۔

اور

ایک ہی ارمان لے کر گیا ۔ کہ اُس نے اللہ کی عبادت کیوں نہ کی ۔ جس کام کے لئے اللہ نے اُسے بھیجا تھا ۔ وہ کام کیوں نہ کیا ؟ ۔

اللہ

جب بندے کو دی ہوئی اپنی ہر شے واپس لیتا ہے ۔ اس وقت بندے کی آنکھیں کھلتی ہیں، کہ وہ کسی بھی چیز کا مالک نہ تھا ۔ ہر شے کا مالک، مالک الملک ہی تھا ۔ بندہ صرف اس بات پر پچھتاتا ہے ۔ کہ جتنی محنت اس نے دنیاوی کاموں پہ کی، اگر اللہ کے کاموں میں کرتا ۔ تو آج اُس کے کام آتی ۔ جتنا وقت اور مال دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا ۔ اگر دین پہ کرتا، اللہ اُسے اپنے ملک کی سرداری بخش دیتا ۔ جس شوق و اہتمام سے دنیاوی علوم حاصل کئے اور کرائے جاتے ہیں، دینی نہیں کرائے جاتے

دین کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں

ہم دین کی کسی بھی بات کو اتنی اہمیت نہیں دیتے، جتنی دنیا کو دیتے ہیں۔ سکول اور کالج کی غذا عمدہ، لباس عمدہ دیگر اخراجات معقول، والدین کی دعائیں ان کے لئے محفوظ، غرضیکہ ہر آسائش کے اسباب فراہم کئے جاتے ہیں۔ لیکن دینی درس گاہیں اللہ ہی کی کفالت میں چلتی ہیں۔ عموماً زکوٰۃ پہ چلتی ہیں۔ اگر چہ جائز ہو۔ مستحسن نہیں،

جینے والوں کیلئے

ایک اُمید افزا پیغام

آپ اگر چہ کسی بھی دنیاوی شغل میں مشغول ہوں۔ دین کو دنیا پہ ترجیح دیں۔ ضرور دیں۔ آپ کا دل ہر حال میں اللہ کی طرف نگار ہے۔ دل بندوں کی طرف نہیں اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ بندوں کے دل عموماً بندوں ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ کبھی کسی پہ تنقید کرتے ہیں۔ کبھی تحسین۔ یہ دونوں غلط ہیں، دِل میں دل کا خالق و مالک جلوہ گر ہو، اور دل اس کی

حمد و ثنا میں ہی مصروف و مشغول رہے ۔ پھر دل اللہ کے ذکر کے نور سے منور ہو کر ماسوا اللہ سے بے خبر و بے گانہ ہو جائے۔ اللہ کے ذکر کے نشے میں مخمور ہو کر کون و مکان سے مستغنی و بے نیاز ہو جائے ۔ لیکن گوشہ نشین نہ بنے ۔ اللہ کے ملک میں اللہ کے لئے پھرے، اور کونے کونے میں پھرے ؎

واؤ وانگ پھرے سب مُلکیں ہرگز نظر نہ آوے
چُپ رہے کستوری وانگوں پھر خوشبو دھاوے
جے اک آہ دردی مارے ہو جان ملک ویرانی
کوہ قافاں دے سبزے سڑ جان نڈیں رہے نہ پانی

کبھی نہ تھکے، کبھی نہ اکّے، کبھی نہ ٹلے، کبھی نہ پھرے، کبھی نہ مڑے، کبھی نہ بھوئیں، کوئی لالچ، کوئی خوف، کوئی ڈر، اسے اللہ کی راہ سے کبھی دور نہ ہٹا سکے ۔ اس کے عزم آہنی کے سامنے کوئی بھی شے کوئی وقعت نہ رکھے ۔ موت و حیات سے بے خوف و خطر دندناتا ہوا اپنی منزل پہ گامزن رہے ۔ اور ہمیشہ رہے ۔ حتّٰی کہ

موت سے ہمکنار ہو

مَوت اللہ کی آواز کو کبھی دبا نہیں سکتی
مَوت جسم کی فنا ہے ۔ روح کی فنا نہیں
مَوت تن کی ہے ، من کی نہیں
جو مَن اللہ کی یاد سے زندہ ہو جاتا ہے، پھر کبھی نہیں مرتا
تن کے بعد اُسی آب و تاب سے زندہ رہتا ہے
بادشاھو ! من بھی کبھی مرے ۔ ؟
من کبھی نہیں مرا کرتے ۔ پھر وہ من ۔ جس میں ہو ہی اللہ
کبھی نہیں مرتا ۔ اللہ اُسے نگار خانۂ دہر میں خلق .
کی زبان پہ زندہ رکھتے ہیں ۔ اور ۔ ہمیشہ رکھتے ہیں
اللہ کے بندے اللہ کے ملک میں باقی رہتے ہیں
ہے نامیرے بغداد والے باقی
اجمیر والے باقی
لاھور والے باقی
دِلّی والے باقی ۔ اتے
کلیر والے باقی

ع خاک میں جب نور جلوہ نما ہو گیا
ایک دلّی میں جا کر نظامی بنا

ایک کلیر میں حق پہ فدا ہو گیا

اُن کے تذکرے اللہ کے مقبول بندوں کی زبانوں پہ
قیامت تک جاری رہتے ہیں ۔ اور
وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ کی پوری تفسیر ہوتے ہیں

اللہ کے بندو

اللہ سے ڈرو ۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو ۔ اللہ کا ذکر کرو
جس کام کو اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے کرنے کا حکم دیا ہے، کرو ۔ اور جس بات سے منع فرمایا ہے
باز رہو ۔۔۔ کبھی مت کرو ۔۔۔ مسلمان مسلمان کا بھائی
ہے، اپنے بھائی کی محبت اور خیر خواہی میں لگے رہو ۔۔۔
یہاں سدا نہیں رہنا ۔۔۔ اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے

دوستو!

دنیا کا مال دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے ۔ اعمال کے سوا کوئی بھی
شئے ساتھ لے کر نہیں جاتی

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

جو یہاں بوئیں گے ۔۔۔ وہاں جا کر کاٹو گے

- دین کا علم حاصل کرو ـــــ پھر اُس پر عمل بھی کرو
- جس عمل کو ایک بار اختیار کرو، پھر کبھی ترک نہ کرو ـــ ہر حال میں ہمیشہ جاری رکھو
- نماز دین کا ستون ہے، اسے قائم کرو ـــ گھر کا ہر فرد نمازی ہو
- جس طرح سارا دن دنیا کے کاموں میں تن و من سے مصروف ہوتے ہو، دینی کاموں میں بھی ہُوا کرو۔
- فجر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد ظہر تک اگرچہ کوئی نماز فرض نہیں، پھر بھی اس طویل مدت میں کوئی نہ کوئی عبادت کرتے رہا کرو۔ مثلاً ـــ اشراق کی نماز پڑھو، چاشت کی پڑھو، پھر زوال کی پڑھو ـــــ ان نوافل کی ادائیگی کے بعد قرآن میں سے ضرور کچھ نہ کچھ روزانہ پڑھو ـــ آپ یہ نہ کہیں، کہ میں قرآن پڑھا ہُوا نہیں، ہر آدمی کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص یاد ہوتی ہیں ـــ اور یہ دونوں سورتیں قرآنِ کریم کی بڑی سورتیں ہیں ـــ مثلاً سورۃ فاتحہ کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ کہ ـــ "ایسی کوئی سورۃ نہ توریت میں ہے، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ ہی قرآن کریم میں ـــ اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھ کو دیا گیا" ـــــ اسی طرح سورۃ اخلاص کی بابت فرمایا ـــ کہ ـــ

"یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے"۔ گویا جس نے ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھی، اُس نے سارا قرآن پڑھا اسی طرح جس نے تین بار سورہ اخلاص پڑھی، اس نے بھی گویا سارا قرآن پڑھا۔

اپنی طاقت اور وقت کی گنجائش کے مطابق ان دونوں سورتوں کی تعداد مقرر کرلیں، اور پھر اُتنی بار روز پڑھا کریں۔ جب ایک بار پڑھنا شروع کرلیں، پھر ہر روز پڑھیں، بیشک یہ آپ کا ایک

امید افزا عمل ہے۔!

اسی طرح

کلماتِ طیبات و تسبیحات میں سے کچھ نہ کچھ ضرور باقاعدگی سے پڑھنے کا معمول بنالیں۔ اللہ آپ کو توفیق دے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود و سلام بھیجنے کی ایک منزل بنالیں

صلوٰۃ و سلام کے بیشمار صیغے ہیں، جو نسا آپکی قسمت میں ہو اختیار کریں جو درود نماز میں پڑھا جاتا ہے، وہ بھی بڑا درود ہے۔ درود جب ایک بار اور جتنی بار روز شروع کریں، ترک نہ کریں، نہ کم کریں

اسی طرح ہمیشہ دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی ترقی بھی جاری رہے

آپ کے دوست

دین دار ہوں، اور آپ ان کی دوستی میں ہی اپنی بھلائی جانیں۔ ہر کوئی دینی مدرسہ میں داخل ہو کر ہی نہیں سیکھتا، جس نے سیکھنا ہوتا ہے ہر حال میں سیکھ ہی لیتا ہے

میرے ایک دوست

اللہ اُن کے دینی، دنیا دی اور اُخروی درجات بلند فرمائے حکومت کے ایک محکمہ کے ایک معروف کارکن ہیں، ایک دن ان کے دل میں خیال آیا۔ کہ اللہ کی کتاب قرآن کریم کو حفظ کرنا چاہیئے، انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے اُن کے خیال کو اللہ کی آواز سمجھتے ہوئے رائے دی، کہ اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ کی کتاب کو شروع کر لیں، اللہ کی رحمت و برکت سے یاد ہو جاوے گی۔ اُن کو مبارک ہو کہ اللہ نے ان کو اپنی پوری کتاب یاد کرا دی۔ اور صرف پانچ سال لگے۔

دوستو!

بندہ جب کسی کام کے کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے — اللہ

اُسے اسی وقت پورا کر دیتے ہیں۔ !

مومن کا عزم ۔ کُنْ فَیَکُوْن کا مقام رکھتا ہے

میرا ایک دوست اُن کے نام کی فرمائش کرتا ہے ـــــ وہ

نندی پور والے محمد علی صاحب ہیں،

جو کہ ہائیڈرولک ریسرچ کے ڈائریکٹر ہیں!

○

آپ

ہر وقت ہر کسی کو دینِ اسلام کی اس طرح دعوت دیں۔ کہ۔

"بندہ دنیا میں آخرت کمانے آیا ہے"!

یا۔ دوسرے لفظوں میں ـــ اللہ نے بندے کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، جس کام کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے، وہ کام آپ کرتے ہی نہیں، جس کام کا اللہ ذمہ دار ہے۔ اُسے آپ سارا دن کرتے ہو، اللہ نے آپ کو اپنی عبادت کا حکم دے کر بھیجا ہے اور تاکیدی احکام دئے ہیں ـــ کہ

دنیا میں میری عبادت کرو، ہر قسم کی عبادت میرے لئے ہے میں ہی ہر شئے کا خالق و مالک و معبود ہوں، مجھ جیسا کوئی اور نہیں ـــ میری کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ پس کسی کو بھی

میرا شریک نہ ٹھہراؤ۔

اللہ نے بار بار فرمایا ہے ــــــ

میرے بندو! میری عبادت کرو، مجھ ہی سے مانگو، میں تمھاری شاہ رگ سے بھی تمھارے زیادہ قریب ہوں، جو تم کہتے ہو میں سنتا ہوں، جو کرتے ہو، دیکھتا ہوں، اور جو سوچتے ہو جانتا ہوں، ــــــ غرضیکہ

اللہ نے بار بار نیکی کرنے اور برائی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ پھر اس حکم کو دہرانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول بھیجے۔ جن کا کام بندوں کو اللہ کی طرف بلانا، اور اللہ کے احکام پہنچانا تھا۔ جتنے رسولؑ دنیا میں آنے تھے، آچکے ــــ ہمارے رسولؐ آخری رسولؐ ــــ اور ہم آخری امت ہیں ــــ اب قیامت تک کسی اور رسول نے نہیں آنا ــــ اللہ نے اس امت کے لئے ایک مستقل حکم لکھا ہے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرے، اور برائی سے روکا کرے۔ ہم نے اللہ کا یہ حکم سُنا، اور اسکی تعمیل میں اللہ رب العلمین کے حضور میں ایک پکا اور سچا وعدہ کیا ــــ کہ ہم اپنی جانیں تیرے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کیلئے وقف کرتے ہیں ــــ اور عہد کرتے ہیں ــــ کہ ــــ

دین و اسلام کی دعوت و تبلیغ کے سوا کسی اور کام میں
عمر بھر کبھی مشغول نہ ہونگے
گویا — اللہ نے ہمیں ایسا کہنے اور کرنے کی توفیق
بخشی، جس کے کہ ہم شکر گذار ہیں — الحمد للہ!

دین کی تبلیغ

ایک جامع کسب اور ہمہ وقتی شغل ہے — بندہ اس میں
مشغول ہو کہ کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی
آپ اس میں ضرور حصہ لیں — اپنے وقت میں سے دین
کے لئے وقت نکالیں، اپنے مال میں سے مال بھی نکالیں،
اور پھر اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ میں لگائیں — دین
کی تبلیغ اللہ کی راہ ہے۔

ایک بار پھر سنیئے

ہر کوئی اپنی پوری زندگی دین کے لئے وقف نہیں کر سکتا۔
بندہ دنیا میں گوناگوں مصروفیت میں مصروف رہتا ہے،
جتنے بھی کام دنیا میں ہو رہے ہیں، بندے کرتے ہیں، اور
ان سب کا ہونا عین ضروری ہے۔ آپ اپنے اپنے کاموں
میں لگے رہیں — کسی کام کو ہمیشہ کے لئے بند نہ کریں، اور

نہ ہی ہر کوئی بند کر سکتا ہے۔ ہماری آپ سے صرف یہ فرمائش ہے۔ کہ آپ اپنے معمولات میں سے دین کی تبلیغ کے لئے وقت نکالیں، جیسے بھی نکال سکیں، ضرور نکالیں — اسی طرح اللہ نے آپ کو جو مال دیا ہے۔ اُس مال سے بھی نکالیں، پھر اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں لگائیں بے شک یہ آپ کی

مقبول تجارت

ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ بندے کا اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا دنیا و مافیہا کی ہر شئے سے بہتر ہے" — پھر فرمایا — "جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں، اُسے دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی"

آپ کا کام

اپنے گھر سے دین کی تبلیغ کے لئے تیار ہو کہ ہمارے پاس تشریف لانا ہے۔ آپ اپنے کھانے پینے اور اوڑھنے کی ہر شئے لا کر ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ یہاں آپ کو دین کی وہ ضروری تعلیم، جس کی کہ آپ نے تبلیغ کرنی ہے، سکھلا دیں گے۔ اور پھر آپ ہماری

تبلیغی جماعت

کے ساتھ چلیں — آپ کم از کم دس دن کے لئے تشریف لایا کریں

اگر اللہ آپ کو توفیق دے، تو ایک ماہ کے لئے آیا کریں۔ دین کی تبلیغ کے لئے ہم نے جہاں بھی جانا ہے، اپنے ہی خرچ پہ جانا ہے اپنا کھانا آپ پکا کر کھانا ہے۔ یہ اس لئے ہے۔ تاکہ ہمارا جانا کسی کے لئے کسی بھی قسم کی تکلیف کا باعث نہ ہو۔

یہ باتیں

پہلے بھی کئی بار بتائی جا چکی ہیں — چونکہ یہ باتیں ضروری ہیں، اور ہر کسی کو ان باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ لہٰذا ہم اسے بار بار دہرا رہے ہیں — کہ

اللہ نے ہمیں فرقہ وارانہ کشیدگی سے پاک رکھا ہوا ہے، ہم چاروں اماموں کو برحق اور سیدھی راہ پہ تسلیم کرتے ہیں کسی امام کے کسی مقلد کو کبھی گمراہ نہیں کہتے، ہم صرف مسلمان ہیں، جو دین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا تھا۔ وہی دین ہمارا ہے۔ ہم اس میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے، اور ہماری جماعت میں ہر کوئی شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں حنفی ہو سکتے ہیں، مالکی بھی، شافعی بھی اور حنبلی بھی۔

اسی طرح

اللہ کے دین و اسلام کی دعوت و تبلیغ کی اس جماعت میں

ہر سلسلۂ طریقت کا طالب شامل ہو سکتا ہے ۔۔۔

قادری ہو یا چشتی ۔ نقشبندی ہو یا سہروردی

جو علم اللہ نے عطا فرمایا ہے، ہم صرف اس کی تبلیغ کرتے ہیں ۔ جو ہمیں آتا نہیں، اُسے ہم سیکھتے ہیں ۔ ہم کسی سے کسی بھی موضوع پر **بحث و مناظرہ** نہیں کرتے ۔۔ سوال کا جواب دیتے ہیں ۔ پھر پوچھے ۔۔ وہی جواب پھر دے دیتے ہیں ۔ پھر پوچھے ۔۔ یہ کہتے ہیں ۔۔۔ جو بات آتی تھی ۔ بتا دی ۔ اس سے زیادہ ہمیں کوئی خبر نہیں ۔۔ ہم کسی کی بھی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے ۔ اگر کوئی ہمارے ساتھ زیادتی کرتا ہے ۔ صبر کرتے ہیں ۔ اُسے کچھ نہیں کہتے ۔ ہم اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے ، کہ اس نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا ہے ۔

اللہ اپنے کرم سے ہمیں استقلال عنایت فرمائے ۔ آمین

یا حیُّ یا قیّوم

یہ آپ کا ایک تبلیغی دورہ ہے ۔ جو آپ نے ہمارے ساتھ کیا اس کے بعد جب آپ یہاں سے رخصت ہوا کریں گے، ہم آپ کو یہ ہدایت دے کر یہاں سے رخصت کریں گے ۔ کہ آپ جہاں

بھی ہوں، آپ نے اس کام کو ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ ہفتہ میں ایک دن مقرر کریں، جس دن کہ آپ کو فرصت ہوتی ہو۔ اس دن عصر سے مغرب تک، اور اگر ہو سکے۔ مغرب سے عشاء تک بھی اپنے گاؤں میں، چل پھر کر لوگوں کو دین کی دعوت دیا کریں۔ ہر کسی کو دین کے

ضروری بیان و مسائل

بیان کیا کریں۔ اور یہ بتایا کریں۔ کہ دین ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس دنیا کی ہر شے ہو۔ لیکن دین نہ ہو، اس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں۔ اس کے برعکس۔ اگر کسی کے پاس صرف دین ہو، دنیا کی کوئی چیز بھی نہ ہو، اُس کے پاس گویا ہر شے ہے۔

ایک دین

ساری دنیا کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ لیکن ساری دنیا دین کی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ پھر اگر کسی کے پاس سارا دین ہو۔ لیکن حضور اقدس و اکمل، رسول اکرم و اجمل، اطیب و اطہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو۔ گویا اُس کے پاس دین میں سے کچھ بھی نہیں!

اگر کسی کے پاس

دانائے سُبُل، مولائے کل، سیّدِ رُسل

صلّی اللہُ علیہ وسلّم کی

صرف محبّت ہو

اُس کے پاس بھی گویا ہر شئے ہے ــــ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت دین کے علم کی کمی کو پورا کرتی ہے ــ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو سارا دین پورا نہیں کر سکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

" مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا ــ جب تک میں اُسے اُس کے باپ، بیٹے اور اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں ــ"

یعنی کہ ــــ جب تک کسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان اور کائنات کی ہر شئے سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوں اُس کا ایمان کامل نہیں ہوتا ــــ آپؐ کی **محبّت ہی** ــ **ایمان کی تکمیل** ــ اور ساری زندگی کا **حاصل** ہے

اللہ ھمیں
اپنے حبیبؐ کی محبّت عنایت فرمائے
طیّب و مبارک محبت ۔ آمین!

○

موت کے وقت آپ کو اپنی ساری زندگی پہ
حسرت و پچھتاوا ھوگا ۔ کہ آپ نے اپنی زندگی
فضول ضائع کی ۔ اِسی طرح مال بھی ۔

لیکن

آپ کی زندگی کا جو وقت، اور آپ کا کمایا
ھوا جو مال اللہ کی راہ میں لگا ۔ آپ کی
باقیات الصالحات ہے ۔ آپ کو اس وقت
یہ حسرت ھوگی ۔ کہ آپ نے ساری کی
ساری عمر اور سارے کا سارا مال کیوں
اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا ۔

کیا ھی اچّھا ھوتا

جو ساری عمر اور سارا مال اللہ کے دین
اسلام کو زندہ کرنے اور اُسے تروتازگی

بخشنے میں صرف کرتے - اگر ایسا کرتے
آج کوئی حسرت نہ ہوتی - اور فلاح پاتے

ہر کسی سے کہا کریں

میرے اس پیغام کو غور سے سُنیں !

اس میں آپ کی فلاح دارین ہے

وما علینا الا البلاغ

○

اَللّٰہُ

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

نے

ہمیں غور و فکر کی تلقین فرمائی ہے

آپ اس پر غور فرمائیں کہ ہمیں

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ

فرما کر گویا سب امتوں پر شرف بخشا ہے

یعنی

تم سب امتوں میں سے چنی ہوئی امت

(کے ایک فرد) ہو پھر فرمایا

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

یعنی

میں نے تمھیں اپنے سب بندوں میں سے

اِس لئے چُنا ہے

کہ تُم میرا پیغام لیکر

میرے

بندوں کی طرف نِکلو

(نہ کہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے۔

خاموش تماشائی بنے رہو)

اور وہ پیغام یہ ہے :

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

تُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ

یعنی جن نیک کاموں کے کرنے کا میں نے حکم دیا
ہے انہیں خود کرو

اور لوگوں کو کرنے کا حکم دو اسی طرح جن بری
باتوں سے میں نے منع فرمایا ہے۔ ان سے خود باز
رہو اور لوگوں کو باز رہنے کا حکم

دو اور اللہ کی ذات باری پر
ایمان لاؤ کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں

وہ کُل کائنات کا خالق و مالک و معبود ہے!

ہمیں

دینِ اسلام کی

دعوۃ و تبلیغ

کا پورا پتہ نہیں۔!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب

دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کا

کے ثواب کا پتہ چلا — فوراً مکّہ معظّمہ سے

جہاں کہ ایک نماز کا ثواب

ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے

برابر ہوتا ہے — اور

مدینہ منوّرہ سے!

جہاں کہ ایک نماز کا ثواب

پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے

نکل پڑے

معلوم ہوا — کہ اللہ کے دین اسلام کی

دعوۃ و تبلیغ

کا ثواب

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں

قیام سے بھی افضل ہے

ورنہ صحابہ کرامؓ کبھی ان دو مقاماتِ مقدسہ کو

چھوڑ کر باہر نہ نکلتے — !

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا روضہ چین میں
ہے۔ چین میں وہ کیا لینے گئے تھے۔
دین کی تجارت کرتے نہ کہ
ریشم خریدنے۔

اسی طرح ساری دنیا میں مختلف مقامات
پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔
صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے
لیے نمونہ ہیں۔
پھر ہمیں کون سی چیز اللہ کی راہ میں نکلنے سے
روک رہی ہے۔
اللہ تبارک و تعالےٰ عزوجل و ذوالجلال والاکرام

اپنے لطف و کرم سے ہم سب سے

درگزر فرمائے۔

اور ہمیں اپنی راہ میں چلنے کی پوری توفیق

بخشے!

یا حَیُّ یا قَیُّوم آمین

○

مسلمان دنیا میں دین کو پھیلانے آیا ہے اور یہی

اس کی وہ تجارت ہے جس میں کہ کسی بھی قسم کا کبھی گھاٹا

نہیں۔

مَا شَآءَ اللہ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

وصایا دارالاحسان

میرے عقیدت مند ماشاءاللہ، بحمداللہ حسد و بغض سے پاک، اللہ کے ذکر کی مجالس کے متلاشی رہتے ہیں۔ بندہ اپنے ہر عقیدتمند کو یہ وصیت کرتا ہے، کہ جہاں کہیں بھی کسی ذکر کی مجلس لگتی ہو، فرقہ وارانہ کشیدگی اور ذاتیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس میں شامل ہوا کریں۔ اور اس میں شمولیت کو اپنے لئے اللہ کی طرف سے خیر و برکت کا ایک انعام سمجھیں، اللہ کے ذکر کی ہر مجلس میں اگرچہ کسی مکتبۂ فکر کی ہو، نہایت ادب و تعظیم سے ضرور شامل ہوں، وہاں کے تمام آداب کو ملحوظ رکھیں، کچھ بھی ہو، پر بے ادبی کا نام تک نہ ہو، اسی طرح ـــــ اگر کسی شیخ طریقت سے کہیں ملاقات نصیب ہو، تو ان سے طریقت کے پورے آداب و اعزاز سے ملاقات کریں، اور ضرور ملیں ـــ ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھیں، کوئی کلام نہ کریں، جتنی بات پوچھیں، اتنا ہی جواب دیں ـــ اپنے لئے اور میرے لئے دعا بھی کرائیں۔ اگر

موقعہ ہو، تو دعوت بھی کریں، اور نیاز بھی پیش کریں، ان کے سامنے کسی سے کوئی مذاق نہ کریں،

آداب محمدی مدِ نظر رکھیں

وما علینا الا البلاغ

○

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

کو اللہ نے اپنا اسمِ اعظم بخشا ہوا تھا۔ ایک آدمی اسمِ اعظم کی تلاش میں کئی سال ان کی خدمت میں رہا۔ ایک دن اس نے آپ سے اپنا مدعا بیان کیا۔ کہ وہ اسم اعظم کی تلاش میں ان کی خدمت میں ٹھہرا ہوا ہے، آپ نے اس سے فرمایا۔ تو ذرا باہر چل، آپ نے ایک چوہا پکڑا، اور اُسے ایک طباق میں رکھ کر اوپر سے ڈھکنا دے دیا — اس نوجوان کو بلایا اور کہا — یہ میری امانت ہے، اسے فلاں شہر میں جو فلاں بزرگ رہتا ہے، اس کو پہنچا آؤ۔ وہ نوجوان اس طباق کو سر پہ رکھکر اس شہر کی طرف چل پڑا۔ جب شہر کے قریب پہنچا، تو دل میں خیال آیا — کہ دیکھیں تو سہی اس میں کیا ہے؟ — جب اس نے طباق کا ڈھکنا کھولا۔ چوہا بیچ سے کود پڑا، اور دیکھتے ہی دیکھتے کسی بل میں جا گھسا، — اور وہ

نوجوان خالی طباق لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے اس سے فرمایا

اللہ کے بندے، جب کہ تو ایک چوہے کی حفاظت نہیں کر سکا۔ اللہ کے اسمِ اعظم کا کیونکر متحمّل ہو سکتا ہے،

○

اسی طرح

کوئی صاحب کسی سے فقیری کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ اس بیچارے نے تنگ آکر ایک دن اُن سے کہا۔ کہ فقیری تو کوئی کسی کو دے نہیں سکتا، اللہ ہی دیتا ہے۔ فقیری تو اللہ ہی کے پاس ہے، میرے پاس تو یہ رضائی ہے، اسے لیجا۔ اس پہ وہ راضی ہو گیا۔ اپنے گھر جا کر جب اس نے رضائی کو اوپر لیا، تو انہیں کچھ ہونا شروع ہوا۔ انہوں نے گھبرا کر رضائی کو دور پھینک مارا۔ اور ساری رات بیٹھ کر گذاری۔

○

بندوں سے محبت کیا کرو۔ بندوں کی خدمت کیا کرو۔ بندوں سے بندوں کی محبت مانگا

کرو۔ جو وہ بن مانگے دیں، لے لیا کرو۔ لیکن کسی چیز کا مطالبہ نہ کیا کرو۔ اِس لئے۔ کہ کسی کو کسی کے حال کی کوئی خبر نہیں ہوتی، صاحبِ حال ہی کو حال کی خبر ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیّوم

○

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِنْ يَاقُوْتٍ عَلَيْهَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ تُضِیْئُ لَمَا يُضِیْئُ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَسْكُنُهَا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں، جن کے اوپر زبرجد کے بالاخانے اور ان کے دروازے روشن ہیں۔ اور اس طرح چمکتے ہیں۔ جس طرح روشن ستارے چمکتے ہیں۔ صحابہؓ کرام نے پوچھا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں کون رہے گا؟۔

قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰہِ (رَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

فرمایا۔ وہ لوگ، جو اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں۔ اللہ کے لئے باہم بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے ہیں، اور اللہ کی خوشنودی کے لئے آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ (بیہقیؒ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ لَہٗ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان مسلمان کا (دینی) بھائی ہے۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ تو ظلم کرے، نہ اس کو رسوا ہونے دے اور نہ اس کو ذلیل وحقیر سمجھے، تقوٰے اس جگہ ہے۔ یہ فرما کر آپؐ نے تین مرتبہ سینہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر فرمایا۔ انسان کیلئے اتنی برائی کافی ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر وذلیل جانے مسلمان کی ساری چیزیں مسلمان پر حرام

(رَوَاهُ الْمُسْلِمُ)

ہیں۔ یعنی مسلمان کا خون، مسلمان کا مال اور مسلمان کی آبرو (مسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اٰمِيْن

امروز سعید : دوشنبہ ۲۱ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

یا حیّ یا قیّوم

دار الاحسان

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ
کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سلسلہ اشاعت ۵۲ دعوت و تبلیغ الاسلام

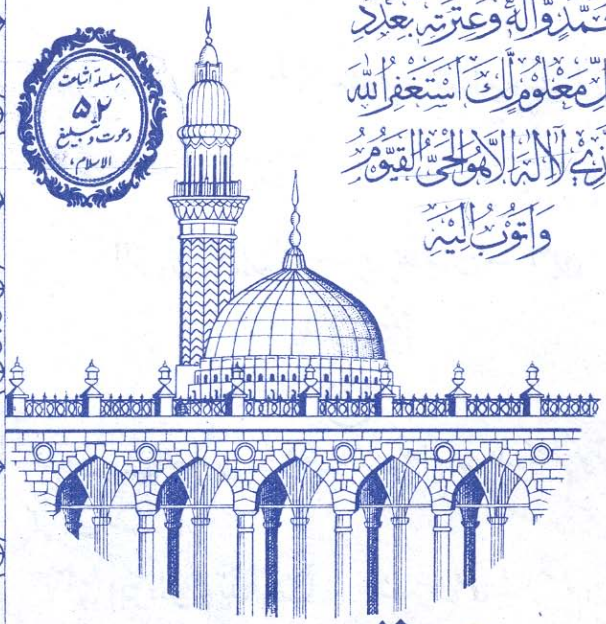

فضائل تبلیغ

ابو انس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان

ہر مسلمان بھائی کے نام

اللہ کرے

اللہ کے لطف و کرم سے یہ ہدایت آپ کے دل میں
اتر جائے ۔۔۔ آمین ! ۔۔۔ اور آپ اللہ کے لئے
اللہ کی راہ میں عمر بھر چلا کریں ۔۔۔ آمین

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

اللہ رب العالمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا :۔

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اس پیغام کو (لوگوں تک) پہنچا دیں ۔ جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے ۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا ۔ تو آپ نے اس کا پیغام نہیں سنایا ۔

حجۃ الوداع کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی دنیائے اسلام کے سارے مسلمانوں کو میدان عرفات میں جمع کر کے ایک طویل اور الوداعی خطبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ "لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتاؤ تو سہی! کہ تم کیا جواب دو گے"۔ سب نے کہا "ہم سب اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپؐ نے رسالت و نبوت کا پورا حق ادا کر دیا۔ ہمیں ہر کھوٹے کھرے کی بابت تفصیلاً بتا دیا"۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے، پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔ کہ

"اے اللہ! سن لے!۔ تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں،
اے اللہ! گواہ رہنا۔ کہ یہ لوگ گواہی دے رہے ہیں
کہ میں نے ہر حکم، جو بھی مجھے تیری طرف سے پہنچا۔ بندوں
تک پہنچا دیا"۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو لوگ یہاں موجود ہیں، وہ اُن لوگوں کو۔ جو یہاں موجود
نہیں، پہنچاتے رہو (تبلیغ کرتے رہو)۔ ممکن ہے، کہ
بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے

اور حفاظت کرنے والے ہوں، جن پہ تبلیغ کی جائے۔"

پورا خطبہ

حسب ذیل ہے :

خطبہ حجۃ الوداع

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَا أَدْرِي	لوگو! میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں اور
وَإِيَّاكُمْ نَجْتَمِعُ فِي هٰذَا	تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں
الْمَجْلِسِ أَبَدًا	ہوں گے
إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ	لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال
وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ	اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي	ہی حرام ہیں۔ جیسا کہ تم آج کے دن کی
بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ	اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔
هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ	لوگو! تمہیں عنقریب اللہ کے سامنے حاضر
فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ	ہونا ہے۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال
أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي	کی بابت سوال فرمائیگا۔ خبردار! میرے
ضُلَّالًا لَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ	بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ ایک دوسرے کی
رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ	گردنیں کاٹنے لگو۔ لوگو! جاہلیت کی ہر

مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ
قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ وَّ دِمَآءُ
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ
وَ اِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ
مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ
ابْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا
فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ
وَّ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ
وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا
عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ
فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ
اللّٰهِ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ
بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ
اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ
اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ ضَرْبًا

ایک بات میں اپنے قدموں کے نیچے پامال
کرتا ہوں۔ اور جاہلیت کے قتلوں کے
تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں
اور بیشک پہلا خون جو میرے خاندان کا
ہے۔ یعنی ربیعہ بن الحارث کا خون جو
بنی سعد میں دودھ پیتا تھا۔ اور ہذیل
نے اسے مار ڈالا تھا۔ میں (اسے) چھوڑتا
ہوں۔ اور جاہلیت کے زمانے کا سود
ملیامیٹ کر دیا گیا ہے۔ اور اپنے خاندان
کا پہلا سود جو میں مٹاتا ہوں وہ عباسؓ ابن
عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سارے کا
سارا چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگو! اپنی بیویوں
کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اللہ
کے نام کی ذمہ داری سے تم نے انکو بیوی
بنایا ہے۔ اور اللہ کے کلام سے تم نے انکا
جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق
عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی

غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِا
لْمَعْرُوْفِ
وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا
لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ
اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ
اللّٰهِ
يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا
نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ
بَعْدَكُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا
رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ
وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا
زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً
بِهَا اَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّوْنَ
بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاَطِيْعُوْا
وُلَاةَ اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا
جَنَّةَ رَبِّكُمْ

غیر کو، کہ اس کا آنا تم کو ناگوار ہو نہ آنے دیں
لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو انکو ایسی مار مارو
جو نمودار نہ ہو۔ اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے
کہ تم انکو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ
لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر
اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے
(وہ چیز) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے
لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور
نہ کوئی تمہارے بعد امت (جدید پیدا ہونے
والی) ہے۔ خوب سن لو! کہ اپنے پروردگار
کی عبادت کرو۔ اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ اور
(سال میں) ایک مہینہ رمضان کے روزے
رکھو، اور مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشدلی
کے ساتھ دیا کرو۔ اور بیت اللہ کا حج بجا
لاؤ۔ اور اپنے اولیا کے امور و احکام کی
اطاعت کرو۔ (جسکی جزا یہ ہے کہ) تم پروردگار
کے جنت میں داخل ہو جاؤ گے

وَ اَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتاؤ، کہ تم کیا جواب دو گے؟

قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ اَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ

سب نے کہا۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں، کہ آپؐ نے رسالت و نبوّت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے ہم کو کھرے کھوٹے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔

فَقَالَ بِاَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

(اسوقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت کو اٹھایا آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے، کہ اے اللہ! سُن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟) اے اللہ! گواہ رہنا (کہ یہ لوگ گواہی دے رہے ہیں) اے اللہ! شاہد رہ! (کہ یہ سب کیا صاف اقرار کر رہے ہیں)

اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ

دیکھو! جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو

الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ

جو موجود نہیں ہیں۔ پہنچاتے رہو (تبلیغ کرتے رہو) ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنیوالے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

گویا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا الوداعی ارشاد ہی یہ تھا۔ کہ اُنؐ کے پیغام کو حاضرین ان تک پہنچا دیں، جو اس وقت وہاں حاضر نہیں۔ اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کا الوداعی اور ابدی حکم ہے۔

آپ

ساری دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں، تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ جن بندوں نے بھی اللہ اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کی، اور پھر ان کو دوسروں تک پہنچایا۔ حیاتِ جاوداں پائی — اللہ نے ان پر اپنی برکتیں بھیجیں اور رحمتیں نچھاور کیں۔ اور وہ دین

کی دنیا میں ہمیشہ کے لئے روشنی کے مینار بنے۔ ان کے کارہائے نمایاں قوموں کے لئے مشعل راہ ہوئے۔ اور جنہوں نے اللہ کے ذکر سے منہ موڑا۔ اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو نہ مانا۔ کسی حکم کی پرواہ نہ کی۔ اللہ نے بھی پھر ان کا دنیا میں جینا تنگ کر دیا۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا :

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ (طٰہٰ : ۱۲۴ تا ۱۲۶)

اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا اس کیلئے تنگی کا جینا ہے۔ قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے رب! مجھے کیونکہ اندھا اٹھایا۔ میں تو دیکھنے والا تھا۔ (اللہ تعالےٰ) کہیگا یہ اس لئے۔ کہ ہماری آیات تمہارے پاس آئیں۔ تو نے ان کو بھلا دیا تھا۔ اور آج تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔"

○

ف :۔ یعنی دنیا میں تو نے میری آیتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں

بھلا دیا تھا — آج میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔"

جب سے

کائنات کتمِ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی اللہ جلّ شانہٗ نے اپنی ربوبیت و حاکمیت کا علم بلند کرنے کے لئے انسان ہی کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا۔ اور پھر دینِ اسلام کی

دعوت و تبلیغ

کی ذمہ داری ایسے قدسی نفوس کے فرائض میں داخل کی، جنہیں ہم انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں۔ ان مافوق الفطرت ہستیوں سے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ان کا عمل ہی اہلِ دنیا کیلئے اسوۂ حسنہ اور محبت کا ملہ ہے۔

واضح ہو کہ

جتنے رسول علیہم السلام دنیا میں آنے تھے، آچکے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور ہم آخری امت ہیں۔ اب قیامت تک کسی اور رسول یا نبی نے نہیں آنا۔ دینِ اسلام کی

دعوت و تبلیغ

کی ساری ذمہ داری ہم پہ عائد ہوتی ہے۔ اور ہم ہی نے اِس

فرض کو انجام دینا ہے۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یوں تو

امّتِ مسلمہ کا ہر فرد مبلّغ ہے۔ تاہم اللہ سبحانہٗ اپنے جن بندوں کو اس دعوت کے لئے خاص کرلے۔ ان کے لئے اس سے بڑی اور کوئی سعادت نہیں ــــ

داعی اِلی اللہ ــ اور ــ **مصلحِ حقیقی** کی سعی دو قسم پر ہے :ــ

اوّل ــــ اصلاحِ نفس

دوم ــــ اصلاحِ معاشرہ

دعوت تین امور پر مشتمل ہے :

اول : امر بالمعروف

دوم : نہی عن المنکر

سوم : یادِ حق (ذکر الٰہی)

یعنی جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے، کریں ــ اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ــ باز رہیں ۔ اور ہر وقت ــ ہر حال میں اللہ سبحانہٗ کی یاد میں مشغول رہیں۔ یہ تینوں باتیں شریعت کا لبِّ لباب ــــ طریقت کا اصل اور موصل الی المرام ہیں ــــ

معاشرہ

انسانی اجتماع کا دوسرا نام ہے۔ اس اجتماع میں افراد ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ یہ جبلّی طور پہ اثر پذیر ہے۔ لہٰذا معاشرے کا ہر فرد شعوری یا غیر شعوری طور پہ اپنے ماحول پر اثر انداز یا اثر پذیر ہے۔ دوسرے لفظوں میں

ہر فرد داعی بھی ہے اور مدعو بھی۔ اصلاح کُن بھی ہے اور اصلاح گیر بھی

فرد کی اصلاح دراصل معاشرہ کی اصلاح، اس کی تعمیر معاشرہ کی تعمیر، اور اس کی تخریب معاشرہ کی تخریب ہے۔ لہٰذا فرد معاشرہ کی اصلاح کا ضامن اور ذمہ دار ٹھہرا۔ یاحیّ یاقیّوم

ماحول

انسانی تربیت کے لئے جو دخل ماحول کو ہے۔ کسی اور تلقین کو نہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جس بات کو سن لیتے، اسی وقت اس پہ عمل پیرا ہو جاتے۔

ماحول کی مثالیں :

* ایک شخص دوسرے کے لئے پنکھا چلا رہا ہے۔ تو ہوا قریب بیٹھنے والوں سبھی کو بھی پہنچ رہی ہوتی ہے۔

* اسی طرح عطر والے کے پاس بیٹھنے والا بھی خوشبو سے خالی نہیں رہتا۔ جب تک بیٹھا رہے گا۔ ہر قسم کی خوشبو کا لطف اٹھائیگا۔

حکم

اللہ رب العالمین نے ہم مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ :

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے۔ جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے۔ اور بری بات سے روکے، اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(آل عمران : ۱۰۴)

ف : یعنی اللہ رب العالمین نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم ایک ایسی جماعت ضرور بنائیں۔ جس کا کام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خیر کی طرف بلانا۔ نیک کام کرنے کو کہنا اور برائی کے کاموں سے روکنا ہو۔ اور ایسی جماعت میں کام کرنے والے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

اللہ رب العالمین کے دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ کی یہ جماعت اللہ رب العالمین کے اس حکم ہی کے ماتحت معرضِ وجود میں آئی۔ گویا یہ جماعت اللہ کی جماعت ہے۔ اور اللہ ہی اپنی اس جماعت کا بانی اور وارث ہے۔ جب تک اللہ رب العالمین کا یہ حکم باقی رہیگا یہ جماعت بھی باقی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز!

اللہ رب العالمین کا یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ جب تک یہ دنیا، یہ زمین، یہ آسمان باقی رہیں گے۔ اسی طرح اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ کی یہ جماعت بھی ہمیشہ باقی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز

جماعت کسے کہتے ہیں :

بندہ جب اللہ تبارک و تعالےٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کی عزّت و عظمت والی بارگاہ میں سچے دل سے پکّا وعدہ کر لیتا ہے۔ کہ ــــ

یا اللہ! یا رحمٰن ؛ یا رحیم ؛ یا حیُّ! یا قیّوم!

بندہ اپنی ساری عمر تیرے دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے وقف کرتا ہے۔ اور عہد کرتا ہے کہ میں تیری دنیا میں تیرے دین اسلام کی دعوت وتبلیغ کے سوا کسی اور کام میں کبھی مصروف ومشغول نہ ہونگا۔ جب تک تیری دنیا میں زندہ رہوں گا۔ تیرے دین ہی کی خدمت میں محو ومنہمک رہوں گا ــــ تیری دنیا میں ایک مسافر کی طرح

رہوں گا۔ اور ــــ مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مگر پہنا ہوا لباس ــــ اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی بقچی جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا

کسی بھی قسم کی کوئی جائیداد ــــ سکنی ہو یا غیر سکنی ــــ کہیں نہ بناؤں گا۔ اور ــــ ہر روز اس حال میں شام کیا کروں گا۔ کہ کل کے لئے میرے پاس ایک دمڑی بھی باقی نہ ہو ــــ نہ اس کا غم ہو۔ اور نہ ہی دوبارہ جی اٹھنے کی امید ــــ جہاں جاؤں گا ــــ تیرے ہی لئے اور تیرے ہی بھروسے پہ جاؤں گا ــــ یا حیّ یا قیوم ! تیرے اس کام کے سوا تیری قسم کسی اور کام میں کبھی مشغول نہ ہوں گا۔ گویا تیرے ہی لئے جیوں گا، اور تیرے ہی لئے مروں گا

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

لیجئے ــ جماعت بن گئی

ایک بندہ ــــ دو فرشتے

بندہ اپنی جان کا ذمہ دار ہے

بندہ کی جان حاضر ہے ــــ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بندہ جب اپنی جان کُلّیتہً اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ اپنی جان سے فارغ ہو جاتا ہے ـــــ پھر اُسے اللہ جس بھی حال میں رکھے ـــ شکر کے سوا کوئی اور کلمہ زبان پر نہیں لاتا ـــ ہر حال میں شکر کرتا ہے ـــ ماشاء اللہ

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا ہے :

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ	بیشک اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں
الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ	کی جانیں اور مال اس کے بدلے میں، کہ
اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ	انہیں جنّت عطا فرمائے گا۔ التوبہ: ۱۱۱

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا	علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہنچاؤ میری
عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا	طرف سے اگرچہ ہو ایک ہی آیت
عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا	(یعنی میری نہایت مفید حدیثیں لوگوں
حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ	تک پہنچاؤ اگرچہ تھوڑی ہی ہوں)
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ	اور بنی اسرائیل سے جو قصّے سنو ان

مِنَ النَّارِ
رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

کو لوگوں کے سامنے بیان کر دو۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے"

○

اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کے لئے یہ تاکیدی حکم فرمایا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ○ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ

اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا۔ کہ جب تم کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو۔ تو تم زمین کو لگے جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے عوض دنیوی زندگی پر قناعت کر لی ہے۔ سو دنیوی زندگی کا متاع تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ بہت قلیل ہے اگر تم نہ نکلو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دیگا۔ (یعنی ہلاک کر دیگا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا فرما دیگا۔ (اور

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ
التوبہ
۳۸ — ۳۹

ان سے اپنا کام لیگا۔) اور تم اللہ کے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

○

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
(التوبہ : ۴۱)

نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (ہو) اور خواہ زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم یقین کرتے ہو۔ تو (دیر مت کرو)

ف : اسے پڑھ چکنے کے بعد پھر کوئی حجت باقی نہیں رہتی — کہ اللہ کا حکم سُن کر ہم اللہ کی راہ میں نہ نکلیں، اور یہ حکم کسی خاص میعاد کے لئے نہیں، قیامت تک کے لئے ہے۔ اور ہر کسی کے لئے ہے۔

اسباب کی بے سروسامانی

مسلمانوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں — ہم کسی بھی اسباب کے پابند نہیں — جب ہر شئے اللہ کی ہے ہم جب اللہ کے لئے اللہ کے ملک میں نکلیں گے۔

سامان ہمارے پیچھے پیچھے ہوگا۔ اور ہمیں جس بھی سامان کی جہاں ضرورت ہوگی، ملے گا۔ اور ضرور ملے گا۔

اِنشاءاللہ مَاشاءاللہ

○

انفروا

حضرت ابوایوب انصاریؓ

نے اپنی عمر کے آخری ایام میں۔ جب کہ آپ نہایت ضعیف العمر تھے، خلیفۂ وقت سے محاذ پر جانے کی اجازت چاہی، تو انہوں نے ضعیف العمری کی وجہ سے بیعت لینے سے انکار فرمایا۔ اور آرام فرمانے کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ آیت مبارکہ ۔۔۔ کہ

اِنفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا ... الخ نکلو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خواہ تھوڑے سامان سے ہو یا زیادہ سے

(التوبہ: ۴۱)

گھر پر بیٹھے رہنے سے مانع ہے ۔۔۔ جس پر خلیفۂ وقتؓ نے باامر مجبوری اجازت فرمادی۔ تو آپ نے لشکر والوں سے فرمایا: :

اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں
تو میری میّت کو بھی وہاں تک ساتھ لے
چلنا۔ جہاں تک تم پہنچو۔ تاکہ قیامت
کے دن اللہ کی بارگاہِ ذوالجلال والاکرام
میں عرض کروں، کہ بندہ نہ صرف جب
تک تیری دنیا میں زندہ تھا۔ تیری
راہ میں چلا۔ بلکہ شہید ہونے کے بعد
بندہ کی لاش بھی تیری راہ میں چلی چنانچہ
آپ کا روضۂ اقدس
استنبول کی شہر پناہ کی جڑ میں ہے

اِستبدالِ قوم

جب اہلِ بغداد نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی پرواہ نہ کی — تو تاتاریوں سے ان کے خون کی ندیاں بہا کر اللہ تعالےٰ نے تاتاریوں کو مشرف بہ اسلام کر کے اپنے دین کا کام لیا۔ اس لئے
میرے دوستو!

اُٹھو!

اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے وقت، مال اور جان کی قربانیاں پیش کرو۔ اور پھر ان قربانیوں کو اور آگے بڑھاتے چلو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ آپ کی ان قربانیوں پر رحم کھاتے ہوئے اپنی مخلوق کے لئے ہدایت کے دروازوں کو کشادہ فرمادے۔ اور ہمیں اسی راستے میں موت نصیب فرمائے۔ آمین!

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک۔ آمین: یاحیّ یاقیّوم!

○

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ وَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے جو شخص کسی امر خلافِ شرع کو دیکھے۔ اس کو اپنے ہاتھوں سے تبدیل کردے (مثلاً خلاف شرع باجے اور شراب کی چیزیں انکو اپنے ہاتھ سے توڑ دے اور ضائع کردے) اور ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنیکی قوت نہ

وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (رواہ مسلمؒ)

ہو، تو پھر زبان سے منع کرے اور زبان سے منع کرنیکی بھی قوت نہ ہو تو پھر دل سے اس کو بُرا جانے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلمؒ)

○

حوصلہ افزائی

اللہ رب العالمین نے اپنی اس جماعت کی کیا خوب حوصلہ افزائی فرمائی

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۱۰)

(مسلمانو) تم بہتر امت ہو جو لوگوں کو (سمجھانے کے) لئے نکالی گئی ہے تم اچھی بات کا حکم دیتے ہو، اور بری بات سے روکتے ہو، اور اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

ف : اللہ رب العالمین نے ہمیں غور و فکر کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ اس پر غور فرمائیں۔ کہ ہمیں کنتم خیر امۃ فرما کر گویا سب امتوں پر شرف بخشا ہے۔ یعنی تم سب امتوں میں چُنی ہوئی امت (کے ایک فرد) ہو۔ پھر فرمایا۔

اُخرجت للنّاس۔ یعنی میں نے تمہیں اپنے سب بندوں میں سے اِس لئے چُنا ہے۔ کہ تم میرا پیغام لے کر میرے بندوں کی طرف نکلو۔ نہ کہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے خاموش تماشائی بنے رہو۔ اور وہ پیغام یہ ہے — تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ — یعنی جن نیک کاموں کے کرنے کا میں نے حکم دیا ہے (انہیں خود کرو، اور) لوگوں کو کرنے کا حکم دو۔ اسی طرح جن بُری باتوں سے میں نے منع فرمایا ہے۔ (ان سے خود باز رہو، اور) لوگوں کو باز رہنے کا حکم دو۔ اور اللہ کی ذات باری پر ایمان لاؤ (کہ اللہ ایک ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کل کائنات کا خالق و مالک و معبود ہے۔)

ہمیں دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی اہمیت کا پورا پتہ نہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے ثواب کا پتہ چلا۔ فوراً مکّہ معظمہ سے جہاں کہ ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔ اور مدینہ منورہ سے، جہاں کہ ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے نکل پڑے

معلوم ہوا

کہ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کا ثواب مکّہ و مدینہ منوّرہ

میں قیام سے بھی افضل ہے

وَدنہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دو مقامات مقدسہ کو چھوڑ کر باھر نہ نکلتے ـــــ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا روضہ مبارک چین میں ہے۔

آپ غور فرمائیں

کہ وہ عرب سے پیدل چلتے ہوئے چین میں کیا لینے گئے تھے؟ کیا ریشم خریدنے گئے تھے؟ ـــ نہ جی نہ! ـ آپؓ صرف اسلام کی تبلیغ کیلئے گئے تھے۔ آپؓ نے حجۃ الوداع کے دن یہ خطبہ سُنا تھا۔ اور اسے سنتے ہی اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں نکل پڑے۔ اور جیتے جی پھر واپس نہیں لوٹے۔ حتیٰ کہ سرزمین چین میں ہی مدفون ہوئے۔

اسی طرح

ساری دنیا میں مختلف مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدفون ہیں ـــ سعودی عرب میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرامؓ کی قبور ہیں۔ باقی سب مہاجر الی اللہ ہو کر تمام عالم میں پھیل گئے! صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ہمارے لئے نمونہ ہیں ـــ پھر ہمیں کونسی

چیز اللہ کی راہ میں نکلنے سے روک رہی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجلّ ذوالجلال والاکرام
اپنے لطف وکرم سے ہم سب سے درگذر فرمائے۔ اور ہمیں
اپنی راہ میں چلنے کی توفیق بخشے
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ۔ آمین!

مُسلمان

دنیا میں دین پھیلانے آیا ہے۔ اور یہی اس کی وہ تجارت ہے۔ جس
میں کہ کسی بھی قسم کا کبھی گھاٹا نہیں!
مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ!

طریقِ کار

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ	اپنے پروردگار کے رستے کی طرف حکمت
بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ	اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور
وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ	ان سے ایسے طور پر مجادلہ کیجئے کہ وہ
اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ	بہت ہی اچھا ہو۔ بیشک آپکا پروردگار

ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ ۔ خوب جانتا ہے۔ جو اسکی راہ سے پھرا ہوا ہے
اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی ان کو بھی خوب جانتا ہے۔ جو
(النحل : ۱۲۵) ہدایت پر ہیں۔

ف : اللہ رب العالمین نے خود ہی اپنی اس جماعت میں کام کرنے والے ہر کسی کو اس کے کام کے طریقِ کار کی پوری رہنمائی فرمادی کہ میری مخلوق کو میری طرف نہایت علم و حکمت سے بلائیے۔ ہر معاملہ میں ہر کسی کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھئے۔ اور کسی بھی معاملہ میں کسی بھی شخص کی دلآزاری اور ہتک نہ کیجئے۔ اور نہ ہی بحث و مباحثہ میں ناپسندیدہ کلمات بولئے۔ جماعت کے ہر رکن کو پوری وضاحت سے سمجھا دیا۔ کہ میرے بندوں کو نہایت علم و حکمت، دانش و برہان اور پورے حلم سے میری طرف بلائیں۔

جب اللہ رب العالمین نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس اسلام کی دعوت لے جانے کا حکم دیا۔ تو فرمایا :

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ آپ اور آپ کے بھائی میرے نشانات
وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ○ لے کر جائیں اور میرے ذکر میں سستی
اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ نہ کریں۔ آپ دونوں فرعون کے پاس جائیں

طَغٰی ○ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○ (طٰہٰ: ۴۲ تا ۴۴)

وہ نہایت سرکش ہو چکا ہے۔ اور اس سے تحمل و بردباری سے گفتگو کریں ممکن ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔

ف : جب طالبِ دین حق دین اسلام کے اصول و احکام سے واقف ہو جائے۔ تو اس پر لازم ہے۔ کہ وہ لوگوں سے اچھی بات کہے، اور برائی سے روکے، اور انہیں حکمت و موعظت سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ حُسن اخلاق سے پیش آئے۔ ہر بات کو نرمی و تحمل سے کرے۔ اس کا چہرہ ہر کسی سے نیک ہو یا بد۔ مسکراتا رہے۔ اگرچہ وہ بدعتی ہی کیوں نہ ہو۔ کیا دیکھتے نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے فرمایا تھا۔ قَوْلًا لَّیِّنًا ـــــ یعنی آپ دونوں حضرات فرعون کے ساتھ نرمی و تحمل سے بات کریں۔ لہٰذا ـــ جب ایسے اولوالعزم نبیوں کو ایسے کافر و بے دین کے ساتھ تحمل و نرمی سے بات کرنے کو فرمایا گیا ہے۔ تو ہم ان پاک بندوں سے ہرگز افضل نہیں، اور کوئی بدکار شخص فرعون سے زیادہ ذلیل نہیں۔ پھر کیوں نہ ہم تحمل و بردباری سے کام لیں ـــ اسلام کسی بھی زمانے میں

صرف اور صرف گفتار و تلوار سے نہیں پھیلا — کردار و عمل سے پھیلا ہے۔ جو کام اخلاق و کردار نے کیا ہے۔ گفتار و تلوار نے ہرگز نہیں کیا۔ اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔

پھر حضرت سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے عرض کیا :

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى

طٰہٰ : ۴۵

(یعنی دونوں نے عرض کیا) اے ہمارے پروردگار! ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے۔ یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے۔

اس پہ اللہ رب العالمین نے فرمایا :

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى

طٰہٰ : ۴۶

ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب سنتا دیکھتا ہوں۔

یعنی سے فرعون بیچارے کے قبضہ میں ہے ہی کیا، جو آپ کی طرف آنکھ تک اٹھا سکے۔ اور میں (اللہ) آپ کے ساتھ ہوں۔ میری موجودگی میں کسی کو بھی کوئی جسارت نہیں، کہ آپ کو کچھ کر سکے۔

ڈر انسان کی فطرت میں پایا جاتا ہے۔ ورنہ بندہ

جب اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں چلتا ہے۔ اللہ کی قسم — اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے — اگرچہ ہر کسی کے ساتھ ہر وقت اللہ حاضر و موجود ہوتا ہے۔ لیکن جو بندہ اللہ کا ہو کہ اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے — اللہ اللہ! — اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے — اس کا حامی — اس کا ہادی — اس کا حافظ — اس کا ناصر — اس کا رازق — اس کا مالک — اس کا والی — اور — اس کا وارث — ماشاء اللہ!

اللہ اُسے کبھی کسی غیر کے حوالے نہیں کرتے، اللہ سب سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور اللہ کی غیرت یہ گوارا ہی نہیں کرتی کہ اس کا بندہ اس کے سوا کسی بھی معاملہ میں کسی اور کا محتاج ہو — یاحَیُّ یاقَیُّوْمُ

حمایت

اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ — اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک

صَالِحاً وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

عمل کرے۔ اور کہے کہ۔ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں

(حٰمٓ سجدہ : ۳۳)

فَ :۔ سبحان اللہ! پھر خود ہی اپنی اس جماعت میں کام کرنے والوں کی کیا خوب حمایت فرمائی۔ سبحان اللہ!

○

معیار

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(آل عمران : ۳۱)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ

(البقرہ : ۱۵۲)

پس تم مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد رکھونگا اور میری (نعمتوں) کی شکر گذاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو۔

فائدہ : اپنی محبت کا آپ معیار مقرر فرمایا۔ اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنی محبت ٹھہرایا — الحمد للہ !

نوٹ :۔ فَاذْكُرُونِي کا مطلب صرف زبانی ذکر ہی نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ بھی ہے۔

وعدہ

اللہ رب العالمین نے فرمایا :

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریگا
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا	تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت
كَثِيْرًا وَّسَعَةً ط وَمَنْ	جگہ ملے گی اور بہت گنجائش، اور جو شخص
يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا	اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو
اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ	کہ اللہ تعالےٰ اور رسولؐ کی طرف ہجرت
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ	کرونگا۔ پھر اس کو موت آپکڑے۔ تب بھی
وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَ	اس کا ثواب ثابت ہو گا اللہ کے ذمے
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○	اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے ہیں
(النسآء : ۱۰۰)	اور بڑی رحمت کرنیوالے ہیں۔

ف : اللہ کا ملک بہت وسیع ہے۔ اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے کو کسی بھی ملک میں کوئی تنگی نہ ہوگی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں گے۔ ماشاء اللہ!

جو اللہ کی راہ میں مرا — گویا شہید مرا

اللہ رب العالمین نے فرمایا :

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت : ۶۹)	اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہیں۔

ف : کیا خوب وعدہ فرمایا۔ کہ — میری راہ میں مشقتیں برداشت کرنے والے لوگ کبھی بھی مایوس و ناامید نہ ہوں۔ اور ہمیشہ مجھ سے امید رکھیں۔ اس لئے — کہ میں اپنی راہ میں چلنے والوں اور تکلیف جھیلنے والوں کو ضرور اپنی راہیں دکھاؤں گا۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ	اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

تو ماشاء اللہ ـــ اللہ اپنے دین کا کام کرنے والوں کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی شان و شکوہ عطا فرمائیں گے اور عزت بخشیں گے ـــ پھر جن نیک بختوں کو اللہ کی راہ میں موت نے اپنی آغوش میں لے لیا ـــ تو ان کے حق میں اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے :

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ (الحج : ۵۸)

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا ۔ پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے بہتر ہے ۔

○

ایک بستی ایک امت ہے ـــ ہر بستی میں ایک سرگرم مبلّغ ہو ، جو صرف مسلمان ہو ـــ سادہ مسلمان ـــ کسی کمال کا دعویدار نہ ہو نہ ہی اپنے تئیں کسی سے افضل سمجھتا ہو ـــ تنقید کرنیوالا نہ ہو ـــ تحسین کرنے والا ہو ـــ جو ہمیشہ ان ہی دو حالتوں میں رہے ـــ

یا اپنی طرف متوجہ رہے ۔

یا اللہ کی طرف

لوگوں کو صرف اللہ کی طرف بلانے والا ہو۔ لوگوں کے اچھے برے اعمال پہ نکتہ چینی کرنے والا نہ ہو۔ ایک دوسرے کو ملانے والا ہو۔ بکھیرنے والا نہ ہو۔

جو ہر وقت لوگوں کو اللہ کا یہ پیغام سُناتا اور بار بار یاد کراتا رہے۔ کہ۔

" لوگو! اپنے رب کی طرف رجوع کرو، اپنے رب کی تسبیح بیان کرو۔ اس کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرو۔"

اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے ہم پہ چند چیزیں فرض کی ہیں، انہیں پورا کرو۔ مثلاً

کلمۂ طیب۔

یہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک ہمیشہ رہنے والا عہد ہے اسے ہمیشہ پورا کرو۔ کہ اللہ کے بنیر کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں۔ اور۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اللہ رب العالمین نے ہر مسلمان مرد و عورت کو ہر روز پانچ بار نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

مردوں کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ وہ فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں، اگر بستی میں ہوں، تو مسجدوں میں پڑھیں

لیکن

کسی بھی بستی کے سارے مسلمان، جن پہ کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہوئی ہے، پانچوں نمازیں تو درکنار، کسی ایک نماز کے لئے بھی کبھی مسجد میں حاضر نہیں ہوتے،

کیا یہ تعجّب نہیں

کہ بندے کو اللہ نے سات سو سے زیادہ بار حکم دیا ہو۔ کہ

"نماز قائم کرو"

اس کے باوجود کوئی بھی اللہ رب العالمین کے اس حکم کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر حکومت کا کوئی حاکم کسی بستی کے لوگوں کو کسی جگہ حاضر ہونے کا حکم دے۔ تو غیر حاضری کے ڈر کے مارے سب حاضر ہوں۔

اگر

سب آدمی نماز کے لئے آویں، تو ماشاء اللہ مسجدوں میں نہ سماویں۔ مسجدوں کی توسیع کرنی پڑے۔ لیکن حال یہ ہے کہ ظہر کے وقت شاید ہی کسی مسجد کی پہلی صف پوری ہوتی ہو۔

لوگو!

نماز پڑھو، زکوٰۃ دو۔ حج کرو۔ روزے رکھو، اور اپنے عہد پہ جو کہ اللہ سے کیا ہے۔ قائم رہو، اور وہ عہد

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آپس میں میل جول سے رہو۔ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو، اپنے بھائی کے لئے بھی کرو۔ تین دن سے زیادہ اپنے کسی بھائی سے ناراض نہ رہو۔ ایک دوسرے کی صلح کرا دو۔

لوگو!

دین ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس دنیا کی ہر نعمت ہو۔ لیکن دین نہ ہو، اس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں، اگر کسی کے پاس دنیا کی کوئی بھی شے نہ ہو۔ صرف دین ہو۔ اس کے پاس گویا ہر شے ہے۔ دین کی کمی کو دنیا کی کوئی نعمت کبھی پورا نہیں کر سکتی۔ لیکن دنیا کی ہر کمی کو دین پورا کرتا ہے

اسی طرح

اگر کسی کے پاس سارا دین مکمل ہو،

مگر۔ اللہ کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو
اس کے پاس دین میں سے بھی گویا کچھ نہیں

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبّت

دین کے علم کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ لیکن
آپؐ کی محبت کی کمی کو ــــ کوئی بھی شئے پورا نہیں کر سکتی

دین بمنزلہ

رُوح افزا شربت ہے

دین کے شربت کی بوتل ہیں ــــ جب
حضرتِ اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبّت

کی بوند ڈال دی جاتی ہے

شراباً طہوراً بن جاتی ہے

جو اسے ایک بار پی لیتا ہے

مخمور ہو جاتا ہے؛

مسرور ہو جاتا ہے؛

پھر اُس کا یہ خمار کبھی نہیں اترتا

یہاں تک ۔ کہ بعد از مرگ قبر میں بھی اسی

سوز و گداز میں رہتا ہے ۔ ماشاء اللہ!

○

اہلِ کوفہ

کے پاس سارا دین مکمل تھا!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیارے نواسے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

کی محبت نہ تھی ۔ اس ایک کمی کی بدولت ان کا سارا دین

تباہ و برباد ہوا

اسی طرح

حُر یزید کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ دوپہر تک دوزخ کے دہانے پہ کھڑا آگ میں کودنے کو تیار تھا۔ لیکن جونہی

مولائے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی محبّت

اس کے دل میں جلوہ گر ہوئی۔ شام سے پہلے پہلے ساقیٔ کوثر کی گود میں جا بیٹھا

لوگو!

یہاں سدا نہیں رہنا — اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ دنیا کی ہر شئے دنیا میں ہی چھوڑ جانی ہے۔ اور باقیات الصالحات یعنی وہ نیک اعمال جو باقی رہنے والے ہیں — ان کے سوا — کوئی بھی شئے اپنے ساتھ لے کر نہیں جانا ہے، یہ دنیاوی زندگی ناپائیدار، فانی اور چند روز کی مہمان ہے ہم میں سے ہر کوئی ایک دن مرنے والا ہے۔ اور قبر میں جانے والا ہے۔ قبر میں صرف ایک ہی تمنا ہوگی — وہ یہ — کہ

اللہ اسے ایک بار پھر دنیا میں بھیجے — تاکہ وہ جاکر اللہ کی عبادت کرے — اس کی یہ تمنا کبھی پوری نہ ہوگی —

اہلِ قبور

اپنی اپنی قبروں میں صرف ایک ہی بات پہ پچھتاتے ہیں۔ کہ دنیا میں کیوں اللہ کی عبادت نہ کی — کیا ہی اچھا ہوتا — کہ دنیا میں اللہ کی عبادت کے سوا کبھی کچھ نہ کرتے — اللہ کی راہ میں — اللہ کے لئے نکلتے — اور — اللہ ہی کے لئے مرتے"

مُردوں کا زندوں کو یہی پیغام ہے
کہ جینے والو!
اللہ کی راہ میں نکلو — اس سے بہتر اللہ کی قسم — کوئی اور کام نہیں!

○

آج سے سو سال پہلے —

جو دنیا بستی تھی — ان میں سے کوئی بھی آج زندہ نہیں — سب کے سب قبروں میں جا بسے — اسی طرح —

آج سے سو سال بعد

جو دنیا آج بستی ہے، ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہوگا —
سب کے سب قبروں میں ہونگے
بادشاہ سے لیکر چمار تک — ہر کسی کو ایک ہی حسرت ہوگی
وہ یہ — کہ
انہوں نے دنیا میں کیوں اللہ کی عبادت نہ کی۔
سب کی صرف ایک ہی تمنا ہوگی
کہ اللہ انہیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجے — تاکہ وہ جاکر وہاں
اللہ کی عبادت کریں
اگر
اللہ آپ کو پھر دنیا میں بھیجیں، تو پھر آپ دنیا میں جاکر کیا کرینگے؟
ہم — ہمیں ہمارے رب کی قسم!
ساری عمر اللہ ہی کے ذکر (وطاعت) میں گذاریں — اور
دم بھر کے لئے بھی کوئی اور کام کبھی نہ کریں — دنیا کی
کوئی بھی شئے ہمارے یہاں کام نہ آئی — مگر —
وہ — اور صرف وہ

جو ہم نے اللہ کی راہ میں کی

آپ ان سے کیوں

عبرت

حاصل نہیں کرتے!

فَاعتبروا یا اولی الابصار

○

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

کی قبر پر کسی نے سوال کیا۔ کہ بتائیں۔ آپ کس حال میں ہیں؟
جواب ملا۔ کہ میرے دور سلطنت میں جتنے قتل ہوئے۔ ان سب کا حساب۔ اور ایک ایک کا حساب لیا جا رہا ہے۔ ابھی تک میں ان سے فارغ نہیں ہوا۔

ایک دوسرے نے کہا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ جو میں دنیا میں کوئی غلام ہوتا۔

○

اِحْیَاءِ سُنّت

لوگو ـــــ اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کو اپناؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جس شخص نے میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنّت کو اپنا رہنما بنایا۔ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ كِتَابِ الزُّهْدِ لَهٗ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ

(بیہقی نے یہ روایت اپنی کتاب الزّھد میں ابن عباس سے نقل کی ہے)

(ابوہریرہؓ / ابن عباسؓ / بیہقیؒ)

فتح : اور آج وہ وقت پوری آب وتاب سے شروع ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مطہرہ کو زندہ کرنا!

ہر خاص وعام کو یہ دعوت دو کہ

"لوگو! اسے سچ مانو ـــ کہ اللہ رب العالمین تک پہنچنے کی تمام

راہیں بند ہو چکی ہیں ۔ صرف ایک راہ کھلی ہے ۔ اور وہ

سُنّت کی اتباع

ہے، جو بھی اللہ تک پہنچا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر پہنچا ۔ سنت کی راہ **شاہراہ** ۔ باقی سب راہیں **کُوَاہ** ہیں۔

سرکار **پیر و مرشد** علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے ۔ کہ اولیاء اللہ کا مشاہدہ اگرچہ کیسا ہو ۔ لیکن سُنّت کی اتباع کی برابری نہیں کرتا ۔ بڑے سے بڑا مجاہدہ چھوٹی سے چھوٹی سنّت کی برابری بھی نہیں کر سکتا۔

سنّت کی اتباع اللہ کو مقبول ہے ـــــ ماشاء اللہ !

○

اللہ کی راہ میں چلنے والوں کو **مبارک** ہو ۔ کہ اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کو یا شام کو اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

وَعَنْ اَبِیْ عَبْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (رَوَاہُ البخاری)

حضرت ابو عبسؓ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں، پھر ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوتی۔

○

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ عَیْنَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ ایک آنکھ وہ، جو اللہ کے خوف سے روئی، اور دوسری آنکھ وہ جس نے اللہ کی راہ میں نگہبانی کرتے رات گذاری

○

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلِجُ النَّارَ مَنْ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ شخص دوزخ میں نہ جائے گا۔ جو اللہ کے خوف سے

بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدُ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ فِيْ اُخْرٰى فِيْ مِنْخَرَيْ مُسْلِمٍ اَبَدًا وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا

رویا۔ جب تک کہ دودھا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہ جائے (یعنی جس طرح دودھ کا واپس جانا محال ہے، اسی طرح اس شخص کا دوزخ میں جانا محال ہے) اور راہِ اللہ میں بندہ کے جسم کا گرد و غبار اور دوزخ کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے (یعنی مجاہد دوزخ میں نہ جائیگا) (ترمذیؒ) اور نسائی کی ایک روایت میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ مسلمان کے نتھنوں میں اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہ ہوگا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بندہ کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہ ہوگا۔ اور بخل و ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہوتے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کی راہ میں ایک دن کی چوکیداری (یعنی محافظت) دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

فائدہ : ایک صحابیؓ کا انتقال ہُوا۔ تو ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ اور سب یہ کہہ رہے تھے، کہ اس نے عمر میں کوئی نیکی نہیں کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ بات پہنچی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میّت کے پاس تشریف لائے۔ جمع شدہ لوگوں سے پوچھا۔ کہ تم میں سے کسی کو اس کی کوئی نیکی یاد ہے؟ تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ اس نے اللہ کی راہ میں جانے والی ایک جماعت کی چوکیداری کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا۔ (شاید قسم کھا کر) کہ یہ جنتی ہے۔

نوٹ :۔ صحابہ کرامؓ کے نزدیک نیکی کا معیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا تھا۔ کیونکہ یہ تو بالکل محال ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ عمومی (ذاتی) فرائض نماز، روزہ، ذکر وغیرہ نہ ادا کرتے ہوں۔

مَاشَآءَ اللہ !

اللہ رب العالمین نے فرمایا :

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

(الحج : ۵۸)

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا۔ پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور انکو ایک عمدہ رزق دے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالےٰ سب دینے والوں سے بہتر ہے۔

○

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اِنِّيْٓ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ

شقیقؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ (ایک روز) ایک شخص نے ان سے کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰنؓ میں چاہتا ہوں، کہ آپ روزانہ ہم کو وعظ و نصیحت فرمایا کریں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ میں ایسا اس لئے نہیں کرتا کہ تم اکتا جاؤ گے۔ میں نصیحت کے معاملے میں اسی طرح تمہاری خبر گیری کرتا ہوں،

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَتَخَوَّلُنَا بِہَا مَخَافَۃَ السَّآمَۃِ عَلَیْنَا (متفقٌ علیہ)

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ اور ہمارے اکتا جانے کا خیال رکھتے تھے۔

○

علم و عمل

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو حکم سن لیتے تھے، مان لیتے تھے۔ اس پہ ہمیشہ عمل جاری رکھتے تھے ہم صرف سنتے ہی نہیں، پڑھتے بھی ہیں۔ لیکن ۔ پھر بھی کسی بات پہ عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جب تک علم پہ عمل نہیں کیا جاتا۔ علم عالم کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ مگر قلیل ۔ بہت ہی قلیل ۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ کہ۔

حسد نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑیوں کو

ہمارے دلوں میں

ایک دوسرے کا حسد ہے۔ گویا حسد ہماری حاصل کردہ

نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے۔ جیسے کہ سوکھی لکڑیوں کو آگ جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ ہم نیکی کئے جا رہے ہیں، اور حسد ہماری کی ہوئی نیکیوں کو جلائے جا رہا ہے۔ اور ہم جو کہتے ہیں — خود نہیں کرتے — لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، خود نیکی نہیں کرتے — اسی طرح — برائی سے روکتے ہیں۔ لیکن خود باز نہیں رہتے — یہی ہماری ناکامی۔ اور یہی ہماری کم نصیبی ہے۔

اللہ ہمیں

علم پہ عمل کی توفیق بخشے — ہمارے پاس (علم کی) ہر شئے ہے — قرآن ہے — تفسیر ہے — حدیث ہے — اصول ہے — قانون ہے —

مگر

علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت نہیں

اور — کسی کو بھی نہیں

ہم سب اس طرح رات کو بستروں پر آرام کے لئے جایا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس شاید ہی کوئی نیکی باقی رہتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اس قدر تگ و دو کے کسی درس گاہ نے پھر سے کوئی

ماں کا لال پیش نہیں کیا — ہر کسی نے صرف مناظر پیش کئے۔

ہماری درس گاہوں میں

دین کا جو علم پڑھایا جاتا ہے، اس پہ عمل نہیں کرایا جاتا عمل کے میدان میں کسی نے بھی قدم نہیں رکھا — ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہیں، لیکن ہم میں کوئی بھی اُن کی سی بات نہیں پائی جاتی، ظاہری شکل و شباہت کے سوا ہماری ہر شے ان کے خلاف ہے۔ اگرچہ — ہم کچھ بھی نہیں۔"

○

واعظِ بے عمل کے لئے سخت وعید آئی ہے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ لِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلُ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں نے معراج کی رات میں بہت سے شخصوں کو دیکھا، کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں، پوچھا اے جبرئیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں

قَالَ هٰؤُلَآءِ خُطَبَآءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

نے کہا۔ یہ لوگ آپ کی امت کے خطیب (واعظ) ہیں، جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے (شرح السنۃ)

وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ خُطَبَآءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَقْرَءُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جبرئیل نے کہا۔ یہ آپؐ کی امت کے واعظ ہیں۔ جو ایسی بات کہتے تھے، جس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے تھے، اور اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ (انسؓ / شرح السنۃ)

ف :- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ — اور یہ ہم سب کو لاگو ہے۔ اسے پڑھ کر تو دل میں یہ آتی ہے۔ کہ اپنے لبوں کو چمڑے کے سلو سے سی لیں۔ جیتے جی کسی سے کچھ نہ کہیں، لیکن حال یہ ہے۔ کہ ہماری زبان کسی بھی موضوع پہ بولتے نہیں جھجکتی۔

○

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں فرمایا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ

(متفقٌ علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائیگا۔ اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (یعنی دوزخ میں) اس کی انتڑیاں آگ میں جاتے ہی فوراً اس کے پیٹ سے نکل پڑیں گی۔ اور وہ اپنی ان انتڑیوں کو اس طرح پیسے گا۔ جس طرح پن چکی یا خراس کا گدھا آٹا پیستا ہے۔ دوزخی یہ دیکھ کر اس کے گرد جمع ہو جائیں گے، اور اس سے کہیں گے، اے فلاں شخص! تیرا کیا حال ہے تُو تو ہم کو نیک کاموں کا حکم دیتا اور برے کاموں سے منع کیا کرتا تھا وہ جواب دیگا۔ ہاں میں تم کو امر بالمعروف کرتا تھا۔ اور خود اس پہ عمل نہ کرتا تھا۔ اور تمکو بری باتوں سے منع کرتا تھا اور خود باز نہیں رہتا تھا (بخاری و مسلم)

ف : الامان الامان الامان — یہ حال — میرا حال ہے — ہم سب کا حال ہے۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں یا حیّ یا قیّوم — تو ہم سب سے درگذر فرما۔ اور ہمیں اپنے علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت عنایت فرما۔ یا حیّ یا قیّوم — آمین!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّآءُ الْمُرَاؤُنَ بِاَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَکَذَا ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِیْهِ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پناہ مانگو تم اللہ تعالیٰ سے غم کے کنوئیں سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ایک وادی ہے دوزخ میں جس سے دوزخ دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے اعمال کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں (ترمذیؒ) اور ابن ماجہؒ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ کہ اللہ

وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ قَالَ السُّحَارِیُّ یَعْنِی الْجَوَرَۃَ

کے نزدیک مبغوض ترین وہ قاری (قرآن پڑھنے والے) ہیں، جو امرا سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی محاربی فرماتے ہیں کہ امرا سے مراد ظالم امرا ہیں

(ابوہریرہؓ / ترمذیؒ / ابن ماجہؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۱ صفحہ ۴۷)

ف : ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں، ورنہ کسی بھی طرح ہم کامیاب نہیں ہو سکتے، اگرچہ ہم کچھ کہیں ۔ حقیقت یہ ہے، کہ ہر نفس شہرت کا طالب ہے۔ تیری دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ہو، جسے شہرت پسند نہ ہو۔ اگرچہ بظاہر ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، تیری خوشنودی و رضا کے لئے کرتے ہیں۔ پھر بھی نفس اپنی مکاری کو پیش پیش رکھتا ہے

تیرا شکر و احسان ہے

کہ جہاں تیری مخلوق ہمارا کمال ادب و احترام کرتی ہے وہاں کوستی بھی ہے۔ ان میں وہ بھی شامل ہوتے ہیں، جن سے کہ زندگی میں کبھی ملاقات تک نہیں ہوئی ۔ گویا درحقیقت وہ ہمارے محسن ہیں، کہ ہمارے ایسے ایسے گناہوں کو مٹا رہے ہیں۔ جسے کہ ہم کبھی بھی نہ مٹا سکتے ۔

الحمد للحیّ القیّوم!

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ

مشکوٰۃ شریف مترجم
جلد دوم صفحہ ۵۵۰
جابرؓ / بیہقیؒ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا۔ کہ وہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! اس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اس پر اور سارے باشندوں پر شہر کو الٹ دے۔ اس لئے کہ اس شخص کا چہرہ (گناہگاروں کے گناہوں کو دیکھ کر) ایک لمحے کیلئے بھی میری خوشنودی کیلئے متغیر نہیں ہوا (یعنی اس نے گناہگاروں کے گناہوں کو ایک لمحہ کیلئے بھی برا نہ جانا)

ف : توبہ توبہ دوستو! اس حدیث کو غور سے پڑھئے۔ اور اپنے احوال کا جائزہ لیجئے۔ یہ ہر خاص و عام، عالم و جاہل۔ سب پر لاگو ہے آج ہمارے سامنے ہر شئے ہو رہی ہے، اور ہمیں پرواہ تک نہیں ——

روکنا تو درکنار — کسی برائی کے خلاف خیال تک دل میں نہیں آتا۔
کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے — ؟

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاؤُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

مولائے علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی لوگوں پر ایسا وقت آئیگا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائیگا۔ اور نہیں باقی رہے گا۔ قرآن میں سے۔ مگر اس کے نقوش ان کی مسجد (ظاہر میں) آباد ہوں گی۔ لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی۔ ہدایت سے ان کے علما آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہونگے۔ انہی سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئے گا

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۷۔
علی / بیہقی در شعب الایمان)

نوٹ : اور وہ وقت آج آیا ہوا ہے۔ اللہ ہمیں سیدھی راہ پر

رکھے۔ آمین! ۔ اور ہر قسم کے فتنے سے ظاہری ہو یا باطنی
پناہ دے ۔ آمین !!

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ اٰدَمَ وَ اَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمِيْرًا وَّحْدَهٗ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۱۷)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنیوالوں میں کون سب سے بڑا سخی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ سخاوت کرنیوالوں میں سب سے زیادہ سخی ہیں، پھر آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہوگا جس نے علم کو سیکھا اور اسکو پھیلایا۔ یہ شخص قیامت کے دن ایک امیر یا ایک جماعت کی (شان و شکوہ) والا ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے

قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ
صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ
عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ
اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ
بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا
لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ
فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ
نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ
الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ
اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ
دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ
الْهُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْيَا
لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْ
دِيَتِهَا هَلَكَ رَوَاهُ ابْنُ
مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ

کہ اگر اہلِ علم علم کی حفاظت کریں اور
اس کے اہل ہی کو سکھائیں۔ تو وہ اپنے
زمانہ کے سردار بن جائیں اپنے علم کے
سبب (لیکن اہلِ علم نے ایسا نہیں کیا،
بلکہ) انہوں نے علم کو دنیا داروں پر
خرچ کیا۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے ان
کی دنیا (دولت) کو حاصل کریں۔ پس
وہ دنیا داروں کی نگاہوں میں ذلیل
ہوئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس
شخص نے اپنے مقاصد میں سے صرف ایک
مقصد یعنی آخرت کے مقصد کو اختیار کر
لیا۔ تو اللہ اس کے دنیاوی مقصد کو (خود)
پورا کر دیتا ہے، اور جس شخص کے مقاصد
پراگندہ اور متفرق ہوں جیسا کہ دنیا کے حالات
ہیں۔ تو پھر اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی
کہ وہ خواہ کسی جنگل (یعنی دنیا کی کسی حالت)

بْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ اِلٰی اٰخِرِہٖ

میں ہلاک ہو۔ ابن ماجہ، بیہقیؒ نے اس حدیث کو ابن عمر سے بیان کیا ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ / ابن عمرؓ / ابن ماجہ / بیہقیؒ / مشکوٰۃ شریف

مترجم جلد اول ــــ صفحہ ۔ ۷۲

○

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَفٰی بِالْمَرْءِ كِذْبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے جھوٹ بولنے کیلئے یہی بہت ہے کہ وہ جس بات کو سُنے اُسے نقل کر دے (یعنی تحقیق نہ کرے) (مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم صفحہ ۴۹)

فتح : ان دوستوں کی خدمت میں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ گذارش ہے۔ کہ بلا تحقیق کوئی بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کریں، بلکہ کوشش فرمائیں۔ کہ جب کوئی حدیث بتانی ہو۔ حدیث کے پورے اور صحیح الفاظ بتائیں، کم و بیش نہ کریں۔

○

شریروں میں بدترین شریر برے علماء، اور بھلوں میں سب سے بھلے بہترین علماء ہیں

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ نِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِيْ عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَآءِ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

احوص بن حکیمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برائی کی بابت سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ برائی کی بابت مجھ سے کچھ نہ پوچھو، بلکہ بھلائی کے متعلق پوچھو۔ آپؐ نے تین بار ان جملوں کو ادا فرمایا اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ خبردار رہو۔ کہ شریروں میں بدترین برے علماء ہیں اور بھلے لوگوں میں سب سے بہتر بھلے علماء ہیں (مشکوٰۃ شریف جلد اول صـ۲۴۵) احوصؓ بن حکیم / دارمیؒ

ابو درداءؓ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر شخص وہ عالم ہے۔ جس کے علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صـ۷۳) ابو درداءؓ / دارمیؒ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک پورا مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوجائیں جسکو میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) لایا ہوں (یعنی دین اور شریعت)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صـ۵۲، عبداللہ بن عمرؓ / شرح السنۃ اربعین نووی / کتاب حجۃ)

آخری زمانہ والوں کی حوصلہ افزائی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ مَّنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے احکام کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دیگا، تو ہلاک ہوگا۔ لیکن ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اگر کوئی شخص احکام کا دسواں حصہ بھی

مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا — عمل میں لے آئیگا۔ نجات پائے گا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) — (ترمذیؒ)

مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صـ ۵۴ - ابوہریرہؓ / ترمذیؒ)

فائدہ : الحمد للہ! اللہ تعالےٰ نے ہم پہ کتنا کرم فرمایا۔ کہ اگر ہم دین کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیں گے، تو نجات کے حقدار بن جائیں گے — اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق بخشیں — آمین!

اللہ کی توفیق بندے کے عزم سے وابستہ ہے۔ بندہ جب کسی نیکی کو کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے۔ اسی وقت اللہ اُسے توفیق بخش دیتے ہیں — یا حیُّ یا قیّوم!

○

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ

ابی امامۃ الباہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم (یعنی یہ پوچھا گیا کہ ان سے کون افضل ہے) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ عالم عابد پر ایسی ہی فضیلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ میں تم سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت

عَلٰی اَدْنٰکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

رکھتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوقات، یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔

(ترمذیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اوّل صفحہ ۶۴)

ف: سبحان اللہ! اس کائنات میں اللہ تعالےٰ کی تقریباً اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق بستی ہے۔ اور ان سب کی زندگی کا انحصار اس کائنات کے قائم رہنے پر ہے۔ اور کائنات کا قیام اللہ تعالیٰ کا نام لینے والوں کے ساتھ ہے۔ جب تک کوئی ایک بھی بندہ اللہ تعالےٰ کا نام لینے والا اس زمین پر موجود رہے گا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالےٰ کا نام بلند کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلتا ہے جن و انس کے علاوہ ساری مخلوق اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اور مچھلیاں بھی — حالانکہ

چیونٹی یعنی کیڑی ایک حقیر سی مخلوق ہے۔ ان سب کو یہ پتہ ہے، کہ ان کی زندگی کا انحصار اللہ کے نام لینے والوں کی بدولت ہے۔

ماشاء اللہ

○

اللہ کی راہ میں چلنے والو!

مبارک ہو، کہ ایک روپیہ جو آپ اپنی جان پہ خرچ کرتے ہیں اس کا ثواب سات لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کے اجر کے برابر ہے —— بلکہ

جس قدر اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں، اسے اور بڑھا دیتے ہیں

وَعَنْ عَلِيٍّ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ

حضرت علی، ابی درداء۔ ابی ہریرہ۔ ابی امامہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص

عَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ
فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ
مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا
بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
اَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذَالِكَ فَلَهٗ
بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفِ
دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ
وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے
لئے مال بھیجے اور خود گھر میں رہے
اس کو ہر درہم کے بدلے سات
سو درہم ملیں گے۔ اور جو شخص
خود اللہ کی راہ میں لڑا اور جہاد
میں اپنا مال خرچ کیا۔ اس کو
ہر درہم کے بدلے سات لاکھ
درہم ملیں گے۔ پھر آپ نے
یہ آیت تلاوت فرمائی وَاللّٰهُ
يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔
(ابن ماجہ)

فائدہ:- ماشاء اللہ!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کو
حاصل کرنے کے لئے (گھر سے) نکلے،

طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

وہ اس وقت تک جب تک کہ (گھر) واپس نہ آجائے، اللہ کی راہ میں ہے ترمذیؒ / دارمیؒ

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۵)

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَآءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس حال میں موت آجائے کہ وہ علم پڑھ رہا ہو۔ تاکہ اس سے اسلام کو زندہ کرے (یعنی تر و تازہ گی بخشے) تو جنت میں اس کے اور انبیاءؑ کے درمیان ایک درجہ (کا فاصلہ) ہوگا حسنؒ / دارمیؒ

دارمی شریف ص ۱۰۳ شمار ۳۵۶

اللہ تعالےٰ نے اپنے راستے میں نکلنے والوں کی کس طرح مدد فرمائی صحابہ کرامؓ کی زندگیاں اس پہ شاھد ہیں ——

ایک صحابیؓ جب اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد سے واپس لوٹے، تو

رات کے وقت ایک چور اندر گھس آیا۔ اتفاقاً آپؓ جاگ رہے تھے، آپؓ نے اسے پکڑ لیا۔ اور تعجب سے پوچھا۔ کہ اتنی دیر میں اللہ کی راہ میں رہا، اور تو نے چوری نہیں کی۔ آج ہی جب میں آیا، تو تو بھی آگیا — اس چور نے جواب دیا۔ کہ میں تو تقریباً بلاناغہ ہی آتا رہا۔ لیکن جس وقت بھی آتا، کچھ لوگوں کو تمہارے مکان کے گرد بیٹھے باتوں میں مشغول پاتا۔ اور واپس لوٹ جاتا آج میں نے دیکھا، کہ باہر کوئی نہیں، تو اندر آگیا اور پکڑا گیا۔ صبح کے وقت وہ صحابیؓ چور کو ساتھ لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنا تعجب ظاہر فرمایا۔ تو آپؐ نے فرمایا — کہ وہ فرشتے تھے۔ جو تیرے اللہ کی راہ میں جانے کے بعد تیرے گھر کی حفاظت پر مامور تھے۔ جب تو آگیا — تو وہ چلے گئے۔

○

ایک صحابیؓ ستائیس سال تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں رہنے کے بعد جب واپس لوٹے۔ تو پہلے سیدھے مسجد میں تشریف لائے (کہ صحابہؓ کرام کی زندگی کا معمول تھا۔ کہ پہلے مسجد اور پھر گھر) دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان بڑا شیریں وعظ کر رہا

ہے۔ دل میں پہلے سے ہی حسرت تھی۔ کہ میں اگر اپنے گھر رہتا۔ اور اپنے ہونے والے بچے کی پرورش یوں کرتا۔ کہ اسے دین کا بہت بڑا عالم بناتا (کیونکہ جب وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں جانے لگے، تو آپؓ کی اہلیہ امید سے تھیں)

اُس نوجوان کے کلام کو سن کہ حسرت اور بڑھی۔ جب مسجد سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے گئے۔ تو اپنے دروازے پر دستک دی دستک دینے پہ اندر سے وہی نوجوان عالم نکلا۔ اور اندر داخل ہونے میں مانع ہوا۔ کہ بابا — یہ میرا گھر ہے! صحابیؓ نے کہا کہ یہ تو میرا گھر ہے۔ ابھی تکرار جاری ہی تھی۔ کہ اس بحث کی آواز سُن کہ اندر سے آپؓ کی اہلیہ تشریف لے آئیں، جو کہ خود بوڑھی ہو چکی تھیں — انہوں نے اپنے خاوند کو پہچان لیا۔ اور نوجوان کو متعارف کراتے ہوئے — کہ یہ تمہارے والد ہیں جو ستائیس برس تک جہاد میں مشغول رہنے کے بعد لوٹے ہیں — تکرار بند کرنے کو کہا — دونوں باپ بیٹا مل کر بہت خوش ہوئے، — اور ان صحابیؓ کی دل کی حسرت پوری ہو چکی تھی۔

○

اللہ تعالےٰ نے صحابہ کبارؓ کے ساتھ وہ امدادیں فرمائیں — جو

بنی اسرائیل کے ساتھ تھیں ـــــ

دریاؤں نے انھیں راستے دئے

آگ ان کو ننگا جلا سکی

درندوں اور حشرات الارض نے ان کا حکم مانا

اللہ تعالیٰ کی مدد میں اس کے دین کا کام کرنے والوں کے

آج بھی ساتھ ہیں !

؎ آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

شرط صرف یہ ہے ـــ کہ

ہم اللہ کے دین کے لئے اللہ کا نام لے کر چل پڑیں !

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

عمل و اخلاق سے آراستہ تھے ـ غیر ملکی زبانیں

نہ جانتے تھے ۔ باوجود اسکے جس بھی ملک میں جاتے

اللہ ھی کے لئے جاتے ۔ یہی وجہ تھی ۔ کہ جہاں جاتے

کایا پلٹ دیتے ۔ تہذیب بدل دیتے ۔ اور ھر کسی کو

اسلام کے رنگ میں رنگ دیتے ـــ

اللہ ہم سب کو توفیق بخشے ـ آمین ـــ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ !

دعوت و تبلیغ الاسلام

میں صوفیائے عظام کا کردار

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (الحدیث)

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اور اس کے بعد بہترین خلفائے راشدین کا زمانہ ہے اور اسکے بعد تابعین کا زمانہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت الی اللہ کا کام جس نوعیت پر شروع فرمایا تھا۔ وہ مکہ کی زندگی میں انفرادی نوعیت سے پھیل کر مدینہ منورہ میں اجتماعی حیثیت اختیار کر گیا۔ لیکن آپ کے وصال کے بعد آپ کے ارشاد گرامی کے تحت یہ اجتماعی دعوت کا سلسلہ حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگی میں بھی رہا۔ لیکن آہستہ آہستہ انحطاط شروع ہوا۔ تو سلاطین وقت بجائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ جہاد فی الملک والمال کی طرف راغب ہوئے۔ تو ایسے دور میں ۔۔۔ دینِ متین کی دعوت کا کام اولیائے عظام نے مکمل طور پر اپنے ذمے لے لیا۔ اور پھر اس دینِ متین کی جو جو خدمات انہوں نے سرانجام دیں۔

تاریخِ عالم میں یہ باب سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ دین کے علم کو ایسا بلند کیا۔ کہ تاریخِ عالم کو مات کر دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خود فرمایا۔ کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرے لئے باعثِ فخر ہے، اور فقر مجھ سے ہے)۔ تو پھر ان بوریہ نشینوں کی دینی خدمات میں شک و شبہ کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے گو ان کی دعوت تقریباً صرف انفرادی حیثیت تک ہی محدود رہی۔ لیکن اس علم (باطنی) کی بدولت، جو ان حضرات تک سینہ بہ سینہ پہنچا تھا۔ اپنی کیمیا نظری سے ان میں سے ایک ایک فرد کروڑوں انسانوں کی ہدایت کا باعث بنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَآئَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِیْکُمْ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دو باتیں (یعنی دو قسم کے علم) یاد رکھی ہیں، جن میں سے ایک (علم ظاہر) کو تو میں نے تمہارے درمیان پھیلا دیا ہے۔ اور دوسرا (یعنی علم باطنی)

یَعْنِیْ مَجْرِی الطَّعَامِ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اگر میں اس کو بیان کروں، تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے (ابوہریرہؓ / بخاریؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۳)

صُوفیائے کرام

کی یہ جماعت ایسی تربیت یافتہ تھی، کہ ان کے قلوب سمندروں کی وسعتوں کے مالک، نظریں کیمیا اثر، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشے میں چُور تھیں

اِسی لئے

جدھر بھی نظرِ التفات اٹھتی، مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی

مَاشَآءَ اللّٰہ

○

حضرت سرکار فیضِ عالم سیّد علی الہجویری

المعروف بہ

داتا گنج بخشؒ لاہوری

کو جب غزنی سے لاہور آنے کا حکم ملا - تو آپؒ دل میں سوچنے

لگے۔ کہ وہاں تو پہلے ہی میرے ایک بھائی شاہ حُسَیْن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ دین کی تبلیغ پہ مامور ہیں مجھے وہاں کس لئے بھیجا جا رہا ہے؟ آپ جب پیدل چلتے ہوئے لاہور پہنچے تو دیکھا۔ کہ شہر سے ایک جنازہ نکل رہا ہے۔ جب پتہ کیا کہ یہ جنازہ کن کا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ آج حضرت شاہ حُسَیْن زنجانی انتقال فرما گئے

اُس دن سے لے کر۔ آج تک

آپ ہمیشہ وہیں اپنے مرکز پہ دین کی تبلیغ میں مصروف رہے اور آپ دین کے کاموں میں اس قدر محو و منہمک تھے۔ کہ آپ کو اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں آنے جانے کے لئے وقت ہی نہ تھا۔ اور آپ نے مملکت ہند میں اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ اور پھر ساری عمر جس جگہ بٹھا دیئے گئے تھے۔ وہ جگہ نہیں چھوڑی

گویا ایک اللہ کے بندے نے براعظم ایشیا کے سب سے بڑے ملک کی کایا پلٹ کر رکھ دی

○

اسی طرح

حضرت خواجہ غریب نواز

سیّدنا سیّد حسنؒ سنجری

کہاں مدینہ منوّرہ اور کہاں اجمیر؟

راستے میں کیسے کیسے سمندر اور ریگستان اور پہاڑ حائل، لیکن — آن کی آن میں شوق نے ان کو مدینہ منوّرہ سے وہاں پہنچا دیا — اور — حضرت داتا صاحبؒ نے وہاں جو بنیادیں رکھی تھیں — آپ نے ان پہ ایک عالیشان عمارت تعمیر کر دی - اور پھر جوں جوں اور جہاں جہاں ان کی ضرورت پڑی — جان تک دینے سے دریغ نہ کیا — ان کے کارنامے قلم کی نوک تک تو نہیں پہنچے — لیکن۔ اللہ کے نیک بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ جاری ہیں -

○

صُوفیائے کرام

کی مقدس زندگیوں کے مبارک تذکرے بیان کرنے کے لئے تو دفتروں کے دفتر درکار ہیں جنہیں قاری پڑھتا ہُوا

کبھی نہ اکتائے ـــ ہمارا مقصد اس وقت ان کے مبارک
تذکروں کا اعادہ نہیں ـــ بلکہ ـــ موجودہ زمانے میں

دعوت الی الحق

ہے ـــ زمانے کے بُعد کے ساتھ لوگوں نے ان صوفیائے
عظام کے طریق کار میں اپنے مفاد شامل کر لئے ـــ اور
انسانیت کیلئے کھرے کھوٹے میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

دعوت الی الحق
کی جگہ
ہم جیسے نااہلوں

نے لے لی اور اس میں اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے
طرح طرح کے نئے ڈھنگ نکالے۔ نئے طریقے ایجاد
ہونے سے معاشرے میں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی سُنّتیں نکلتی گئیں

جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ :

عَنْ عُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
عضیف بن حارثؓ نے فرمایا۔ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا
رُفِعَتْ مِنْ سُنَّةٍ فَتَمَسُّكٌ
بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ
بِدْعَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ

جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات
نکالی۔ اس کے مثل ایک سنت اٹھا
لی گئی۔ پس سنّت کو مضبوط پکڑنا
نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔
(احمد)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۵)

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
اَحْيٰى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ
اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ
مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ
مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ
اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ
شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ
ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللهُ

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے، کہ جس شخص نے میری کسی
ایسی سنت کو زندہ کیا۔ (یعنی رائج کیا)
جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی۔ تو اس
کو اتنا ہی اجر ملے گا۔ جتنا کہ ان لوگوں
کو ملے گا۔ جنہوں نے اس پر عمل کیا
اور ان پر عمل کرنے والوں کے اجر
میں سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جس
شخص نے کہ گمراہی کی کوئی ایسی نئی

وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

بات نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ خوش نہیں ہوتا۔ اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا۔ جتنا گناہ ان کو ہوگا۔ جنہوں نے اس بدعت پر عمل کیا۔ اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۲)

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ

عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپؐ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ اور ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی۔ کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور دلوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ پس ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شاید) یہ آخری وصیت ہے۔ پس

اُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِىْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

آپؐ ہم کو کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ تم اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور نصیحت کرتا ہوں۔ تم کو سننے اور اطاعت کرنے کی۔ اگرچہ تم کو حبشی غلام کی اطاعت کرنی پڑے۔ پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے۔ وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا۔ ایسی حالت میں تم پر لازم ہے۔ کہ میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کے طریقہ کو مضبوط پکڑ لے۔ اُسی طریقہ پر بھروسہ رکھو۔ اور اسکو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو۔ اور بچو تم (دین میں) نئی باتیں پیدا کرنے سے۔ اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔

(مرباض / احمدؒ / ابوداؤدؒ / ترمذیؒ / ابن ماجہ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ص۵۱)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ رَهْبَانِيَّةَ اِبْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی جانوں پر سختی مت کرو (یعنی سخت ریاضت اور مجاہدہ نہ کرو) ورنہ پھر اللہ بھی تم پر سختی کرے گا۔ تحقیق ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) نے اپنی جانوں پر سختی کی تھی۔ پس اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ پس آج جو لوگ صومعوں اور دیار (یعنی نصاریٰ اور یہود کے عبادت خانوں) میں پائے جاتے ہیں یہ انہیں لوگوں کی یادگار اور بقایا ہیں۔ رہبانیت کو انہیں لوگوں نے اختراع کیا تھا ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔

(انسؓ / ابوداؤدؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۲)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ جس شخص نے بدعتی کی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا

تعظیم کی۔ اس نے دینِ اسلام کو ڈھا دینے میں مدد دی۔ (ابراہیم بن میسرہؒ / بیہقیؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۶

○

عَنْ حَسَّانٍ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَۃً فِیْ دِیْنِھِمْ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ سُنَّتِھِمْ مِثْلَھَا ثُمَّ لَا یُعِیْدُھَا اِلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ

حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔ کہ نہیں نکالی کسی قوم نے کوئی نئی بات اپنے دین میں، مگر یہ کہ نکال لیتا ہے اللہ اس کی سنت میں سے اس کے مانند (یعنی جب کوئی نئی بات نکلتی ہے تو اس کے مثل سنت دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) اور پھر وہ سنت قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں کی جاتی۔

(دارمیؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۵-۵۶)

ف : اللہ کے بندو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کو اپناؤ، اور انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اور انہیں دنیا میں

رواج دینے کے لئے سرگرداں پھرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہم پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے دروازے کھول کر بدعتوں کے دروازے مسدود فرمادے!۔ آمین!۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

○

دعوتِ عام

اگر ہم نے کسی گاؤں کے چند چیدہ آدمیوں کو اپنے سلسلۂ عالیہ میں منسلک کر بھی لیا، تو کیا ہوا۔ ساری بستی کے مکینوں کو عام دعوت دینا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا دین سب کے لئے ہے۔

فرمایا حضور اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ :

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ

حضرت انسؓ نے فرمایا۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ بندہ اس وقت تک کامل مومن

لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ — نہیں ہوتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے
متفقٌ علیہ — لئے بھی اسی چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ
اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(بخاریؒ و مسلمؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۰۶)

ف : توجب ہم اپنے لئے اللہ تعالےٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی چاہتے ہیں، تو اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے کیوں نہ چاہیں۔

○

جماعت

اللہ (کی قدرت و جلال) کو جس بھی کسی نے دیکھا۔ اور
جب بھی دیکھا — جماعت ہی کے ساتھ دیکھا۔

اپنی جماعت سے ملے رہو
دم بھر کیلئے بھی علیٰحدہ نہ ہو

اپنی جماعت کے قیام و استقلال کے لئے دعائیں مانگا کیجئے
اللہ اِسے قیامت تک دینِ اسلام کی دعوت و
تبلیغ پہ مامور رکھے۔ آمین! — اور ایک
دوسرے کی پوری محبت نصیب کرے — آمین!

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسا بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے جو اس بکری کو اٹھالے جاتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ نکلی ہو۔ یا ریوڑ سے دور چلی گئی ہو۔ یا ریوڑ کے کنارے پر ہو اور بچو تم پہاڑ کی گھاٹیوں (یعنی گمراہی سے) سے اور جماعت اور مجمع کے ساتھ رہو۔ (احمد)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَ

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو یا آپؐ نے یہ فرمایا۔ کہ امت محمدؐ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا

يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا۔ اس کو دوزخ میں تنہا ڈالا جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ پس جو شخص جماعت سے الگ ہوا۔ اس کو آگ میں تنہا ڈالا جائے گا (ابن ماجہؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۲)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر (یعنی ایک ساعت کے لئے) جدا ہوا

اَلْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ — اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ) — نکال دیا (احمدؒ / ابوداؤدؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۵)

عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ — حضرت مالک بن انسؓ بطریقِ مرسل
مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ — بیان کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تم میں دو
تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ — چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان
تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا — کو مضبوط پکڑے رہو گے۔ گمراہ نہ ہو گے
كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ — کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ
(رَوَاهُ الْمُوَطَّا) — (مالک بن انسؒ / موطا)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۵)

علم کی مقدار

چالیس احادیث

امرِ دین کی یاد کرنی ضروری ہیں!

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْھًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْھًا وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَافِعًا شَھِیْدًا

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت ابوالدرداء بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کیا ہے مقدار علم کی کہ جب انسان اتنا علم حاصل کرلے۔ تو فقیہہ (عالم) بن جائے (اور دنیا و آخرت میں اس کا شمار عالموں میں ہو) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جو شخص میری امت کو فائدہ پہنچانے کے لئے چالیس حدیثیں امر دین کی یاد کرے اللہ اس کو قیامت میں فقیہہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہونگا

(ابوالدرداءؓ / بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۱)

اگلے رسالے میں اللہ کے لطف و کرم سے امر دین کی چالیس احادیث شائع کریں گے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ آپ کو قیامت کے دن فقیہوں میں اٹھائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَآئِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رات کو تھوڑی دیر درس دینا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔
(ابن عباسؓ / دارمیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَّ اَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَآءَ اَعْطٰهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مجلسوں میں سے گذرے جو مسجد میں منعقد تھیں۔ آپ نے فرمایا دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں۔ لیکن ایک ان میں بہتر ہے دوسری سے۔ ان دونوں مجلسوں یا جماعتوں میں سے ایک عبادت میں مصروف ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی ہے، اور اس سے اپنی خواہش و رغبت کا اظہار کر رہی ہے۔ خواہ اس کو دے یا نہ دے۔ اور دوسری

اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

جماعت فقہ یا علم کو حاصل کر رہی ہے پس یہ لوگ بہتر ہیں۔ اور میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (یہ کہہ کر) پھر آپؐ بھی ان میں بیٹھ گئے:

(عبداللہ بن عمرؓ / دارمیؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۱)

○

عَنْ زِيَادِ ابْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتٰبِ وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

زیاد بن حدیرؓ کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے عمرؓ نے پوچھا۔ تم جانتے ہو، اسلام کو تباہ و برباد کرنے والی کونسی چیز ہے۔ میں نے کہا۔ مجھ کو معلوم نہیں۔ عمرؓ نے کہا۔ اسلام کو تباہ کرتا ہے پھسلنا عالم کا (یعنی اس کی غلطی یا گناہ) اور جھگڑا منافق کا کتاب اللہ کے اندر اور تباہ کرتا ہے گمراہ سرداروں کا حکم جاری کرنا۔

(زیاد بن حدیرؓ / دارمیؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۳)

○

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں فرمایا جناب

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتٰہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی مَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتٰہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو شخصوں پر (یعنی دو خصلتوں پر) حسد (یعنی رشک کرنا ٹھیک ہے۔ ایک تو اس شخص پر، جس کو اللہ نے مال دیا اور پھر اس کو راہِ حق میں توفیق (بھی) اور دوسرا وہ شخص، جس کو اللہ نے علم دیا۔ پس وہ اس علم کے موافق حکم کرتا ہے۔ اور اس کو سکھاتا ہے۔

(بخاریؒ و مسلمؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۰)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا یُنْتَفَعُ کَمَثَلِ کَنْزٍ لَا یُنْفَقُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس علم کی مثال جس سے نفع نہ اٹھایا جائے اس خزانہ کی مانند ہے جس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے (احمدؒ / دارمیؒ)

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۷۵)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ وَّ وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور سکھانا علم کا نااہل کو مانند اس شخص کے ہے جس نے سور کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا پٹہ ڈال دیا ہو

(ابن ماجہؒ)

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۶۵)

عَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب نے کعبؒ سے دریافت فرمایا تمہارے نزدیک اہل علم کون ہے؟ کعبؒ نے جواب دیا۔ وہ لوگ جو اپنے علم کے موافق عمل کریں پھر عمرؓ نے پوچھا عالموں کے دلوں سے کونسی چیز علم کو نکال لیتی ہے؟ کعبؒ نے جواب دیا۔ لالچ! (دارمیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۷۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا

(رواہ مسلمؒ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ہدایت کی دعوت دے (یعنی کسی کو دین کے راستہ پر بلائے) اس کو اتنا ہی اجر ملے گا۔ جتنا کہ اس کو جو اس کی پیروی اختیار کرے اور اُس (اطاعت گذار) کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اور جو گمراہی کی طرف بلائے۔ اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس کو جو اس کی اطاعت کریں اور ان کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا (مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۹)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

ابن مسعودؓ کہتے ہیں، کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ اَمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

سنا ہے۔ کہ تازہ رکھے اللہ اس بندے کو۔ جس نے ہم سے سُنا کسی بات کو اور جس طرح سُنا تھا۔ اسی طرح اس کو پہنچا دیا۔ پس اکثر وہ لوگ جن کو پہنچایا جاتا ہے۔ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں

(ترمذیؒ / ابن ماجہؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۶)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ اے میرے بیٹے اگر تجھ سے یہ ممکن ہو۔ کہ تو صبح سے لے کر شام تک اس حال میں بسر کردے کہ تیرے دل میں کسی سے کینہ اور کھوٹ نہ ہو تو ایسا ہی کر۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! یہ ہی میرا طریقہ اور سُنّت ہے۔ پس جس شخص نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)
(انسؓ / ترمذیؒ)

مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۵۳)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ قَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرَ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلٰثٌ لَّا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اَخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُّحِيْطٌ مِّنْ وَّرَآئِهِمْ

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ تازہ رکھے اللہ اس بندے کو (یعنی باآبرو اور خوش رکھے) جس نے میری کوئی بات سُنی، پس یاد رکھا اس کو اور ہمیشہ یاد رکھا اور پہنچایا اس کو (لوگوں تک) پس بعض حامل فقہ (یعنی علم دین کے حامل یا دینی بات کے محافظ) سمجھ دار نہیں ہوتے اور بعض حامل فقہ ان لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ تین باتیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ایک تو عمل کا خالص طور پر خدا کے لئے کرنا۔ دوسرے

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدُ وَابْنُ مَاجَةَ

مسلمانوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا۔ تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ اس لئے کہ جماعت کی دعا اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے۔

شافعیؒ / بیہقیؒ در مدخل اور احمدؒ / ترمذیؒ / ابوداؤدؒ ابن ماجہؒ / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۶۶

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا اور کلام اللہ میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے اور کلام اللہ کا بعض حصہ بعض کو منسوخ کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف جلد اول صـ۵۸ ۔ جابرؓ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہماری بعض حدیثیں بعض کو منسوخ کرتی ہیں۔ جیسا کہ

بَعْضُهَا بَعْضًا كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ قرآن منسوخ کرتا ہے (قرآن کے
(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صـ۵۸) بعض حصّہ کو)

○

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کا زمانہ

صرف تیس ۳۰ تا ستر ۷۰ سال تک رہا۔ اس کے بعد دینِ اسلام کی

تبلیغ کا فریضہ

صوفیائے کرام

کے ذمہ رہا — اور — آج تک ہے

مَاشَاءَ اللّٰہ

جب تک مشائخ کرام اپنے مسلک پر کاربند رہے۔ یہ جھنڈا
پوری آب و تاب سے لہراتا رہا

آج ہم

حضور اقدس سرور کونین فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات
سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اللہ کرے، آپؐ کی تعلیمات کا

پھر سے دور دورہ ہو — اِس کے لئے ہمیں — انفرادی
جدّوجہد سے نکل کر — صحابہ کرام کی طرز پر تبلیغ کی

اجتماعی کوششیں

اپنانا ضروری ہیں — تاکہ ہم اپنی

کھوئی ہوئی میراث

پھر سے حاصل کر سکیں

آج

ہماری تمام تر صلاحیتیں مادی چیزوں کو حاصل
کرنے کے لئے صَرف ہو رہی ہیں — اور — اُنہی سے
حاصل کردہ نفع ہماری نظروں کو خیرہ کئے ہوئے ہے

دِین سے پر

تو ہم نے کوئی محنت کی ہی نہیں — پھر دین سے حاصل
ہونے والا منافع کثیر ہم کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ ہماری
دعوت اسی جدوجہد کی جانب ہے — یہ

دعوت

دین کے لئے ایسی ہے۔ جیسے درخت کے لئے پانی۔ جب

تک درخت کی جڑوں کو پانی ملتا رہتا ہے، اُس درخت کا۔

—— تنا بھی مضبوط رہتا ہے

—— شاخیں بھی اپنا رنگ دکھاتی ہیں

—— پتے بھی ہرے بھرے رہتے ہیں

—— پھل اور پھول بھی حاصل ہوتے ہیں

اور —— درخت کو ہمیشہ پانی کی ضرورت رہتی ہے

اِسی طرح

جب تک دعوت کا آبِ حیات دین کے درخت کو پہنچتا رہتا ہے۔ دین کی ہر شاخ ہری بھری رہتی ہے — اور —— دین کا پرچم ہمیشہ سربلند رہتا ہے !

ماشاء اللہ

میرے دوستو ! عزیزو !!

آپ کی مصروفیت کوئی بھی ہو، آپ اس میں اس طور پر لگیں۔ کہ آپ کے دل و دماغ میں یہ خیال جلوہ گر رہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دینِ اسلام کے **مبلّغ** ہیں۔ لہٰذا آپ کے ہر قول و فعل میں

قرآن و سنّت کی اتباع

پائی جائے، آپ کا کوئی قول — اور آپکا کوئی بھی فعل۔

اللہ کی کتاب قرآنِ کریم اور سُنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو ۔ آپ کے قول و فعل
میں اخلاص، راستبازی اور ہر کسی کے لئے ایک
نمونہ پایا جائے ۔ آپ کا اخلاق
بُلند ۔ پسندیدہ اور ہر جا مقبول ہو ۔
آپ کی
ہر شئے فطری ہو ۔ نہ کہ بناوٹی ۔ اور ۔ آپ کا
ظاہر، باطن کے عین مطابق
اور
میرے دوستو! عزیزو!!
اپنی زندگی کو ان زریں اصولوں کے تحت گذارنے اور ۔ انبیائے
کرامؑ ۔ صحابہ عظامؓ ۔ اور صوفیائے کرامؒ کی طرح
زندگی گذارنے کے لئے اپنے اوقات کو فارغ کریں ۔ اور پھر
اللہ تعالےٰ کی راہ میں نکل کر اپنی زندگی کو ان اصولوں کے مطابق ڈھالنے
کی کوشش کریں ـــــ جیسے کہ عرض کیا جا چکا ہے ـــــ

ماحول کو انسانی تربیت میں خاص دخل حاصل ہے!

تو بس اس ماحول میں نکل کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی سے بڑی سُنّت کو اپنانا آسان ـــ اور چھوٹی سے چھوٹی برائی کا کرنا مشکل ہو جائے گا۔

ماشاء اللہ!

جب کہ آج کے رائج (پراگندہ) ماحول میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنی مشکل ـــ اور بڑی سے بڑی بُرائی آسان ہوتی جارہی ہے ـــ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ!

توجتنا زیادہ وقت

مسلسل اس ماحول میں صرف ہوگا۔ انشاء اللہ سُنّت کا رنگ چڑھتا جائے گا ـــ اور دل کا زنگ اترتا جائے گا! اور الحمدللہ ـــ اس طرح سوسائٹی میں ایسے افراد کے ادخال سے پھر نیکی کے راستے آسان ـــ اور ـــ برائی کے راستے مسدود ہوتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ

نو ـــ مقامی طور پر

ہر روز

آپ اپنی فراغت کا ایک وقت دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کرلیں۔ موجودہ مصروفیت کے دور میں بہترین وقت مغرب اور اس کے بعد کا ہے۔ اس سے پہلے کوئی بندہ کُلّیتاً فارغ نہیں ہوتا۔ اس وقت (نمازِ مغرب کے فوراً بعد) آپ لوگوں کو تھوڑے وقفوں کے لئے روک کر قرآن اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ ضروری احکام جو ہر کسی پر ہر روز لاگو ہوتے ہیں، پیار و محبت سے سنائیں۔

اور ــــ روزمرّہ زندگی کی

ضروری عبادات

ایمانیات ــــ فرائض

سکھلائیں ــــ جس نیک کام کی لوگوں کو تعلیم دیں۔ اسے خود بھی کریں ــــ اسی طرح ــــ جس بات سے لوگوں کو منع کریں ــــ اس سے خود بھی باز رہیں ــــ!

کوئی سُنے نہ سُنے

ہم نے اللہ کے بندوں کو

اللہ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات باقاعدہ سناتے رہنا ہے حتّٰی کہ موت سے ہمکنار ہوں

اور

روز کی اس نوکری کی کسی سے بھی کوئی اجرت نہیں لینی۔
اور نہ ہی اس کی آڑ میں دنیا کی کوئی بھی چیز حاصل کرنی ہے
یَاحَیُّ یَاقَیُّومُ!

ہر ہفتہ

میں ایک دن ۔جس دن بھی آپ کو آسانی سے فراغت ہو
دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کریں

جمعہ - ہفتہ - اتوار

یہ دن اور دنوں سے زیادہ فراغت کے ہیں۔ جمعہ کی نماز
کے بعد تقریباً ہر کوئی فارغ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ہفتے
کی شام کو آپ ظہر یا عصر کی نماز کے بعد چل پھر کر دین
کی تبلیغ کریں۔ اور مغرب یا عشا تک جاری رکھیں۔

کوئی

آپ کے اس عمل پر کچھ بھی کہے ۔ آپ کو مطلق ناگوار نہ گذرے
نہ ہی آپ کسی ایسے کہنے والے کے حق میں کوئی بُرا خیال دل میں

لائیں ۔ جیسے کہ آپ نے اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کا عزم کیا ہے۔ اسی طرح روکنے والا بھی اپنی عادت سے مجبور ہے اس نے آپ کو اس راہ سے روکنے کی جو تدبیر بھی وہ کر سکتا ہے۔ کرنی ہے ۔ آپ اپنا کام کئے جائیں ۔ وہ اپنا کام کئے جا رہا ہے ۔ اور اللہ حاضر و ناظر ۔ سمیع و بصیر اور ۔ علیم و خبیر ہے ۔ !

آپ

جب اس عزم سے اللہ کی راہ میں اللہ کے لئے نکلیں گے ۔ ماشاء اللہ ۔ کبھی اکیلے نہ رہیں گے ۔ آپ کے ساتھ بے شمار اللہ کے چیدہ بندے ۔ آپ کا ساتھ دیں گے۔ انشاء اللہ!

اختلافی مسئلہ

پہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں!
اسلام کے فضائل و مسائل بیان کریں
اختلافی مسائل سے دُور رہیں

اپنے مقامی کام — اور اللہ تعالےٰ کے دین کی دعوت
اس عالم کے ایک ایک انسان تک پہنچانے کو سیکھنے کیلئے
آپ اپنی مصروفیت سے

ہر ماہ

تین دن نکال کر یہاں تشریف لائیں — اور — پھر

ہر سال

میں ایک ماہ — یا اس سے زیادہ عرصہ کے لئے اپنا وقت
فارغ فرمائیں — اور اپنا یہ

وقت

اس طرح گذاریں — جیسے کہ مجاھد میدانِ جہاد میں
گذارتا ہے۔ اپنے نفس کی آسائش و استراحت کی پرواہ
نہ کریں — اللہ کرے —

یہ مجاھدہ

آپ کے نفس اور معاشرے کی صحیح اصلاح کا موجب ہو۔
آمین — یا حیُّ یا قیّوم!

○

اِس رسالے کا

لبّ لباب یہ ہے کہ

آپ یہاں دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے اسطرح آیا کریں :

ہر سال

کم از کم ایک ماہ کے لئے آیا کریں — اور پھر جہاں اللہ کو منظور ہوا کرے گا۔ آپ کو تبلیغ کے لئے بھیجا کریں گے

اگر

کسی صاحب کو ایک ماہ سے زیادہ کی توفیق عنایت ہو تو اور زیادہ بہتر ہے — آپ مطلع کیا کریں۔ کہ آپ کب سے کب تک آنے والے ہو، تاکہ باہر جانیوالی جماعتوں کی ترتیب دی جا سکے۔

ہر ماہ میں بھی تین دن **اللہ** کے لئے وقف کر دیں۔ اگر اللہ توفیق دے، اس سے زیادہ بھی کر دیں — اور یہ دن آپ یہاں رہا کریں — تاکہ

اِس ماحول میں آپ اپنی تربیت کی تکمیل کر سکیں

جامعہ دارُالاحسان

دینِ اسلام کی تبلیغ کا وہ مرکز ہے

جہاں اللہ کے فضل و کرم سے شب و روز تبلیغ جاری رہتی ہے۔

آپ اس میں شامل ہُوا کریں

جو تبلیغ آپ نے باہر کرنی ہے ــــ یہاں کیا کریں ــ گویا

یہ جامعہ ریاض المُبلّغین ہے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اٰمِيْن

اِمروز سعید چہارشنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۸۹ ۱۳ ہجری المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہ

الٰہی قمر و انور انت یا حی یا قیوم

قُلہٗ

عشقُ محمّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلّم

مذہبی وجبّہ ملّتی

وطاعتہ منزلی !

(یہ کہ) حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عشق میرا

مذہب، محبّت میری ملّت اور اتّباع میری منزل ہے

ابوانیس محمّد برکت علی اودھیانوی عفی عنہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
امین امین امین یا رب العلمین ط

یٰحیُّ یٰقیُّوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ بَعْدَ

خَلْقِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ کُلِّ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ کَلَامُ اللّٰہِ الَّذِیْ

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

مکشوفات

منارِ احسان

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاب الصحاف المقبول المصطفین

دار الاحسان فیصل آباد ۰ پنجاب پاکستان